

60

تَجْلِي ماہنامہ جَلِی دیوبند



Islamie News Paper Agency,
CLOTH BAZAR, RAICHUR,
(C. RLY.)

ایڈٹر: عَامِر عَثَمَانِی (فاضلِ بُوئنَد)

8 As.

آئندہ سال پہلے
کی ایک ملکیتی ایف جو کاروں
فرستہ پر پورتاں کی حالت
و اوقات اور اطائفِ حکایات پر
مشتمل ہے، قابل دید ہے۔

لطفِ علمیہ کے

ترجمہ اردو

کتابِ الذکیاء

وہ یہ محدث و اعطا
جس کے باخوبی میں بزرگی مدد
نصرانی سے اسلام تجویں کیا اور
ایک لاکھ سے زیاد اور میں نے
تو بہ کی۔ یعنی علامہ ابن الجوزی۔

مُؤلفہ: شہرہ آفاق محدث و فقیہہ ادیب و خطیب علامہ ابن الجوزی بخاری و محدث

اس کتاب کے مصنف جنی صدی یوگی کے طبل اللہ محدث فقیہہ علامہ امام ابن الجوزی بخاری اور اس کے بنی علی مقام اور تحریر و تفسیر سے
دنی و ملکی طبق تجویں اتفاق ہیں۔ آئکے تعارف میں علامہ کو اتنا سمجھا تھا کافی بوجگار، آئکے باخوبی میں بزرگی مدد و نصرانی نے اسلام تجویں کیا، ایک لاکھ سے زیاد
اویزیوں نے تو پکی۔ حدیث سے متعلق اسکے حسن طلق اور شخف کا لامہ ادا، اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جن قلموں سے آپ احادیث لکھتے تھے ان کے تراشے محفوظ
رکھتے تھے۔ آئیں وصیت فرمائی تھی کہ میں اپنی تراشوں سے گرم کیا جائے۔ جانچی ایسا ہی کیا گی اور تراشوں کا ایک خیر و پوری باتی لئے گی۔
ایسے عالی مقام مصنف کی تصانیف جس قدر اعلیٰ وارفع ہو سکتی ہیں ظاہر ہے مختلاف علمیوں میں ایک تین سو جائیں تصانیف ہیں مجددات کی کل تعداد ہے تو۔

اس کتاب میں

سات سو ایسے تصانیف دیکھے گئے جس میں سر ایک دکاوت یا حاضر و رابی پاکتہ ہی بادشاہ مژاہ یا ایسے ہی کسی کا نامہ عقل و فراست کا آئندہ روا
ہے۔ یہ کتاب سنتیں ابوبیضا مشتمل ہے جن میں عقل و فراست کے فضائل و مناقب اور نعم و ذکر، کی عللات کے علاوہ، انجیل، صحابہ، علماء و مشائخ، فتنہا
و ادباء، عباد و زہاد، روسار و غیرہ، عوام و خوش خبر سب ہی محتمل در پرچہ صور میں ہیں۔ باشد اہوں وزیر و دیگر اہوں تک کہ کوئی کمالات
دلپذیر اہم ازیں بیان کے گئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں تھی اور عبارات نسبتاً قریب تھیں۔ فاضل سترہ صفحہ مولانا اشتیاق احمد سہی
استاذ ارالعلوم دیوبندی میں بڑی محنت و دماغشانی سے اس دو قسم کتاب کو رہ صرف اردو میں پہنچا بلکہ بہت منید اتنا نہیں کیے گئے۔ بات کو سمجھنے کے لئے
عربی مخادر دوں کی توضیح اور تراجمی و اصطلاحات کی ضروری و ضرائب اخلاقیہ جہاں اختصار کے علاوہ جہاں اخشار کے باعث طلب ہجنے مشکل تھا وہاں مبادرت پڑھا تو اگئی جس
مکاپیوں میں کوئی خاص نکتہ نہ اچھا ہوا تھا تو میں میں اسکی طرف اشارہ کر دیا۔ دفعہ دو و تیسرا۔ وغیرہ وغیرہ۔ وغیرہ افادت کے کسی پہلو کا اثر نہیں چھوٹا گیا، حضرت مولانا
قاری محمد طیب صاحب تھم دیار الحلم دیوبندی نے اس کا پیش لفظ تحریر فرمایا ہے۔ ہم ناظر عنی سے اس کتاب کے مطالعہ کی پرہیز دائریں کرتے ہیں۔
ضخامت: ۱۵۰ سو سو آٹی صفحات۔ چیزیں: ۲۔ مجدد نوشنگاہ پوش صرف پانچ روپے (۴۵۰)

بر قسم کی عربی فارسی اردو کتب نیز قاعدے پائے } مکتوبہ تحملی دیوبند ضلع سہارنپور یونیورسٹی
قرآن مجید حامل مکتب حرمی و متہ جم ارزان میں کاپسٹہ }

ہر انگریزی چینی کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت چھروپے

نی پرچہ ۵۰ روپے

غیر مالک سے سالانہ قیمت ۵۰ روپے



فہرست مضمون بابت ماہ جولائی ۱۹۶۰ء

۱	آغاز سخن
۲	شہید کرنا اور نرید
۳	سایر رسول جمیع
۴	مسجد می خلا شک
۵	نولتے حق
۶	ایک خط اور اس کا جواب
۷	مولانا ابوالاعلیٰ مودودی
۸	عامر عثمانی
۹	جناب ابوالصہب روحی
۱۰	عامر عثمانی
۱۱	مُلّۃ ابن العرب مکی
۱۲	جناب محمود محمد عباسی
۱۳	عامر عثمانی
۱۴	مولانا تاج محمد صاحب

اشراف ضروری

(اگر اس دائرے میں سُرخ نشان ہے تو مجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجیں یادی پی کی اجازت دیں۔ اگر آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تو بھی اطلاع دیں، خاموشی کی صورت میں اگلے پرچہ وی پی سے بھیجا جائیگا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ روپی پی چھروپے باشٹھنے پیسے کا ہوگا، منی آرڈر بھیج کر آپ وی پی خرچ منجھ جائیں گے۔ پاکستانی حضورات، ہمارے پاکستانی پرچہ چندہ بھیج رہیں ہیں منی آرڈر میں بھیج دیں مالہ جاری ہو جائے گا۔)

ترمیل زر اور خط و کتابت کا پتہ: مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸۰ پینا بازاڑا
پاکستان کا پتہ: میر عاصم عثمانی
دفتر تحریکی دیوبند ضمیح سہارن پوڈیوپی (چنڈی گڑی) پیر آنہی سخش کالویہ کراچی (پاکستان)

عامر عثمانی پر نظر میشرنے "کوہ فوس" پرنس ولی سے چھپو اکارپے دفتر تحریکی دیوبند سے شائع کیا۔

اعتراف ارکان

ہائے اس نو روپ شیماں کا پیشیماں ہونا

ساتھ نظر آ جائیں جس طرح درسروں کا اور امانت کا کوئی حاجب ہمکے جذبہ عدل کی راہ میں حائل نہیں ہوتا۔ اپنی زیر تنکو تحریر پر کوچھ و تعلیم کے زادہتے سے دینکے بعد جس نتیجہ پر ہم بچے ہیں وہ بلا کم دکامت یہ ہے کہ احقار حق اور جذبہ اصلاح کے خروش میں ہم پوشیدہ و ممتاز کے لفاضے نہیں نہایت ہیں۔ ہمارا ادب و ایجاد کرت اور اسلوب گفار کافی حد تک نامحدود ہے ہم نے حضرت یہودی صاحب کی ملن و بر تحریث کو اس کے فرار و اجتماعی مقام سے بچ کر کوئی گفتگو کی ہے اور خدا کو اس ارش طرح پر لستے ہیں جس کے ہم کسی حال میں اہل نہیں۔ کہاں آفات کہاں ذرا۔ ہمیں لازم تھا کہ ایا زندگی خود بیشتر اس کو لخواز کرنے ہے ہمیں

نہایت ادب و احترام کے ساتھ عرض و معروض کرتے اور ناموس سسطر رسول کو باز پڑھ اطفال بنانے کا جو انتقال انگریز طرز کیا گی تھا اس سے اس درجہ تاثر نہ ہوتے، لیکن اب تیر کمان سے شکل چکتا۔ اب اس روزیت کی عاقی نہیں ہے جو متعلقہ حضرات کو ہماری شعلہ بیانی سے پہنچی ہے۔ اب ہمیں یہ موقع نہیں رکھنی چاہیتے کہ صرف اعتراف خطا کے ذریعہ ان حضرات کے قلوب سے اس کدروں اور خود رفع کو نکال دیں گے جو انہیں ہماری تلحیح گفاری سے بجا طور پر سنبھالے۔

لیکن باہم ہم اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک بچہ نہیں ہیں کی نہیں آ سکتی۔ ہمارا مرکزی فکر شروع ہی سے یہ رہا ہے کہ تھمارا ضمیر جس ہمیں کو اہمی دے اسے ہر قیمت پر رد بکاری اور چلائے اس کے نتائج کچھ ہوں۔ سیاسی و کاروباری مصالح کی وجہ نجیی ضمیر کے مطالبات پر ترجیح نہیں دی ہے اور آج بھی ہم اپنے

کی مرے قتل کے بعد اُس کے جفا سے توبہ

ٹھیک کیا ہے کہنے والے نے کہ جوش اگر ہوش سے بے بہرہ ہو جائے تو فتنہ بن جاتا ہے۔ آج جلد ٹھیک شمارے پر خوب خوب ہاؤ ہو جکی ہے ہمیں یہ قول کسی اور کلمے نہیں خود اپنے سے دہرانا پڑ رہا ہے۔ جیسا خود اپنے لئے۔ گذشتہ پرچہ جب دیوبن کے کوچے کوچے میں دیکھا جا چکا تو اس کا جگہی تاؤ ہمیں یہ بتا یا کیا کہ تھا کہ دلائل مضبوط ہیں مگر زبان سخت ہے اور اب بچہ علی میانت کی شان سے فروڑیے۔ تم نے نقد و اعتراض ہیں حظیراً تباہ کا لیٹا ہوا نہیں رکھا اور اس طرح بعض ہزار ہم عصروں کی تاریخ اور ہمیں تھیک کے علاوہ خود اپنے قلم کی سماں بھی بر بادی۔

ہم بارہ سال سے تکلی نکال رہے ہیں اور اس دوران میں جب بھی ہمیں کسی نے چاری کسی خامی اور کوئی پر منصب کیا ہے ہم نے خندے دل دلاغ سے اس پر توجہ کی ہے اور تو جو کے نتیجے میں اگر ہمیں اپنی خطاب کا احساس ہو گیا ہے تو بلا مان احساس قصور کا اعلان جلی کر گئے ہیں۔ آدمی اس سے زیادہ کیا کر سکتے ہے کہ بل ارادہ کوئی تصور کر گدرے تو منصب پونے پر شرمزگی کے ساتھ اعتراف قصور کرے اور اپنے رب آگے عفو طلب ہو۔ بھی ہم کرستے رہے ہیں اور اشارہ اللہ آسمدہ بھی کرتے رہیں گے۔

ذکر کردہ تاثر سے آگاہ ہونے کے بعد ہمیں خود اپنا جائزہ لینے میں درپیش ہیں۔ پرچہ اٹھایا اور اول سے آخوند اس نہ از سے پڑھا جیسے درسروں کی تصور و طلب تحریروں کو پڑھتے ہیں۔ کوئی لمسے یا نہ مانے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب ہم نقد و احتساب کا ارادہ کر لیتے ہیں تو خود اپنا عیب وہر بھی ہیں اسی تفصیل کے

میں عقیدت معاویہ کو تحقیق مفہوم نہیں رکھتی۔ ہم بلا خوف تراویہ کہتے ہیں کہ حضرت امام صاحب کی وہ کتاب جسے ان کے عالیٰ قدر صاحبزادہ علیم دعوت فکر اور قل اور تائیخ کے وقوع معاویہ پر بے شل تحقیقات کا ایک گنج گرانایا "قرار دیتے ہیں اور جماعت دار العلوم دینہ کے متعدد مسلک حق کی ترجیح بناتے ہیں نہ انداز فکر و نظر اور مواد و مطالب ہر لحاظ سے الی خیر دستے کر ایک ہی مرتبہ تخصیت کی طرف اس کی نسبت ہی تو ہم تخصیص کم نہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ حضرت حسینؑ سے کہیں زیادہ ان کے یہاں بعض یزیدیوں کا مرکز ہنا ہوا ہے اور رؤوف عباسی کی رومیں انھوں نے امام غزالیؑ اُنہیں کا نظیر کیا تھا اور حافظ ابن ثابتؑ علی فاری امام ابو ضیفؑ حضرت ابوسعید خدريؑ (صحابي رسولؐ) حضرت ابو ہرثہؓ و صحابي رسولؐ حتیٰ کہ قرآن و سنت کی فصوص تک اضافات نہیں کیا ہے۔ ان کے یہاں سعد الدین عبارتیں یا جانی جاتی ہیں جنکا خود فرض تکشیح کے سوا کچھ ہوئی نہیں سکتا، حالانکہ حضرت حسینؑ کی عظیمتوں کو تسلیم کرتے ہوئے یزیدیہ کے فتن و فجور کی تردید کرنا ایسا جرم نہیں ہے کہ اس کی مزرا دینے والا اہل سنت کے مسلک و موقف کو کپل کے رکھ دے۔

الترغیلی ہمارے قلم کو سبک خراصی کی توفیق دے۔ یہ ظالم حق گوئی کی راہ میں تیز رفتار ضرور ہے، لیکن بھوپال اٹھانا ہوا چلتا ہے اور اس کی نوک بارہا نیز کی اُنی بن جاتی ہے اس کی دسمت درازیوں سے زخم اٹھانے والے حضرات ہمیں معاف کریں یا نہ کریں تم بہر حال صاف صاف ان سے عفو طلب ہیں اور اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ جس طرح بحث و تحریک میں ہماری تلحیح گویاں ذاتی عناودہ کو درست سے ذرا بھی داسطہ نہیں رکھتیں اسی طرح اس عفو طلبی میں بھی ہمارے ضمیر کی آواز اور دل کی پکار کے سوا کوئی خارجی مصلحت کا رفرما نہیں ہے۔

لہذا و سفر [نا] نظریوں کو یہ اطلاع شاید عجب سی معلوم ہو گی کہ تمہم الحروف گذشتہ ماہ محرم وی رمضان درج ہے۔ بہار کے ایک شاعر سے میں پورے آٹھ سو یوم

طرز تحریر کی خایموں کا بر طلاق اعلان و اعتراف کرتے ہوئے اسکی پروانہیں کر رہے ہیں کہ ہن و پاک کے گوشے گوشے سے جو شا خلط و ازیر تذکرہ تحریر ویں کی توصیف و متنالش ہیں آئے تھے میں کچھ لکھنے والے اس غیر متوافق اعلان و اعتراف سے کسد جد کیا تھا ہوں گے۔ وہ کیا ہیں گے کہ یہ نالائق کیسا غیر ذمہ دار ہے۔

کوئی تکمیل کیے، عدل و صداقت کے مطالبات سے ہم آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ جوں کے جعلی میں جن حضرات کے حق میں بھی جو کچھ گستاخیاں صرزد ہوئی ہیں وہ یقیناً لائق ملامت ہیں اور یہ حضرت ان سے لے اگر ہیں کسی قیمت پر معاف نہ کریں تو انھیں حق بجا سب سمجھنا چاہئے۔ کاغذ پر اس سے زیادہ مکمل اعتراف قصور اور کپا ہو سکتا ہے۔ بارگاہ و ربانی میں جس طرح استغفار ہیں کرنا ہے وہ الگ معاملہ ہے جس کے الہاد و بیان کی ضرورت نہیں۔

۱- ہم غلط فہمی نہ بڑی چاہئے کہ ہمارا اعتراف صرف انداز گفخار اور طرز خطاب تک محدود ہے۔ مطالب و معانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ موقف و مسلک اور علیٰ نقطہ نظر کے معاملے میں ہم اپنے تک وہیں ہیں جہاں تھے۔ واقعات کریں اور اس سے متعلق تخصیتوں کے باسے میں ہمالئے جو خیالات ہیں وہ کسی ہنگامی جذبے پر منی نہیں نہ مجموعاً جماعتی صاحب کی کتاب ان کی بیانیار ہے بلکہ وہ طویل مطالعہ اور گہرے فکر و تھص کا ثمرہ ہیں۔ جو اعترافات ہم نے، ہم صاحب کے بعض فرودادات پر کئے ہیں ان پر ہمیں طالہ اصرار ہے۔ اور حضرت حسینؑ کے بالے میں جس انداز نظر کو ہم خلو اور رض سے آلوہ کہتے چلے آرہے ہیں اسے آج بھی ایسا ہی کہتا اور سمجھتا ہیں۔ یزید کے بے نہایت فتن و فجور کے طبع زاد افسانے آج بھی ہماری نظر ہیں ایسے ہی مسلط ہیں جیسے پیدا تھے۔ رسول اللہؐ کی پیشیں گوئی پر آج بھی ہم حسب سابق دلوقت ہے اور یہ ماستہ کو تیار نہیں ہیں کہ یزیدی اس سے خارج ہو گیا معاویہ آج بھی ہماری راستے اسے اتنے بھی معمول اور عالیٰ مرتبہ ہیں کہ ان کی آبروی رجھنیں اڑانے والوں سے لے جانے کو ہم سعادت خیال کرتے ہیں اور اس پر بھی ہیں اصرار اسے کہ سیلوں کے حلقوں میں جو لوگ عقیدت معاویہ کے بھی مدعی ہیں اور اسیں یزید پر بھی صورتیں وہ ایک مطلق تضاد پا لے ہوئے ہیں بلکہ وہ بھی

اپنے یہاں نہیں باقی جاتی، لیکن خیال ہو اکل سے عذر یا رد جان کر مریدِ حرج کی جائے گی، پس کیوں نہ برائے نام چند تاریخیں لکھ کر بحثِ ختمِ کردی جائے۔ ظاہر ہے اگلا شاعرِ سال بھر بعد ہو گا اور استئن دنوں کوں جتناستے امداد فرمائی کے کشوں کے پر نظر ڈال کر چون ایسی تاریخیں لکھدیں تھیں سر کھجوانے کی فرصت مل سکتی ہے۔ بات آتی تھی ہوتی۔
لیکن طولِ حیات کو کیا کیجئے سال پلک چھپکے گزر گیا اور

اچانک وہ دعوت امر آئی جو اس کے ساتھ ایک اوپر اٹھنے والے ہی خودی کا نامِ جھاپ دیا گیا تھا۔ تاریخیں ایسی تھیں کہ سالِ گذشتہ والا عذر نہیں چل سکتا تھا۔ دعوتِ نئے کے علاوہ درجتی سے اور بھی چند خطوط آتے۔ حاصل یہ کہ چند روز کی ذہنی کلکش کے بعد سفرِ شروع ہو ہی گیا۔

داستانِ سفرِ خاصی دلخیر ہے، لیکن تکھنے کی طرح لکھی جائے تو بہت جگہ تھیر لے گی۔ تجھی کی شنگِ امنی سلامت، اختصار ہی پر اتفاق کروں گا۔ شدید گرمی میں تسلیں کیسا تھا اتنا مبارفِ غیر مناسبتِ حرم ہوا المہر اسے دو سطون میں تقسیم کر دیا گی۔ دیتے لکھتو اور لکھنے سے درجنگ۔ کہنے کو دلی سے لکھو صرف رات بھر کا سفر ہے اور رزویشن کی برکت سے بستر کھونے کا مو قعہ جی طیبا تھا۔ مروادہ کے آزاد بھارت کی آزاد ہبنا۔ ڈبے پر الگ چھے رزویشن کا کارڈ لٹکا ہوا تھا۔ سب سیٹیں پر تھیں، تگر اور اتنی شب میں متعدد سافرِ گھس آتے۔ یہ جاہل گنو اڑھیں تھے، بلکہ سرتاقدمِ حنطمیں اور اپٹوڈبیٹ۔ سامانِ انھوں نے سیٹوں کے درمیان چلتے گی جگہ ٹھوپنا اور اس بے تکلفی سے سیٹوں پر جگد نکالنے لگے جیسے رزویشن کا رد اکھنوں نے دیکھا ہی نہ ہو۔ بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ صاحب اور کسی کیا رجیسٹر میں جائیے یہاں سیٹ کہاں خالی ہے۔ جواب ملکر کمیں جگہ نہیں ہیں۔ بیٹھ جائے ہیں آپ کا کیا حرج ہے؟
اب میک ایک ایکیں حرج کی سلطنتِ سمجھاتی تھی کاڑیِ سمجھو بھی

سماں بالستر ہر ہالِ محفوظ تھا۔ گرمی اور ذہنیِ انھوں ایجاد ایجاد دیتے تو سو یا بھی جا سکتا تھا مگر نہیں کہ کوئی سو یا پتا ز تھا۔ حماقت یہ ہوتی کہ چند طرحی اشعارِ جا بھی لوحِ راغب ہی تک محدود تھے

”نورِ دستِ نام“ کی کے آیا ہے۔ مانا کہ مکھروں اور حفاظ دی جھنگی کا مجموعی قیام تین دن سے زیادہ نہیں رہا، لیکن جو مزید پانچ شب و روزہ ریلوں میں کئے ہیں ایکیں نہ سوائے مشاعرے کے کس حساب میں درج کیا جائے۔ ۲۴ مئی کو دہلی سے لکھنؤ کو رہا گی ہوتی اور یکم جون کی سپر کو دیوبند لوٹنا ہوا۔ اس طرح ایک ہفتہ پر اکاپورا کام آئیا (نام اللہ راتا) ایسے راجعون۔

جس شخص نے سالہا سال سے میدانِ مشاعرہ چھوڑ دیا ہے اور آس پاس کی مخطوطیں بھی شرکِ نہ ہوتا ہو اس کا اچانک چھ سات سو میل جا کوڈنا یقیناً ایک محیب بات ہے لیکن عقیدت دہ بلا ہے کہ محیب سے محیب بات بھی اس کے دائرے میں سادہ سی حقیقت بن جاتی ہے۔ کھڑی میں ادبی جماعتِ فائم ہے جو غالباً ہر سال ٹرپے پہنچنے پر مشاعرہ کرتا ہے۔ پچھلے سال اسے نہ جانے کیا سو بھی کہ انہمِ المعرف کو بھی دعوت نامہ بخیج مارا۔ نصرتِ دعوت سے نامہ بلکہ ایک صنی آرڈر بھی ارسال کر دیا۔ پوری خطہ کتابت تو محفوظ نہیں اس اضروری داد ہے کہ عاجزتی قبولِ دعوت سے محدود رہی ہو اور کسکے پیسے اپس کر دیتے تھے۔ ساہنہ بھی یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ فدوی نتویں دانِ مشاعرہ کا مرد ہے نہ سفروں اور رت جگوں کی تاب رکھتا ہے۔ فرستِ الگ عنقا ہے، خدا جانے آپ کوں نے بہ کا دیا کہ تجھے جیسے ناجنس کو دعوت نے شے بیٹھے۔ جوابِ طاک، ہم تجھ کو صرف شاعر کی چیزیت سے نہیں گلارہے ہیں، بلکہ ان اطراف میں تجھی کے مذاخوں کا وسیع حلقو تیری عقیدت کے مرض میں گرفتار ہے اور اسرا کرتا ہے کہ ضرور بلاؤ۔ اس پر خاکسار نے رقم کیا اک بھائی عقیدت مند یاں سرآنکھوں پر، لیکن مشاعرے کی جو ناخ اپنے رکھی ہے اس پر تو میرا بیچنا پنچی مصروفیت کے سبب ناٹکن ہے۔ فی الوقتِ معاف ہی فرادی بھی۔ جوابِ آیا کہ اچھا ہے تو تائیخ کا اعلان ہو چکا ہے اہذا معاف کیا، مگر یہ بتاؤ کہ تھیں کن تاریخوں میں فرصت ہوتی ہے؟
اس پر جو چاہا کہ لکھدروں فرست نام کی کوئی نہ

مشرع ہو گئی جن میں کسی توک اضافہ بھی ہوتا چلا گیا۔ متواضع اور سادہ دل لوگ۔ با اخلاق، مودت، بیش از شیرینیں سخن۔ یہ بے چال کے غایبان طور پر اپدیٹر تخلی کا تجھے جانے کیسا ہیولی ذہن میں رکھتے ہوں۔ کم سے کم ایک بھاری بھر کم تین من کا وجود ضرور ان کے تصور میں ہو گا۔ لیکن جب کلاہ و عباۓ عاری ایک مشترک خاک پر ان کی نظر پڑی ہو گی تو خدا ہی جانے دل مدارغ پر کیا کچھ لگز رُگی ہو گی۔

مکتوں سے کھروں بیل گاؤڑی میں جاتا ہوا۔ حفظ میر ٹھی، حفظ بشاری، ناکزادہ تطور احمد اور حنر مظفر پور ہی سے ملتے چلے گئے تھے بیل گاؤڑی میں سے اجتماعی انتیقہ مزانے کیجا۔ دہماں کی ہر ہی بھری پہنائیوں کے درمیان بیل گھانتی ہوئی کچھی مترک پرسپک خراں بیل گاؤڑی کا سفر کافی رومان اکٹھر ہے۔ کم سے کم عاجز تو اس میں بڑی شاعرانہ دلکشی خوش کرتا ہے، لیکن وقت اور موسم کو کیا کہیے کہ ملے جملی محکمات لسینہ بن کر مسامات سے بہرے گئے اور لفڑیا بارہ بیجے دو ہر جب کھروں پہنچے ہیں تو جعلی خاص حصہ بگڑے ہوئے تھے۔ غصت ہے کہ ایک آرم دہ بیال خاکمرے میں آرم و آسائش کا ڈیرا جھا انتظام تھا جس سے تلافی کی حوصلت تکل آئی اور بعد نظر جب مختلف نسل کا ہانا ہکا کر فارغ ہوئے ہیں تو تھیک دبی عالم تھا جو رمضان میں بعد انتظار ہوتا ہے۔ حیرت سی حیرت تھی کہ یہ چھوٹی سی بھتی اور ہمارا ایسا مشاعرہ! لا ابریزیدی و بھتی تو اگرچہ یہ شہری لا ابریزیدیوں کی طرح نک سکے درست تھیں لیکن کتابوں کی واقعہ دار ایسے جمع کرنے والوں کے ذوق و شوق اور علم و ادب سے عیر معقولی شیعکی کی کہانی شنازی بھتی۔ معلوم ہوا کہ اس لا ابریزیدی کی مستقل عمارت بنائے کیلئے زمین خریدی جا چکی ہے۔

سماں میزبان کافی ملیقہ مند، فسدار خ دل اور متواضع ثابت ہوئے۔ ایک الگ نام نہیں لوں گا کہ اس سے اُن لوگوں کی دل شکنی ہو گی جیسیں ہم نے بڑی سعدی سے میزبانی کے فوائد انجام دیتے یا کیا ان کے اس امر گرامی سے واقع نہ ہو سکے۔ مشاعرہ کھلی میدان میں تو کے بعد مشرع پڑا۔ امید بھتی

کاپی میں دل کرنے کا ارتکاب کر بیٹھے۔ بس کیا تھا پاکٹے سے گئے۔ دل نوجوان جو ہمارے یا سی بھتی میں تھے خود بھی شاعر تھے اور بربی جا سکتے تھے۔ بریلی گاہری تین بچے کے قریب بیٹھی ہے۔ اخیر یہ وقت بھی نہ کسی طرح کا مٹا تھا اور شاعر کی جیشت میں سائیکا داعیر بھی ان کے دل و دماغ میں ضرور انگڑا تیار نہیں تھا بلکہ چنہ بھی منت میں راز کا پردہ آٹھ گیا اور غفل سخن منعقد ہو گئی۔ ہم نے تو برائے بہت ہی سُنایا مگر ان دونوں نے خوب خوب حق ادا کیا۔ شاعر اچھے نہیں تھے، مگر پڑھتے بہت اچھا تھے۔ اچھے سے مطلب یہ کہ آواز میں دلکش اور سُرتال بیٹھے ہوئے تھے۔ بعض نہم خوابیدہ سافروں نے اس بزم شان پر اعتراض بھی کیا، لیکن مشیت ایزدی دیکھنے کے ایک لفظ یا اشتراکوں جو شرک سفر تھیں اُڑ رہے آئیں۔ اخھیں کو تباہ اور راگ دونوں سے گہری بھتی تھی۔ لیٹے لیٹے اٹھ بھیجیں اور لگیں داد دینے پڑجے ہے اکہ جھیں اعتراض تھا وہ گول ہوئے گئے بلکہ اپنا اندازہ بزرگی بدکرا اس طرح شرک داد ہو گئے جیسے اٹھا بزرگی کا کھرا رہا اداکر رہے ہوں۔ ان کی داد کا اُنچ ہم شاعروں سے زیادہ اُن سخن فهم خاتون کی طرف تھا۔ ان خاتون کی دادنی کے حصے میں تو ماشد و ماشرہ بھی آئی بڑا حصہ وہ دونوں شاعر نے لے گئے جن کی سامد نواز کے لئے برق رفتار گاؤڑی کا آہنگ طبلہ کی تھا۔ ثابت ہو رہا تھا۔

صحیح تھتھی، بھتکدم آیا۔ ڈیڑھ دن ہیاں آرم کرستے رہے۔ ۲۰ مئی کو ہمارے چلنے تو اسی گاہری سے داسطہ پیش آیا کہ جس کا سکنہ غذاب قبر کی پہلی منزل ثابت ہوا۔ روتا ہوتا زیادہ بھیڑ بھاڑ کا ہیں۔ اس بات کا ہے کہ ڈیڑھ دن کا ٹراحتہ اُن لوگوں سے بھیر گیا جن کی بیٹا نبوں ہی پر بھر ڈکلیں لکھا ہوا تھا۔ کتنوں بھی سے کہا کہ بھائی یہ سیستہ کلاس ہے؟ لیکن صاف جواب مل کر ہاں مال علم ہے۔ ہوتا ہو گا سکنہ۔ بہت دیکھنے میں سکنڈ وغیرہ لک۔ اب بتائیے مشترک استخواں کس کس سے ہ بھتی۔ قصہ کاتاہ کر لئے اور گرد سے اٹی ہوئی لواہ کے بھرپڑے کھاتے دن گذر اور بیداری یا نیم خوابی کے عالم میں راست۔ باسے مظفر پور آیا اور کہیں سے اُن اخلاص مند دستوں کی آمد

نہیں چھوڑ رہے ہیں تو ہم کس منحہ سے پیشہ دکھائیں۔ تقریباً نہیں
منٹ فوٹے شعری پوئیوں کے جلسوں پر ہمیں رہی مگر چرخ
کو رفاقت آج شاید شاعروں کی دی ہوئی ساری گاہیوں کا بھروسہ
انتقام لینے پر تھا۔ لوندا اندھی نہ کی پر نہ کی۔ حاصل ہے کہ
شاعر اور سامع سب کو گھنٹے کسلتہ باہم تراولادع ہوتے۔
صد مہر گیر تھا۔ سامعین کو یہ غم کہ دو رہے ہیں صرف چار
گھنٹے ہاتھ آئے حالانکہ وہ صحیح تک کا اندزادہ تھے متنظموں
کو یہ صدمہ کہ جس بزم شہزاد کی خاطر اتنے پا پڑیلے تھے وہم شہزاد
بھی ہو کر رہ گئی۔ شاعروں کو یہ ملال کہ جو لانیاں دکھانی کا واقع
تو اب ہی آیا تھا کیسی کیلئے لگوں اور غذے لئے لگوں ہیں گھنٹے کے
رہ گئی ہوں گی۔ فردی کا حال قرےے جدا تھا کہ وہ دونوں
طرحوں پر دو مختلف عزیزیں آفت سماوی سے قبل ہی پڑھ چکا تھا۔
قصوہ فلک پر کام سزا ہمیں ملی کہ اگلے دن روک لئے گئے
ایک مجلس صحیح میں ہوئی اور ایک اگلی شب میں۔ اس سے اگلے
دن خاص درجہ نگارے جائے گئے۔ وہاں بھی سوائے شاعر کے
کیا ہوتا۔ تین راتیں مسلسل شاعر، بازی سے دل و دماغ کی طرح
کپڑا خانہ بن جاتے ہیں اس کا اندزادہ سامعین نہیں کر سکتے۔

قبر کا حال مردہ ہی جاتے۔ پھر سب ہر دے بھی ایک جیسے نہیں
ہوتے۔ شعر میشیر شاعروں کو تو شاید اس مسلسل میں لطف مزید آتا ہو
ہم جیسے ناکو انوں کا البتہ کوئی مرنک جاتے ہیں۔

وہ بھلوں والوں کی جہاں نوازیاں بھی معیاری برہیں اسی کی ن
کسی اسکوں کا لمحے کے لڑکے بھی آدھے تھے کہ کل ہماری خوبیوں
بیجھے۔ "دھوت" اب کم سے کم میری تو بڑے بن گئی تھی۔ والبی کے
طوبی صفر کی دھشت ابیداری کی تھکن، گری کی قہر مانی۔ بس۔
جی چاہتا تھا کہ چھلانگ لکھائیں اور گھر بچھیں۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ راجہ
کپڑا پڑے اور نعمت شب میں بھاگ پڑے۔

و اپسی کا سفر غلاف امید اچھا کشا۔ سونے کی جگہ تو خیر کیا
ملئی، لیکن حفیظ میر شہی، اتوں صدمہ تھی اور ملکہ زادہ منتظر احمد کی
سمیت ہیں کامٹے بھوئے گئے۔ ڈانٹنگ کا رک طول نہست تو
عرصہ ناک یاد رہے گی۔ یہ تینوں ہی حضرات اپنی اپنی جگہ خوب
ہیں۔ حفیظ میر مٹھی نہایت خوش نکر، شکھتہ میان اور سادہ دل۔

کرتہ وہ صد بیقی اور جگن نا تھے آزاد بھی۔ بچھیں کو کہ انھیں
زاد سفر بھیجا جا چکا تھا، لیکن پیچے اور اس کا خضر متنظمیوں نے
اس عاجز کو صدر بنا کر آتا رہا۔ اپنی ذات کی حد تک قدوی صدارت
اور حرماست میں کوئی فرق نہیں کھتا۔ جسے ہر گھنٹے آدھے گھنٹے بعد
گھنٹے اور چہل تاریکی کرنے کا عارضہ صد لا حق ہو اسے صدارت کی ڈور
سے جکڑ کر صدر پر حکایہ نا اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے۔ شاعر سے
کی دو طریصیں ہیں۔ سطھ ہوا کہ پہلے طرح شاعر پوکر لیا جائے۔
پھر غیر طرح شروع ہو۔ انا و سینیٹ پر ملک زادہ منتظر احمد صد
تھے۔ انھوں نے پہلے ایک مختصر سی قفریدہ کی جو باوجود اختصار کے
نہایت بلع مطالب پر مشکل تھی۔ زبانِ دادِ مشاعر کے
موضع پر انھوں نے پرمغزا تھیں کہیں اور ان کا حسن تقریر دلوں میں
گھر گر گیا۔ حاضری کافی تھی اتنی کہ اس دیجی بھی میں اس کی موقع
نہیں کی جا سکتی تھی۔ دور دیپے ملکت بھی تھا۔ ملکت نہ ہوتا تو آخر وہ
بے شمار روپیں آسمان سے اُتر تا جو ہم دو دوں کے ہس انوں پر
بے در لیخ صرف کیا جارہا تھا معلوم ہوا کہ توں وہ بھانگ اور دیگر
نواحی ستوں سے لوگ ہر سال اسی طرح بھیج چکھے کے آجائے ہیں اور
جلک میں ملک کا سامان بندھ جاتا ہے۔

مشاعر سے میں کس نے کیا اور کیسے پڑھا۔ یہی اس رواداد کا خاص
 حصہ ہے، لیکن اس حصہ کو عاجز میان نہ کر سکے گا۔ اس کا بہان
 تو کسی ایسے شرکی مغل کا حق ہے جو صرف مسامع ہی جیشیکے شرکے
 ہوا ہے۔ بندہ صرف اتنا بتا سکتا ہے کہ طرح مغل ایک بھی ملک
 چلی اور نہایت کامیابی کے ساتھ چلی۔ دیہی ماحول ہیچ تو مشکل
 ہی تھا کہ سامعین کی دچپیاں اپنے اہلہ رکے لئے شہری باول
 جیسا زانگ اختیار کر کے حاضرین میانست اور خوشی کے ساتھ سب کے
 سُنستے ہے۔ تاہم ان کی گہری گپتی اور ذوق و شوق کا اندزادہ اس
 ہو سکتا ہے کہ ٹھیک ایک بھی جب ہم شاعروں کے حال نہ اپنے حشم
 فلک نے اچاک آنسو شکانے شروع کر دیتے تو۔ جمع صرب پر رکھر
 نہیں بھاگا، بلکہ مرد اگلی کے ساتھ ڈھارتا۔ خود شاعروں اور تنظیموں
 کو بھی موقع تھی کہ فلک ناہنجار کا یہ گریتے وقت قلبیں المدت
 نباتت چوگا۔ ہذا بعض شاعر اسی عالم خرق و انتیام میں پیٹھے رہے
 اس سے مجھ کی بہت بندھی کر جب یہ شاعر جہاد پیشہ ہی میدا۔

تاج کمپنی پاستان کے چند تحقیق

حامل الف / مترجم ترجمہ شاہ عبد القادر۔ کام فائز محمد
رکوئے و سجد کی مناسبت بھی رہی۔ بنیادی اعتبار سے ہم دونوں
ہی طریقے حفظ کی تخصیص بعض اعیان رات سے اہم القادری
تھے بلی جلتی ہے فرق یہ ہے کہ حفظ ہندوستانی ہیں اور ہندوستانی
شاعروں کے لئے معاشر کام استاذ صفتازیارہ سخت ہے۔

عمر آنکھ کلاخہ۔ نہایت دلکش اور حسین۔ ہر یہ ملود روپے۔
حامل الف / مترجم مشہور ترجمے تحقیق الحمد پر
کام حاشیہ۔ چھپائی در رنگی۔ ہر یہ مجلد تیرہ روپے۔

حامل ارب / مترجم ترجمہ شاہ عبد القادر۔ تقریباً یہی سائز
کام حاشیہ۔ چھپائی در رنگی۔ ہر یہ اخصار شاہ تفسیر مطہری القرآن

کام حاشیہ۔ چھپائی در رنگی۔ ہر یہ مجلد تیرہ روپے۔
حامل ارب / مترجم

حلو خوش تھام پالا طلب کو روٹھی سے
حامل ۲۴ / مترجم چھپے بڑی زناول سائز بہت
ہی نیس اور روشن لکھائی۔ ہر یہ پانچ روپے۔

قرآن ارب / مترجم دس انگل لانہ۔ سات انگل
تفصیل چلد۔ شکفتہ حروف واضح اعراب۔ ہر یہ پانچ روپے۔

حامل ۲۴ / غیر مترجم جیسی سائز تھی ہی ہو سیکھا وہ لکھائی
حکیم چڑھتے ہیں اور قرآن صیبی۔ ہر یہ تین روپے۔

حامل ۹ / غیر مترجم انخدا تھام سائبی تھم۔ چار انگل چڑھی
حکیم چڑھتے ہیں اور قرآن صیبی۔ ہر یہ پانچ روپے۔

حامل ۹ / غیر مترجم اینج انگل لانہ۔ ہر سطر کے درمیان
لائن۔ آنچی چھپوئی حامل میں استقرار و شن اور صاف حروف کا
اپ بغير دیکھے شاید تصویر بھی نہ کر سکیں۔ ہر یہ پانچ روپے۔

حامل ۹ / غیر مترجم اینج انگل لانہ۔ ہر سطر کے درمیان
لائن۔ آنچی چھپوئی حامل میں استقرار و شن اور صاف حروف کا
اپ بغير دیکھے شاید تصویر بھی نہ کر سکیں۔ ہر یہ پانچ روپے۔

ان میں اور قدموں میں داڑھی کی ناظم ہری مناسبت کے علاوہ
رکوئے و سجد کی مناسبت بھی رہی۔ بنیادی اعتبار سے ہم دونوں
ہی طریقے حفظ کی تخصیص بعض اعیان رات سے اہم القادری
تھے بلی جلتی ہے فرق یہ ہے کہ حفظ ہندوستانی ہیں اور ہندوستانی
شاعروں کے لئے معاشر کام استاذ صفتازیارہ سخت ہے۔

اور صدر یعنی باوجد نوغری کے ہر اچھا شعر کہتے ہیں جملی
نز اکتوں کے خوبصورت بیان ہیں وہ اپنی نظر آپ ہیں۔ بچپن کو
اگر وہ زر اسا اور ممتاز کامیج دیدیں تو ان کے کلام کی وہ خامیاں
بھی نکل جائیں جن کا سہرا والوں کے سرے۔ اخلاق و معلوائے کے
اعقاب سے وہ بڑے دلکش ہیں۔ ہنس مکھ نرم بجا مرغ اور خوش بہ
بعض نصیانی گر ہیں ضرور ان کے ذمہ تانے یا نے میں لظر آئیں مگر
یہاں ان کے ذکر و تبصرے کا محل نہیں۔

ملکزادہ نظور احمد کی توصیف کیسا کروں۔ اس ایک
ہی ملاقات میں ان کی خوبیوں اور صلاحیتوں کا گہرائش دل پر
کندہ ہوا ہے۔ بے تکلف کوست نواز اور بخوبی۔ ہات کر نیکا
سلیقہ کوئی ان سے سیکھے۔ ادبی حلقوں میں ان کے امداد منسٹریں کا
شہرہ عام ہے۔ کوئی شک نہیں کہ یہم شعرو ادب میں اتنا افسوس

کی جیشیت بظاہر کوئی بڑی اہمیت نہیں رکھتی، لیکن الحیقت
اسے بڑی کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ دناغی اس خضار اذہبی بیواری
جذب طرازی اور قدرت بیان کے علاوہ تحمل اور برداشتی
کے اوصاف اس کے لئے بہت ضروری ہیں۔ یہ میں موصوف
میں بدرجہ اتم پا سے۔ ان کے دبے پتلے نجیف ہے جسم کو دیکھ کر
تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے اندر اتنے محبوب اعصاب

ہوں گے۔ جی چاہتا ہے کہ ان سے پھر ملاقات ہو۔ یہ غالباً اشیٰ
کاچ عالم گلزار میں چکھوڑا ہیں۔ انہوں نے درجنگ کے مشاعرے
میں بھی ایک عمدہ تقریر کی تھی۔ نیز شعر بھی خوب لکھتے ہیں دلکش
پر مغزا اور رچا ہوا۔ کتاب میں ان کے شعر مشاعرے سے زیادہ
جادب قلب و نظر ہوں گے۔

قرآن عکسی روش حروف نہایاں اعراب، تفہیں
تکایت اور اچھے لاغذ کا عسی فساد آن۔

ہر یہ مجلد آٹھ روپے۔

بہادر خواتین اسلام	مسکلہ خلافت
از موں ابوداکلماں آزاد	از موں ابوداکلماں آزاد
ساری ٹھیکیں روپے	مجبد تھیں روپے
رددیجت	قرآنی دستور الفلاحت
از سید جمال الدین ان غفاری	از موں اباد عبد اللہ بن محبی
دو روپے	ڈھماقی روپے
عنوان انقلابی	انتخاب محاجح شری
سورہ فتح کی انقلابی تفسیر	آٹھ سو احادیث کا ایش بہادر خیرو
دو روپے	مجلد پانچ روپے

عمردہ کتب سین

تذکرۃ الرشید [حضرت مولانا شیدا حمدانگوئی کا مشہور تذکرہ۔ بجز اس کا پہلے صرف حالات ہی نہیں بلکہ علمی و فقہی مطالب۔ محتوا خطا ط کیا ہے علم و تفہیم کے موضوعات کا تذکرہ ہے۔

لُقْشِ رِحْيَا [مولانا شیدھیں احمدی کی خوبیوں کی تدوین۔ جلدی پہلے ماتحت آنحضرت سارے آنحضرت کے جلدی اعلیٰ سارے ہے بارہ روپے]۔

مکتوبات شیخ الاسلام [مولانا حسین احمدی کے مکتوبات جو علم و معارف کے امین ہیں۔ کامل درستہ جلد غیر مجلد سارے ہے ٹول روپے۔ مجلد اعلیٰ سارے ہے بائیس روپے]

غیثۃ الطالبین [عربی اور دفعہ فتح الغیب] [شیخ عبدالقدیر مشہور زادہ کتاب بارہ و دو داں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ایک کالم میں عربی سن و سرے کامل میں ترجیح دو فتحم جلدی نہیں بلکہ تیس روپے۔ اسارس دین کی تعمیر] [مولانا احمد الدین اصلاحی کی مشہور کتاب تفصیلات پیش کرتی ہیں۔ جلد سارے ہے تین روپے]۔

کتاب الوسیلہ [شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی ایک زبردست کتاب وسیلہ کی تلاش کا حکم قرآن نے دیا ہے وہ کیا ہے؟ اس کا شافی دکانی جواب بہترین دلائل کے ساتھ اس گمراہی کتاب میں دیا گیا ہے شرک و بعثت کی تنجیگتی اور بذلت کی تائید۔ قیمت مجلد تو روپے اسلامی فقہ] [ایذاز حاضر کی سلسلہ شیعہ تحریک زبان ہیں لکھی گئی مفہومیں دغیرہ کے جلد ضروری مسائل پر مبنی ہے۔ قیمت دو روپے سات لفڑیں حصہ دوم زکوٰۃ اور حج کو حادی ہے۔ قیمت ایک روپے پانچ آنے۔

امام ابن تیمیہ [فضل العلام مولانا محمد ریسف کو کون عمری کی شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے علم و فضل، عرمیت و حیثیت اور حجودہ کا زاموں کا سیرہ صالن تذکرہ، جس پر ارج کے تخلی میں تبصرہ ہوا ہے۔ قیمت جلد دش روپے۔ جلد اعلیٰ گیارہ روپے۔ امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی] [کتاب لاہور مطابع ہے۔ ذہانت و ذکاوت کے مجھے حضرت امام اعظمؑ کی سیاسی زندگی کے حالات مولانا ناظرا حسن لیلانیؑ کے حمیریہ قلم سے طبع ہے۔ پانچ سو سے زائد صفحات۔ جلد بارہ روپے۔ مخطوٰت شیخ الاسلام] [تین صیجم جلد دش روپے۔ میشہور رزانہ تاریخ تعارف کی محتاج نہیں۔ پاکستان میں عمردہ کا فائدہ اور روشن طباعت و کتابت کے ساتھ جھیلی ہے۔ قیمت فی سبیط مکمل و جلد چھتیس روپے۔

خلاصہ التفاہ [سیر جلد اول] [تفسیر بہت مشہور و معروف ہے۔ اپنی قسم کی عجیب تفسیر ہے۔ جلد اول سورہ انعام تک ہے۔ ہر یح بارہ روپے۔ مجلد چوڑہ روپے۔ تو انسانوں کا جو دعوے جو دلچسپ بھی ہے اور سبنت سے کردار آموز بھی۔ قیمت ایک روپہ۔

مسلم شرافی مع ترجمہ و شرح [صحیح کی مشہور کتاب امزوہ ہو کر احادیث مسلم شرافی کا اردو ترجمہ اور ساختہ ہی امام نو دی کی شہزادی آفاقی شرح کا بھی ترجمہ آیا ہے۔ عربی متن بھی ساختہ ہے۔ چھ جلدیوں میں مکمل مجلد کا ہدایہ اٹا تالیشک روپے۔ کوئی جلد الکتاب نہ مل سکے گی۔ آڑڈو کیسا تھا اپنار بیوے ایشش ضرور لکھیں] (آڑڈو کیسا تھا اپنار بیوے ایشش ضرور لکھیں)

ممحی ملکی پیری
ممحی شریعت

شہید کریما اور پریمیر جنہیں از الجود سب سے بیشتر

جز ختم ماہ حضرت مسیح صاحب کی کتاب پر جزوی تقدیر کرتے ہوئے ہم نے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ آئندہ پوری کتاب کا جائزہ لیلے یعنی خوشی کی ایسے باتیں ہے کہ ہماری بجائے یہ کام ایک ذمہ علم برداگ مولانا الجواد سب روحی نے کافی خوش اسلامی سے انجام دیتا ہے اُن کی تحریر میں اُپر ایجاد اختمار ہے لیکن آپ دیکھنے کے نتالاب کے حافظے وہ غیری حکم اور وقوع ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ ہماری طولانی تحریر میں سے اکٹا جانے والے قارئین کا ذائقہ جانے کا مقصود تو یہ دھلنا ہے کہ حضرت مسیح صاحب کی کتاب لا جواب کس انداز کی ہے۔ یہ متصدر کچھ ہمچنانچہ اشاعت میں عامل کی طبق کچھ اب ہو جائے گا۔
ماہِ نصیر شعبون سے پہلے آپ کو کچھ ہماری نظر خراشی بھی ہرداشت کرنی پڑے گی۔ مسیح صاحب نے "صحابیت" کی بحث میں حافظ ابن حجر کا فرضیہ تخفیف الباری سے نقل کر دیا۔

"اور ان میں سے بعض نے یہ بھی شرط لگانی ہے کہ آدمی حضور کی ساتھ جمع ہونے کے وقت بالغ بھی ہو اور یہ قدر درد دو ہے کہ نکر یہ حسن جیسے میں اخراج کو جو حضور کے ساتھ جمع ہونے کے وقت میں ہے، صحابیت سے خارج کر دیتی ہے۔" ص ۶۷۔

یعنی انہی حافظ ان حجر کی پستقل کتاب "الصحابۃ فی تہییۃ الصحاۃ" کے نام سے صحابہ کی کاری میں ہے اسے اٹھا کر نہیں دیکھا۔ حالانکہ صحابیت کا لئے "بلوغ" کی جس شرط کا ذکر عباسی صاحب نے کیا تھا اور مسیح صاحب نے اسے جرم یعنی قرار دے کر عباسی تھے لکھا ڈالے تھے اسی شرط کے باعث میں حافظ ان حجر جلد اول ص ۶۷ پر رقمطراز ہیں۔

اور ایک جماعت نے صحابیت کی تعریف کو اس درجہ مام اور کوچک کر دی ہے
کہ وہ کہی ہے جس نے بھی رسول اللہ کو دیکھا وہ صحابی ہوا تو وہ عمر مدد
اطلاق دراصل مجمل ہو گا اس بات پر کہ وہ دیکھنے والا من تھیز کو پڑھتا
ہو۔ اس وجہ کا اگر سن تیزی کو نہ پہنچا ہو تو روایت کی نسبت اسکی طرف
درست نہیں ہو سکتی۔ اسی وجہ درتصیلی کی باسلی ہے کہ اس نے
رسول اللہ کو دیکھا۔ پس اس دیکھنے کی نسبت سے سے صحابی کا لہجہ ایسا
مگر روایت کے معاملہ میں اس کا درجہ د مقام تابعی کا ہو گا۔

راطقل جماعة ان من رأى النبي صلى الله عليه وسلم
فهذا على وهو محمول على من بلغ سن التهيز اذ من لم
يبيز لا يعلم نسبة الروية اليه فنعم مصدر ذلك ان النبي
صلى الله عليه وسلم رأى وفيكون صحابيًا من هذه الحقيقة
ومن حيث الروائية يكون تابعياً۔

+ + + + +
+ + + + +

اب کہیے۔ یہ اہن جو اس روایت کی حد تک شرط لازم قرار دے سکتے ہیں۔ اب علم اس فقرہ کو غوب کر سکتے ہیں "تابعین" کا مقام یہ ہے کہ ان کی روایتیں نہ تو "مرفوع" بھی جاتی ہیں نہ وہ "الصحابہ کلهم عدوا" کے وارے میں آتے ہیں۔ علمائے صلف میں لکھتے ہیں اکثر جو اسیں کے مراہیں کو محنت قاطع نہیں ہوتے۔
مرہیں وہ گل انسانیاں جو تقریباً پانچ سال کے حسین کو اعلیٰ درجہ کا دی شعور دانا معاملہ نہیں، لکھتے شناس اور ہر آئینہ کا مل کمل

ثابت کرنے کے لئے ستم صاحب نے تاہیں تو اپنی دو تبریز کو ٹھوٹوں پر جھوٹ میں راستے تو ان کی داد دے سکیں گے، مگر حق و علم اور فضیلت مالکی بارگاہ میں ان کا کوئی مقام نہیں۔ اگر پائیج چھوٹا سال کا لڑاکا بھروسہ تیر کا حائل اور ذمی شعور و نکتہ شناس کہا جاسکتا ہے تو ان لیتا چاہئے کہ ان کا دوہوچھوڑتے ہی اب اُدمیٰ شعور و معاہدہ تینی ہو جاتا ہے اور اس کی انقل دلائیا سپر اعتماد کر لینا ملے ہے۔ خدا یا جانے حضرت حسینؑ کی بے نیایتی دکار دست دفتر است اور تدبیر و تندریکے وہ جنوب ستم صاحب کو تائیج کی کس دوہوین سے نظر آئے جن کے الہار کا صرت ایک ہی ترقی حضرت حسینؑ کو ملا ہاوند اسی موقع پر ان کی بیانست ان کی مردم شناسی ان کے تدبیر اور ان کی قائد اور صلحجوٹوں کا تاریخ و عالات کے سے ہے جو انھوں نے بھرپور رکھ دی تھا۔ شاعری الگ جیز ہے۔ اس کا بھی ایک مقام ہے مگر ٹھوٹوں علیٰ فتاویٰ بھی بخوش میں شائعہ زخمیں آفریسانی ہر بیت اور فرار کے سرا درفت ہوا کمل ہیں۔

اب غور کا جائے کہ حافظ ابن حجر جب اپنی الاصابہؓ میں وہ کچھ لکھ گئے تھیں جو بھی نقل ہوا تو آخر فتح الباری میں وہ آجھوں بھی جو تتم صاحبیت ہوئی۔ اس کے جواب میں جو کچھ تم کہنا چاہئے ہیں وہ ”چھٹا نجھ بڑی بات“ کے سادا ہی ہو گا لیکن اس کے پیشہ چارہ بھی نہیں ہے۔ جذباتی عصیت بلایہ ایسی ہے کہ اب چھڑ کر اس سے بہت بڑی بڑی بڑی لوگ بھی اس کی وسیعہ کارہ سے بچ نہیں سکے ہیں۔ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ اصول و قواعد عصیتوں کے غلام نہیں ہو اکرستے عصیتیں اصول و قواعد کی میزان میں تو ہی جاتی ہیں اسی صورت میں کیا یہ کوئی دلیل ہے کہ۔

”وَكَلَّا لِحَنْدَقَةٍ وَّشِيشَةٍ جَيْسَكُمْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّلَ حَفْظَ الْمَحَاجِبِ كَمَا دَرَأَ اللَّهُ عَزَّلَ حَفْظَ الْمَحَاجِبِ“
صحابت کی تعریف میں بلوغ کی شرط مردود ہے۔

اگر اپنی بیت کی عقیدت میں جذباتی غلوتی امیرش نہ ہوتی تو اب چھڑ کر اس جگہ کسے کم ”مردود“ کا لفظ نہیں لکھنا چاہئے تھا کیونکہ یہ قول مردود“ تو ان سعید بن المسیب کا بھی تھا جن کی جملت شان عظمت عالمانہ اور بصیرت سو ماہانہ کے ماننا اب چھڑ کر ہی نہیں تاہم اصل و خلف قائل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے فتح الباری جلد میں صفحہ ۷ پر اب چھڑ کر قلم طازہ میں کہا جائے کہ

کذا اوری عن سعید بن المسیب انه کان لا يعد فی ایسے ہی عبد بن الرسیب سعیدی میں ایک وہ ادا کو صحابی شمار ہیں کہ تھے جھوٹوں نے کم۔ وہ کم ایک سال یا کچھ زائد حضور کی صحبت نہ ملائماً اور غرامعہ غزوہ نہ ملائماً۔

گویا بلوغ و کجا وہ دوچار دس پائی دن کی صحبت و قربت کو ایسی اصطلاحی صفات کے کافی نہیں بھختے۔ سعید بن المسیب ہی نہیں اب چھڑ کے جذباتی خاتمی نہیں ایک بہت بڑے صحابی حضرت اُن رحمتی اللہ عنہم جمیں اسکے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے فتح الباری کی وہ پوری عبارت یعنی مسٹر ٹھہرہ با حرمتی مطلب برآری کی ہے۔

دو بخوش نے صحبت عرفیہ کو مشروط کیا ہے جھوٹ ان وکوں کو ومن اشتراط المحبۃ الصرفیۃ اخراج من له رؤیۃ و من اجتماعۃ لکن فارقہ عن قرب کم ایجاد عن انس انه قیل له حل بقی من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیرکش قال لا مع انه کان في ذلك الوقت عسا د کثیر من لقیہ من الاعرب ومنهم من اشتراط في ذلك ان یکون حین اجتماعاً به بالفداء وهو مردود ایضاً لانه بخراج مثل الحسین بن علی و نحوہ من احادیث الصحابة (فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۳۴ صحری)۔

ذرا خط اکشیدہ لفظ "العِنَاد" بھی، پر خود کجھے۔ اس کا صاف مطلب اس کے سروں کیلئے ہے کہ ما قبل کا قول بھی مردود ہے اور یہ قول بھی مردود ہے۔ ما قبل کا قول کس کا تھا؟۔ مدلل القدر صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ کا۔ انہوں نے صرف دیداً ہے رسول یا حضرت مطاقت کو اصطلاحی صحابت کے لئے کافی نہیں بھاگا تو یا ہے اب جو کو علمی چیز ہے؛ سے سے اختلاف ہوتا ہے، لیکن یہ تو نہ کہنا چاہئے تھا کہ یہ قول مردود ہے۔ ایک تکمیر الروایت اور عظیم المرتب صحابی کا قول مردود! (اناللہداد) الیہ راجعون۔ اسی کا نام ہے بعد باقیت کہ آدمی طوفان میں تکے کی طرح بہ جاتا ہے۔ خوب ہے یہ جنت اہل بیت کے بڑے سے بڑے محبی مجاہد کی آبرد بھی محروم ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حضرت سید بن المسیح کا ہو قول اور یقین ہوا یہ اسد الاقوام کے مقدمہ میں بھی ص ۲۵ پر جزوی طور کے ذوق سے نقل ہوا ہے۔ این جو کسے فرمودا ت کی اگر کوئی اچھی تاویل پیش کر سکے تو یہیں خوشی ہو گی۔ فن حدیث کی حد تک بھی ان بزرگ سے اتنی اگری عقیدت ہے کہ شاید یہی کسی اور سے ہو۔ خدا کرے ان کی عمارت کا مملکت ہے ملک بھاہر اور وہ کچھ اور کہنا چاہئے ہوں۔ لیکن حقیقت تو ہر حال میں آئینہ پر بھی کہ جماںی صاحب کا یہ کہہتا ہے کہ صاحبیت کے لئے بعض علماء نے بلوغ کی شرط لکھائی ہے فی الحقيقة کوئی جرم نہیں تھا، بلکہ تا عین اور صحابہ تک اصطلاحی صحابت ہیں شرطیں لگاتے آئے ہیں۔ اب اسے کیا کہیجئے کہ عرش اہل بیت کی روایتی تر زیگ نوجوں کی ذکاریت حسن کو دونوں سے ضرب دیدے اور دوسروں کی سادہ باتوں سے وہ ایران و طوران کے نکات پیدا کر کے چل جائیں۔

"اسی طرح جب اہل بیت مبارکہ نازل ہوئی تو پھر کچھ اپنے اہل بیت کو لیکر فضاری کے مقابلہ میں مبارکہ کے لئے تشریف لے گئے جن میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی شامل تھا اور فرمایا کہ اللہ ہم لھو کاء اہل سنتی جیسا کہ صحیح مسلم میں روایت موجود ہے تو کیا بھی کے ماتھر ہے بلکہ نبی کی چادر میں بھی کے پڑنے مبارک سے قریب تر ہو کر رہنا صحبت و مجاورۃ نہیں حشکہ اس موقع پر فضاری کے اُسفہ دلاٹ پادری نے ان آفتاب و مہتاب پر چہروں کو دیکھ کر جن میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں کہا تھا کہ اگر وہ فضاری یا ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اشترے پر اڑوں کوٹھ جانے کا سوال بھی کریں گے تو اس تھاڑوں کو ٹادے گا۔ اس نے ان سے مبارکہ کر کے اپنے کو تباہی میں رست ڈالو گویا اس اُسفہ نے بھی اہل بیت اور حسن و حسین کے بہارک چہروں پر مقبولیت اور نور قطرہ کا مشاہدہ کر لیا اور کفار تک بھی بھی کے رفقاء اور ساختیوں کے آنارِ تھولیت و غمبویت کو دُور سے دیکھ کر پھیلان لیتے تھے جو اسی شرف صحبت کے آثار تھے۔ تو کیا یہ شرف صحبت کا ثبوت نہیں؟" ح ۲۷

عای بھی کچھ سکتے ہیں کہ بحث لغوی صحابت کی نہیں اصطلاحی صحابت کی ہے۔ اس میں بھی کی چادر میں رہتے اور جسم سے قریب تر ہوئے کو بلور دیں پیش کرنا افسوسناک حد تک ہمیں ہے۔ اور "آفتاب و مہتاب" کے الفاظ اقوامات بتائے ہیں کہ مبلل روایت کے دہن ہیں لشیخ کی زبان بول رہی ہے۔ لشیخ کوئی بتا تو اگر حسن و حسین آفتاب و مہتاب تھے تو پوچھو اگر خود نبی ارمصلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں کیا آیا؟ مج کا یہ انداز تو غالی شیعہ بھی تسلیم ہے اسے اختیار کریں گے۔

پھر لایجی درحقیقت کا دوسرے کشیدہ کر جسین انہی نام ترسیعی و جدیکے باوجود این زیادگی فہریں سے اپنامان، مال، نہ بچانے کے تجوہ نے حقیقت جان کی خاطر میں را بون میں سے کسی ایک کا ذمہ جانا لگا۔ جنہوں نے تقریب کے ذریعہ پوری کوشش کر دیتی کہ حریف کو پہنچا جان، مال سے باز رکھیں اور دوست اکبر کے حضور عالمیں بھی کسی میاہی نہ ہوئے انسی کے بارے میں ایک ایسی روایت رجھم کے ساتھ بیان کرایا جا رہا ہے۔ جس میں ان کی خواہش پر پہاڑ مل جائے کادو ہی ہے۔ یہ مقام تخریب المشریعہ الانش والجن و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیں سیل ہیسہ دادا۔ مگر

مال ہو تو تم صاحب کرنا یک اُن حقیقی تین کو جن میں سے اُن الذکر کا تو پہاڑ اپنے نے سارے کے جل اقتدار کو خواہش ادا کر تھا اور تمنا کے تیس سے روزہ زینہ کر دینے کا تواب دیکھنے کی بجائے حقائق کی جو عقیدت پر گروہ علم کی حقیقت کو عقیدت جادا اور اپنے تابع خواتین معاویہ کے پس کر کے آیا اپنے خواہد کی غایبت و اس کا دہ شاندا دروازہ صفویت کی کی رہا میں بشارت ان کے فخر نہ مصلحت اور علیہ و ملم مسند میں تھی اور شانی الذکر کی سرگردانی یہ ہے کہ وہ وعدہ فرمومش کو نیوں کے مجھے دعویوں کا شکار ہو کر حالت یا میں ویکی میں پی اور اپنے ساتھیوں کی پائیں تھیں۔ ان کو سوچ پڑے۔ ویناں یا توں پر سفے گی نہیں تو اور کیا کرے گی۔ آنکھیں بند کر کے روایات پر اعتماد کرنے کی کامیابی کے لئے قلع پسند لوگ نفس صدیق ہی سے بیزار ہوتے چلے جاتے ہیں، داشوروا اگر روایت کی مندوں کو جا پہنچ پر کھٹکی رصحت نہیں پائیں تو کم سے کم اسی بنیاد پر اصول کو محظوظ کر دیں کہ کوئی مشابہات اور تفاوت اور تباہی ثابت کا مجھ پڑائے والی روایتیں اعتماد کے لئے نہیں ہوں گرتیں۔

ہمیں نہ حضرت چین کی تقویت سے انکا رہے نہ "وزیر نظر" سے یا ہمیں یہ الفاظ اپنے اطہار اور مدداق میں لکھنے کی جعل دیم ہوں۔ لیکن یہ ضرور کیسیں گے کسی نظرانی لا شیکاوی کے سماں سے رسول اللہ کے فواؤسون کا طلاق (غفارانہ شیخا کرنا) اچھے داں و دوچانی میں ملاست نہیں ہے۔ پھر ہمیں ایک بیکار ہے، استادال ہو گا کہ تقویت اور نظر نظر (۶۹) کو اصلاحی صحابت کی دلیل فراہدی جائے۔ کیا اُن اپنیں ترقی کی تقویت اور نظر نظر میں کوئی شک ہے جنہوں نے ایک بار بھی رسول اللہ کو نہیں دیکھا تھا۔ یا بدعت کے شمار اولیاء اللہ کی تقویت اور نظر نظر کے آپ نہیں؟ اگر نہیں تو یہ کیسے دعویٰ کر سکتے کہ سیٹھی کو تقویت اور نظر نظر ستر جنت بھی کا ثبوت ہو سکتے ہیں! صحابت کے لئے نفسی صحت کو ہمیں ترجیح کے سلسلہ میں تو شریع ہی سے اگر دلار اکٹھگ کرنے پہنچائے ہیں۔ اسدا فنا کے لئے دیکھتے۔ ابن الاشر لکھتے ہیں:-

وَإِنَّمَا يَرْجُوُنَ الْمُبِيِّنَ كَمَا كَرَّ إِلَى نَفْتَ كَهْبَ بْنَ مَاهِنَ وَسَبَّهُ بْنَ زَيْنَ الْأَبْرَارِ
نَهْيَنَ هُنَّ كَرْ جَلَلَ سَبَّهُ شَنَّنَ هُنَّ إِذَا أَتَتْنَاهُنَّ مَجْدَنَ كَمَا خَاصَّ قَدْرَ
بَرْبَرِ نَهْيَنَ، بَلْ كَرْ جَمْدَنَ، مَنْكَدَرْ دَارَتَنَ هُنَّ آجَانَنَ هُنَّ جَاهَنَ وَرَكَبَرَانَ
أَوْ رَوَانَنَ حَالَ، هُنَّ تَمَّادَرَ بَرْجَانَ كَأَجَ اِسْمَانَ كَأَسْمَانَ بُوْتَنَ هُنَّ اسْمَى
لَهُ كَهْبَ جَاهَنَنَ كَهْبَ مِنْ فَارَانَ كَامَاحَبَ، هُنَّ مَالَ بَهْرَ بَهْرَ بَهْرَ بَهْرَ بَهْرَ
لَهُ كَهْبَ جَاهَنَنَ، تَقْلِيلَ بَكْسَرَتَ بَكْسَرَتَ بَكْسَرَتَ بَكْسَرَتَ بَكْسَرَتَ بَكْسَرَتَ
لَهُ كَهْبَ جَاهَنَنَ، اَمَتَ كَيْلَتَ اِيكَ مَصْلَحَنَ اَقَدَابَنَ گَيْلَهَنَ اَوْ لَوْكَنَ سَرَتَ
لَهُ كَهْبَ جَاهَنَنَ كَهْبَ كَلَيْلَ اَسْتَعْمَالَ كَمَتَ هُنَّ اَوْ كَهْبَ جَاهَنَنَ کَهْبَ جَاهَنَنَ
کَاهَنَنَ تَرْتَ صَبَّتَهُ وَلَوْ لَيْجَيْزَنَ ذَلَكَ ذَلَكَ الْأَفْضَلَنَ كَثِيرَ
صَحِيفَتَهُ لَوْ عَلَى مَنْ لَتَهُ سَلَفَةَ اَدْمَشَيَهُ وَمَنْ كَلَأَ اَدْ
سَمَمَ مَنْ حَدِيثَ اَقْوَجَبَ لَذَلِكَ اَنْ الْمَيْجَرَیَ مَسَلَ
الْأَعْمَلَیَ مَنْ هَنَدَهُ مَالَهُ دَمَدَمَهُ

اب کیا اُن بوگل کو جو یہ خیال کرتے ہیں کہ مالت ایمان میں رسول اللہ کو صرف ایک نظر دیکھ لینا ہی آدمی کو صحابی بنادیتا ہے تجویز ناچلتے کہ ایمان اور عصیٰ بن المسیب اور حضرت امشیں نیوگم غیم کر دالا۔ اگر نہیں تو پھر آخر شرط بلوغ ہی کا تذکرہ جاسی صاحب کا اتنا بھی ایک جرم کیوں ہو گی اگر تم صاحب نہیں اس پر طوفان آٹھا کر رکھ دیا۔

واضح یک ہے کہ مصلحت نقاوی نقد کے تین سمجھت قائم کئے ہیں جنہیں جم زین ہی قسطوں میں شائع کریں گے۔ بحث اول یعنی نکر

وَتَالَ الْعَاصِي الْوَلِيْكُرْمُ حَمْدَنَ بْنَ الْعَلِيِّبَ لَوْلَحْزَفَ بَعْسَ
اَمَلَ الْمَلْعُونَ فِي اَنَّ الْمَحْمَلَيِّ بَعْشَقَتْ مَنْ اَصْبَحَهُ وَأَنَّهُ
لَيْسَ مَسْتَقْعَدَعَلَهُ تَدْرِيْجُهُ مَسْجَدُهُ جَارِ بَعْسَهَا
حَلَّ مَنْ صَحَّبَ، قَلَّى لَأَسْكَانَ اَدْكَشَيَهُ اَوْ لَذَلِكَ مَلَكَ جَمِيمَ
الْأَسْمَاءِ الْمَشْتَقَةِ مِنَ الْأَفْعَالِ وَلَذَلِكَ يَقَالُ صَحِيفَتَ
لَلْوَلَّا حَوْلَ وَشَهْرَ اِسْاعَةَ نَيْقَمَ، سَمَّا الصَّحِيفَةَ تَنْذِيرَ
مَا لَيْقَمَ عَلَيْهِ مَنْهَا وَلَكِبَرَهُ قَالَ وَمَعْهُ ذَلِكَ اَفْقَدَ تَقْرِيرَ
لَاهَمَةَ عَرَفَتَ الْمَصْمَرَ لَهُ يَسْتَعْذِلُونَ عَلَى اَنَّ التَّسْمِيَةَ الْأَلَّا
نَيْقَمَ تَنْزَلَتْ صَبَّتَهُ وَلَوْ لَيْجَيْزَنَ ذَلَكَ ذَلَكَ الْأَفْضَلَنَ كَثِيرَ
صَحِيفَتَهُ لَوْ عَلَى مَنْ لَتَهُ سَلَفَةَ اَدْمَشَيَهُ وَمَنْ كَلَأَ اَدْ
سَمَمَ مَنْ حَدِيثَ اَقْوَجَبَ لَذَلِكَ اَنْ الْمَيْجَرَیَ مَسَلَ

الْأَعْمَلَیَ مَنْ هَنَدَهُ مَالَهُ دَمَدَمَهُ

”صحاپت“ پر گفتہ شاعر ہے اس نے ہم نے مذکورہ تجھید شامل کرتے رہیں گے۔ ایک اور بات ہے۔ یہ کی ہے۔ سولوی محمد سیاں اور تمہارے کی تعداد یا ان کا ذکر ہم نے بھی پھیلے اور کہا اور وہی صحت نہ بھی پڑھنے لظر قسط میں کیا ہے۔ اسے تو اردو الواقع بھی میر جوہریں جا رہا تھا جب موصوف کا مضمون آیا۔ اس طرح ہم دونوں ہی اس تہذیبی کو الگ الگ حسوس کیا ہے۔

حضرت مولانا محمد طیب صاحب تمہم دار الحکوم دیوبند کی اڑی ترین تھنیف ”شہید کر بلادِ بزمید“ ابھی حال ہی میں مٹے آئی اس کو پڑھنے کے بعد جتنی ترات پیدا ہوتے سطروزیل میں بیش جیسا اور حضرات علمائے کرام دار بارہ دانش وہیں سے درخواست سے کروہ حضرت اپنی توجہ اس جانب بھی مہمند افراد مسلمین کی صحیح رہنمائی کا حق ادا فراہمیں ماءز مسلمین کی صحیح رہنمائی کا حق ادا فراہمیں

یقینت تو تقابل انکار ہے کہ زادِ عالی کی ”ہدایات“ مگر قابل خود اور ”رسوائے زاد“ یعنی معجزہ الارکت اس بخلاف معاویہ دیزید نے ہندوپاک کی فاموش فضیلیں ایک تلاطم برپا کر دیا جس کی وجہ پر ہندوی کے مصنف کتاب اس علامی صاحب نے واقعہ کارما اور کلدار بزمید کو یہی انتہاء سے بیش کیا جس کے لئے عام مسلمانوں کے حاشیہ خیال میں چھاؤڑ نہ قصی پڑھنے کیا کہ اپنی کتاب کو اس قدر تاریخی اور عقلی دلائل و قرائی سے مدلل و متحمل کریں کیا کہ ”زادِ قطف“ اور ”بی بصیرت“ لوگوں نے توجہ رکھنے والے سے دیکھا ہمکن شاید مجھ چیزیں بہت سے لوگوں کے لئے اس تو قلیل کر شکیں سوا کوئی دوسری چارہ کاری نہ رہے گی۔ اس طرح لوگوں کی خاصی تعداد اس رسوائے زاد کتاب سے متاثر ہوئے تھی۔ ایسی صورت میں اگر حضرت مولانا محمد طیب صاحب یاد و سرے حضرات کو اس کتاب کا ”حائز“ ہونا محقق ہو گیا تھا تو جنک یہ ان کا دسی قرض تھا کہ ”زادِ قطف“ اور بی بصیرت لوگوں کی رہنمائی فرمائیں۔ چنانچہ حضرت مولانا موصوف نے اب سے بہت پلٹے ”المحمدۃ“ سلطنت ایڈیشن مورخ ۱۳۷۰ھ میں اس کتاب سے بزرگواری کا ایک اعلان شائع فرمایا۔ ”میر محمد سیاں صاحب“ مراد آبادی نے بھی اسی شما کرے ہیں ایک طویل بیان شائع

خواجہ احمد بن نبیت زور دار الفاظ میں کتاب پر تقدیر فرمائی گئی تھی: یہکیں بھیجیت گھومنی: اس کو ایک طبق تقدیرست زماں کوچہ نہیں کہا جاسکتا۔ اس کے ثبوت میں مولوی محمد سیاں فرمائے تھے: ”خیلے ملا حظہ فرمائیے۔ الجمیع نیم زمیرا ۹۴۵“ پر فرماتے ہیں: ”

”باتی یہ بات کہ اجیا خلافت را شدہ کا ایک مقدس اور پاکیزہ نقطہ نظر جو زور دیہ حشمِ ذات کا صلب العین بارہ جس کے لئے حضرت موصوف نے اپنا سب کچھ قربانی کے لئے پیش کر دیا جسکی بناء پر آپ نے اس ایثار کو وہ حرمتیہ دیا گیا کہ پوری امت نے آپ کی موت کو مظلومانہ سوت اور آپ کی شہادت کو شوادت علیکی فرازیا۔ ”میر محمد صاحب عباسی کی اس کتاب میں یہ لنظری قطعاً سائنس نہیں آیا ہے۔“

اس کے بعد اس کے بالکل برعکس مولانا محمد طیب حصہ کے یہ چند جملے بھی بیش ازنظر رکھتے فرماتے ہیں: ”حضرت حسین رضا ائمۂ عزیز ہر حال ان امور سے ناد اتفاف نہ تھے۔“

چند جملوں کے بعد: -

”اس لئے نہ مخدوں نے اس کی طلب فریائی اور نہ وہ ایک ختم شدہ شے کی طلب فرمائی تھے جن جمتوں کی طرح ان کے گھرانے ہی سے نہیں نیکے رخصت ہو چکی تھی۔ اس لئے ان کے کریانی اولاد کو طلب خلافت پر مگول کرنا خلافت کی حقیقت اور اس کی تاریخ سے ناوا قصی یا بے ذوقی کی دلیل ہے۔“ (شہید کر بلادِ بزمید ۱۳۷۰ھ)

اجماعت مذکورے ایڈیشن میں عباسی صاحب کی کتاب بہر "ایک طلائی از نظر" ڈالی جو ۲۲ اور ۲۹ فروری ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی۔ اس مذکون میں خود رخاں کی بعض علماء کی نشاندہی کی تھی اور مشتہ نو زخدا کے "کے اصول کو دلکش کرنے" پوری کتاب کو مجرم اور ناقابل احتمار بخوبی کے لئے اس مذکون کو کامیاب کچھ یا البتہ مالا کاملا جو اخلاقی مذکورہ کا عقل میں قائم کی اسی صاحب کی ان مذکون سے کتاب کے ایک بڑو کوچھ معلم ہے اخلاقی و روحی سکتا خواہش دیکھ کر اسلامی عباسی صاحب کی کتاب کی تیار صرف اسی حوالہ پر ہوتی لیکن جو عباسی صاحب کی نیاد متن و محوالوں پر چھے اس لئے تاذیق کی ان سب کو مجرم ہو اور عقل اخلاقی کی وجہ سے ایسے اعلانات و مصنفات کو تصرف طالرانہ ہی سمجھا جاسکتا ہے بلکہ فعل قلم سے زیادہ ان کی کوئی جنتیت نہیں ہو سکتی۔

ان اخباری اعلانات و بیانات کے بعد حضرت مولانا محمد طیب صاحب کی تازہ تصییف "شہید کربلا اور نبی یہودی" میں آئی مگر اس طرح کہ جس وقت یہ کتاب اخلاقی کے لئے میں نے اٹھنی تھی میں سراپا شوق تھا اور مطالعہ کے بعد بس دم یہ کتاب رکھی ہے تو کوئی بائیس مجسمہ یا س بن چکا نہ تھا اور اسی عالم یا یوسی میں باہر برخیال آتا تھا کہ کاش مولانا "الاجماعت" کے اسی مختص اعلان میزبانی پر ہی اتفاق فرماتے تو کیا اچھا ہوتا تم ازکم بھرم تو باقی رہتا اور ہم جیسے ہر لئے نیاز مندوں کے قدمیں حسنطن کر کھیس تو ز لکھتی۔ ہم اپنے دلوں کو کچھ لیتے کہ حضرت مولانا عباسی صاحب کی کتاب کو درخواست نہیں خیال فرایا اور تقاضے مصلحت ہی جانکر اس کا کوئی جواب نہ دیا جاتے ورنہ اس کی طرف دراہبی توجہ کرنا اس کو قصر مذکوت سے نکان کر کر ایم شہرست تک پہنچا دینے کے مراد پہنچا، لیکن یہ ہماری یہ تسمیت تھی کہ ایسا نہ ہوا اور مصنف کے صاحب زادے کی طرف سے "عظیم دعوت فکر" بنکر شہید کربلا اور نبی یہودی یہ کتاب ہائی سامنے آئی۔ آئندہ سطور میں اس کا خلاصہ ثابت واریثیں ہے اس کے ساتھ ہی اپنی معروضات بھی حاضر ہیں اور فیصلہ اریاب پرانی بیانات کے مطابق ہے۔

حضرت مولانا کے ارشادات اور وصیات اور اپنی معروضات پریش

مولانا محمد طیب صاحب کی یہ تحریر کو تیرٹھتے کے بعد آپ کو اختیار ہے کہ مولانا صاحب کے بیوی کو خلافت کی تحقیقت سے نادر تھیت پر محبوں کریں یا اسے ان کی بے ذوقی تصویر فرمائیں۔

اہم اگر عرض کر سیئے قرآن کا بات ہوگی

اور اگر محمد میان صاحب کو اس کتاب یا اس سے فضل ہے صرف مولانا طیب صاحب سے کہ اخلاقی مذکورہ کے توانے سے مناسب پر کام کرو وہ حضرت شاہ عبدالعزیز حمدہ محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ جملے میں حظیرہ فرمائیں۔

حمدہ نام حسین علیہ السلام بنابر امام حسین علیہ السلام کا خرد ج دعا کے خلافت راشدہ پیغمبر پیغمبر علیہ السلام کی خلافت راشدہ کے دھوکے کی تباہ پر دھنما جوش میں اس کو رکھنے پر حشم ہو جکی تھی بلکہ ایک قائم کے ہاتھ سے رہما یا کوچھ راستے لی سارا پر دنہادی عزیزی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مظلوم شہید کربلا اور نبی یہودیت کی اعانت ۲۱ جمادی دین یعنی ہے اس عیارت کو ملاحظہ فرمائے کے بعد مکنن یہ کہ محمد میان صاحب تو ملکیت ہو جائیں، لیکن مجھ جیسے دامتہ "جماڑا العلوم دیوبند" کی بے اطمینانی دورتہ ہو سکے گی اور یہ حیرانی یا تیزی کر جماعت دار العلوم دیوبند کا سلک کیا جھاکے در حاضر کہ جس طبع محمد میان صاحب کے بیان کی ذیلی شرحی میں ان کے بیان کو "ملا دار العلوم دیوبند و جمیعت علماء مہذب کا سلک" قرار دیا گیا ہے اسی طبع مولانا محمد طیب صاحب کی کتاب "شہید کربلا اور نبی یہودی" میں یوں دعویٰ فرمایا گیا ہے کہ "یہ کتاب جماعت دار العلوم دیوبند کے متفق سلک جی کی ترجیح میں اس کو نکل ان دونوں تحریریوں میں جو بنادی اخلاف ہے وہ تحریج یاں نہیں اس لئے مناسب تو یہ تحریک ایضاً حضرات نے ایسے بلند بانٹے عومنے سے پہلے آپریں کم ازکم شورہ توکریا ہوتا کہ ان کا سلک اس طبع آپس کی تضاد میانی کی نذر تو نہ ہوتا۔

اس اعلان اور بیان کے بعد عزیز احمد صاحب قاسمی نے

لہذا اس بھی اثر نہیں پڑا ہیما کہ جامی صاحب نے اپنے اسی شمارے میں شافعی حراب میں واضح فرمایا ہے۔ (تجھی)

فرانسی مہاجر حضرت مولانا کے زیر نام اٹھنے پا یا ذیروں ساعت لاکر
اسے مولانا کے حقیقت تھا کہ علم کا شکار کرنا اور رہنمائی اور رہنمائی
یا (رس کی نظر) فیصلہ ہفت مسئلہ "لیں" مکمل میں ہماں سے سائنس
 موجود ہے یا نہیں ہے یہ حضرت علیم (الاہم) علیہ الرحمۃ کی گھینتوں
یہ حضرت حاجی صاحب نور المکار رقدہ کا طرف۔

اُر لکھی جاتا ہے کہ ساری یہ گورنمنٹ میں دانمازہ پر
ہیں اُنراستہ قوہ ذرا ای بخت سے کام میں اور جو اسی صاحب
کی کتاب علمافت معاویہ و زیدہ "اور" شہد کر بلاد و زیدہ "کا"
باہمی مقابلہ کے ساتھ مطالعہ در فرائیں مجھے پڑے، اُنہیں چہ کہ یہری
طرع وہ بھی اپنے کو اسی دو اور پہلے پانی گئی کیا تھے حضرت۔ اُنہا
نے عباسی صاحب کی کتاب کا پوری طرع مطالعہ کئے بغیر جو
تحریر فرمایا ہے یاد افتد ان کے تالیب کو الفاظ کی تعریف پہلی
کے بعد پیش کیا ہے اگرچہ کہ یہ دوسری صورت حضرت مولانی
شان سے بھی دعیہ ہے اس لئے اُنہوں نہیں۔ مولانا کے منصب میں
اور ان کی شان علم کا لیڈ ذروری امر ہے تو اس توہین کے سوا
کوئی پارہ کا رہنیں کرنا مولانا کا یہ حواب عباسی صاحب کی تصنیف
کا مطالعہ کئے بغیر یہ تحریر فرمایا گیا ہے بلکہ مولانا کی شان علی
کی قدر یہ روانیات کا نقاشاً تو یہ ہے کہ اس کی مستقل تصنیف
ہی نہ مانا جائے اور فیصلہ ہفت مسئلہ کے قسم کی کوئی چیز
مجھا جائے۔

اس تہذیب کے بعد مولانا کے فرمودات اور اپنی معروضات

کرنے سے پچھلے دو ایک باتیں اور بھجو عنی کردی جائیں تو آسنے
گزارشات کو سمجھنا زیادہ آسان ہوگا۔

(الف) عباسی صاحب کی تصریحات اور اس کے طالب والسائل
کو خدا جانے کس ضرورت شرعاً اور علاویت، یعنی کی جسے پیر
مولانا کی اس تصنیف میں اس حد تک تینیں فرمائیں کہ کسی
کوشش کی کہی ہے جسے رہایت بالستی ہی اپنیا منتقل ہے۔ البتہ
اس تفسیر القول بخلاف اپنی بالفائز، ہم نالاباقیہ تھے سے
بہید نہ ہو کا ایک منکل یہ ہے کہ ایسی تفسیر اور تعبیر کی اس وجہ
حضرت مولانا کی ذات را احضافات اور ان کے منصب پہلی
کے ذریعہ اس شان کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ (اس نے اس کا تعلیم فصل
خود حضرت مولانا بریان حضرات پر رکھنا مناسب ہو گا بخوبی
نے عباسی صاحب کی کتاب کا ذاتی مطالعہ کیا ہو مثلاً کے ساتھ
مولانا کی تابعی صفحات ۱۶۹ و ۲۳۲ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۶۰ و ۲۶۱
او ۲۶۳ ملاحظہ فرمائیے اور ان میں جو کچھ عباسی صاحب کی
طرف مسوب کیا گیا ہے اسے عباسی صاحب کی کتاب میں کاوش
کیجئے آپ کو تفصیل اوقات کے والوں کی اقہمی کے آئے کا اور یہ
طرح آپ بھی اس تجویز نہیں گے کہ بغیر اس قدر تغیر و تحریک ہے
عباسی کے خلاف لوگوں کو مستقبل کرنا کچھ آسان ہیں تھا۔
(ب) حضرت مولانا کی عکس شان اور منصب جیلیں کو ملحوظ
رکھتے ہوئے ان کے ساتھ اس قسم کی بدگمانی تو شاید جائز نہ ہو کہ
دانستہ طور پر انہوں نے عباسی صاحب کی طرف غلط باتیں بھی
مسوب کر دی ہیں بلکہ ان کے ساتھ جو "حسن ہلن" ہونا چاہیئے
اس کا نقاشاً تو یہ ہے کہ ایسے یہاں اصرفات اور غلط رقبات
کو دیکھ کر یہ رائے قائم کی جائے کہ شاید حضرت مولانا کے کسی
شالگرد مرید نے عباسی صاحب کی کتاب کا خلاصہ اپنے ٹور
پر مشی کر دیا ہے اور مولانا نے اپنے شایان شان حسن نہیں کی وجہ
سے اسے لائیں اعتماد خیال فرایا اور اپنے اس "مزونہ فکری
قلم" کی تردید ضروری چاہ کریں کتاب کی تصنیف فرمادی بلکہ
کوئی تعجب نہیں کہ ان کو اپنے گوناگون مثالاً اور طولیں
اسفار کی بناء پر فرضت جواب بھی بھی ہو اور آپ کو پر تواند
پسہ تمام کند کے مطابق مولوی سالم صاحب کے یہ تصنیف لطیف

بھی فرماتا چاہتے ہیں جو کی مثالیں آئندہ اپنے اپنے موقع پر پیش کی جائیں گی۔

(۲) صلکا پر مولانا فرماتے ہیں کہ:-

"اس رسیرج کا اثر یونکر عقاد ملت پر پڑتا ہے اور اس سے نہ ہب کے لئے ہی اجم احرار شیخ ہمہ ہیں ہم سے ہمروں کی صورت محسوس کی جو کہ تاریخی پہلو۔ اس سے زیادہ اسے ذہنی اور عقلي نقطہ نظر سے دیکھا جائے اور نہب و عقیدہ واضح کر کے اسی سیوار سے اس تاریخ کو رہا یا بولی کیا جائے۔"

حضرت مولانا نے اسی ایت لفظ اور توہینیت اکابر نہیا دی فرمیر فرمائی ہے میکن اس مسلمانیں ذہنی اگدا رہیں بھی ملاحظہ فرمائی جائیں تو اندازہ ہو گا کہ بعض بائیں نہایت ہی خوش آئند ہوئے ہوئے بھی حقیقت سے کس تندیودور ہو سکتی ہیں۔ مولانا نے اس دعویٰ کے باوجود کہ عبا رسی حصہ کی کتابیں تاریخ کی واضح اور گھلی اصریحیات تک سے انعامیں کیا گیا ہے، غالباً تاریخی روایات کو اپنے لئے زیادہ مفہوم طلب نہیں پائی اس لئے مصلحت اور پیش پنڈی کا تقاضا اس نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے تاریخی پہلو سے زیادہ ذہنی اور ذہنی نقطہ نظر سے دیکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس کو قریب اپناؤر قلم کا نصف فرمایا ہے اور اس کے بعد بھی جا بجا لوگوں کے ذہن کو اسی طرف متوجہ رکھنے کی لواش شرمنی ہے میکن آئیے تو اس عقیدہ کی بھی حقیقت معلوم کی جائے جسکی تائید کے لئے مولانا نے اس نہایت زمانی قاب کی تنقید کو اپنائی فرمائی تھی وہ ایسا لگا پ کوخت ناکامی کا سامنا ہو گا جب آپ عباسی صاحب کی کتابیں اس باطل و فلط عقیدہ کو کاش کر کے جس کی اصلاح کرتے "جماعت دارالعلوم دیوبند" کے علماء قلم برداشتہ بلکہ اسی ادنیٰ تیاری کے بعد ایں صحافت میں کو دپھے

نمہرو اور عرض ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔
(۱) مولانا آپنی کتاب "شہید کربلا اور بیرونیہ" صلکا پر فرماتے ہیں کہ:-

"اندازہ یہ ہوتا ہے کہ مصنف کتاب کے ذہن میں کچھ تاریخی نظریات پہلے ہے قائم مددہ موجود ہے جس کے لئے مورثات کی صورت تھی تو مفہمد مطلب تاریخی مکاروں کا بجا تا کوئی غیب بات نہ تھی ایکو نکد نیا میں ہر فن کی طرح تاریخ میں بھی مختلف اوقال موجود ہیں اس لئے جو حضرت مولانا کو خالی کر کے تاریخ سے نظریات اخذ کر سکے جملے کے نظریات سے تاریخ اخذ کر سکے مادی ہیں ایکس میان مطلب اوقال کا بجا تا تعجب انگزش ہیں میکن اس کا نام تاریخی رسیرج نہیں اسے نظریاتی رسیرج کہنا چاہئے۔"

مولانا کی اس عبارت میں "تاریخ سے نظریات" یا "نظریات سے تاریخ" اخذ کرنے کی جو فلسفیاتی بات پیدا کی گئی ہے وہ دیکھ پہنچکے با وجود تسامح نے خالی نہیں اور اس تسامح سے تقویٰ نظر اس شعر پر ایک اکھم سوال یہ سدا ہوتا ہے رکھ کسی کی تحقیقی اور واقعی خواب اور تردید کی میاد مکھن ٹھیک اندازہ یاد کر دیں اور کھن پر رکھی جا سکتی ہے اگر ہنس رکھی جا سکتی بلکہ عقیدت بھی ہی ہے کہ نہیں رکھی جا سکتی۔ تو مجھے نہایت اوپسکے ساتھ ہے عرض کرنے کی اجازت دی جائے کہ حضرت مولانا کی ساری کتابیں اسی فہم کے اندازوں اور تھیوں کی بنیاد پر قائم ہے پھر یہ کہ اگر کسی درجہ میں ایسی مکروہ بنیاد پر جواب کی تعمیر حائز بھی ہو تو کم از کم حضرت مولانا جیسے بلند پایہ تحقیق و مفکر اور "حکیم الاسلام" کے شایان شان تو کسی طرح نہیں کہا جا سکتا۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ حضرت مولانا کو اپنے اس اندازہ پر اس قدر ثنوں اختہ ہے کہ اپنے سالے جواب کی بنیاد ہی اس پر قائم فرمائے ہے جس اور تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ ایک طرف تو مولانا عباسی صفا کی تحقیق اور رسیرج کا مذاق اڑاکتے ہیں اور دوسری طرف خود بھی اسی فہم کے نظریاتی اور وجدانی جوابوں سے انکی تردید

کے ساتھ ساتھ نظریاتی ریسرچ بھی شامل ہو گئی۔

کچھ آئے چلکر فرماتے ہیں کہ:-

"برید کی تبری اس حد تک صحیح ہوتی کہ جو اس نے نہ

کیا ہوا ہے نہ کیا ہوا اظاہر کیا جاتے، لیکن اس حد

تک کہ جو اس نے کیا ہے اس کا بھی انکار کر دیا جائے

تاریخی تعدد ہے۔ برید سے اگر فتن اٹھایا جاتا بشہ طیک

اٹھ سکتا ہو تو کوئی حرج نہ ہا اس اس طبقے اشہد

میں شمار کر دیا جانا تاریخی ریسرچ ہمیں بلکہ تاریخ کے

علی الفغم وہی نظریاتی ریسرچ ہے۔"

اور آئے چلکر فرماتے ہیں کہ:-

"لیکن ان کی دسیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذاتی تعدد

کو حوت جادہ پر اس اقتدار سے تمہم پھردا رہا تاریخ ہمیں

بلکہ دبھی ذہنی منصوبہ بندھی۔" (شہید کرلا اور میری

اس موقع پر بھی مولانا کو عباسی صاحب کیلئے "خاص نظر

نظر" اور "ذہنی منصوبہ بندھی" کے اپنے دبھی پر ائمہ مفروضہ جسے

بھی یاد آئے اور ناظرین کو دیوارہ "تاریخی ریسرچ" اور "نظریاتی

ریسرچ" کی بھولوں بھیلوں ہیں جیران و سرگردان رکھنا ہی اظہر

اچھا معلوم ہوا پھر اسی پر اس نہیں فرمایا بلکہ عباسی صاحب کے

کثیر ایکنی خالوں کے چواب میں ایک مختصر سالقطیوں اور شادفرادیا

کہ "تاریخی تعدد ہے۔ اگر ہمارے مولانا کے نزدیک جہاں صاحب

تاریخی تعدد کے مرتبک اس سلسلہ پھرستہ ہیں کہ انہوں دبھوں

مولانا برید کے لئے ہوئے کہ نہ کیا ہوا اظاہر کیلئے در حالیس کے

حقیقت یہ ہرگز نہیں ہے۔" تو براہ کرم مولانا کوئی شائستہ اور

بڑا بسادھا ہوا فقرہ بھیجے بھی بتائیں جسے میں ان لوگوں کے

لئے استعمال کر سوں جو بہت سی "ناوشتر" میں عباسی صاحب

کی طرف مسوب کر کے اینا کوئی ذہنی منصوبہ مکمل کرتا چاہتے ہیں۔

لیکن اسی دعافت کر سکتا ہوں کہ کس موقع پر عباسی صاحب

حضرت امام ہام کی نعمت پر اُتر آئے ہیں اور کس مقام پر انہوں

نے حضرت امام کی ذات اقدس کو حوت جادہ پر اس اقتدار سے

تمہم ٹھیرا لایا ہے؟ عباسی صاحب کی نظریں حضرت امام ہام کی

جو عظمت ہے وہ کسی حد تک ان جلوں سے متریخ ہوتی ہے جو چھپے

کیونکہ جیسا کہ عباسی صاحب کی کتاب کا لعلت ہے اس میں سیدنا
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پوری جلالت شان اور کمال احترام کے
ساتھ پیش کیا گیا ہے اور ان کے باقی سیہ کم کی بھی گوئی پیدا گئی،
اور بد عقیدہ گی کو قطعاً ادا نہیں دی گئی ہے مثلاً کسی لئے چن جلد
حاضر ہیں۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں:-

"بہر حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طہارت نیت کی
برکت ہی کہ بالآخر اپنے موقوفے رجوع کر لیا۔"

چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں کہ:-

"حضرت حسین سبط رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سعادت
کھبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خروج عن الجماعت
کے شرے محفوظ رکھا اور بالآخر اس کی توفیق ارزانی
فریانی کے جماعت کے فصلہ کی حرمت برقرار رکھنے کا
اعلان کر دیں۔" (خلافت معاویہ و بیہودہ ص ۱۲۹)

ان عبارات کو دیکھنے کے بعد اس وہم کی بھی گنجائش نہیں
رو جاتی کہ عباسی صاحب کی کتاب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ
سے متعلق کسی بد عقیدہ گی کا کوئی نشان بھی پایا جاسکے گا۔

اور اگر حضرت مولانا نے عباسی صاحب کیلئے مفروضہ
مزومہ بد عقیدہ گی کا اس خراج خروج، خطاب، بیاسی علمی، دینیوی
علمی وغیرہ جیسے الفاظ سے فرمایا ہے تو یہی بے انسانی نہیں مانی
کیونکہ الفاظ خود مولانا نے بھی اپنی کتاب کے صفحات ۲۹، ۴۵، ۹۸
۱۱۱ پر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب علیہ الرحمہ اور ابن
خلدون کے اقتیاسات میں لفظ فرماتے ہیں۔ اب سمجھوں ہیں آئے
کہ اس طرح نہ بنتی اور بڑا جو کسی عقیدہ اور بذریب کی حمایت
نصرت کا اعلان کر کے واقعی کسی عقیدہ کے تحفظ کی کوشش
فریانی گئی ہے یا زبرہب و عقیدہ کی آڑ لیکر دانتہ ایک حق بات
کو باطل یا در کرنے کی سعی فرمائی گئی ہے۔ خدا کرے کو واقعہ
یہ ہو، درست جماعت دارالعلوم دین بزرگ کی طرف سے اگر اس نام
کی خدمات انجام پانے لگیں گی تو پھر دین کا اتوالتدبی مالک ہے۔

(۲) ص ۳۱ پر فرماتے ہیں کہ:-

"یہی چونکہ یہ ساری محنت ایک خاص نقطہ نظر کو
سامنے رکھ کر کی گئی ہے اس لئے اس میں تاریخی پرچم

قال (بیزید) کہا و اللہ لے ابا جعفر
ابته عاملہ نیصہ عمل عیسیٰ
عشرین الخطاب پوچلہ مدت کیا تھات
کیا میں بھی اسکی ساختہ ہی عمل
بن الخطاب فقال سبحان اللہ
یا سُنِّی رَبِّنِی لَقَدْ حَمَدَتْ
کروں گا و خنزیر معاویہؑ را بجانبِ اثرا
لے جیئے ایعنی توہ اللہ بیت عثمان کی
اطفیقاً تھیفت بدک و سیرۃ
کوئش کی مگر وہ بھی نہ کہ رکا پھر کیا تم
محمد را البدایہ و النہایہ ص ۱۹۷)

ادبیت علمی کی پیر وہی ؟
(غلظت معاویہ و بیزید ص ۵)

+ + + +
تو سخت تعبیر ہے کہ یہ الزم عباسی صاحب کے سرکس جرم میں لگایا جاتا
ہے۔ لیکن کہ اس کا اصل ملزم تو بیزید ہے جس نے ایسی بات مذہب سے
ٹکالی یاد درس سے نہرِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملزم طبقہ ہے
جخنوں نے ایسی باتِ نکر کو تعریز نہیں کی صرف معمولی تنبیہ کو
کافی سمجھا اور اس کے بعد اگر یہ الزام متعدد ہو تو علماء ابن کثیر
مزم علمیت ہیں جخنوں نے یہ مکالمہ البدایہ و النہایہ میں نقل کیا بلکہ
اگرستاخی نہ ہو تو عرض کیا جاتے کہ ہمارے مولانا کا دامن بھی اس
الزم سے نہیں بچتا۔ جخنوں نے اس حوالہ کو غلط تاثیرت کرنے کی
مطلق کوشش نہیں فرمائی۔ دیسے تو عباسی کی تحقیق و تفصیل کو شارکی
تعجبی۔ ”نظر یاقی ریسیح“ وغیرہ کے عنوان سے اکثر یاد فرماتے
ہوئے، لیکن حوالہ کی غلطی نکالنے کی مطلق رحمت نہیں فرمائی۔ ساری
نکاپیں حوالہ کی صرف ایک غلطی پیش فرمائی مگر وہ بھی ایسی نہیں
کہ اس کی وجہ سے بقیہ تمام حوالے بے کار ہو جائیں۔

(۵) ص ۱۹۸ پر منقول بالاعبارت کیسا تھا فرماتے ہیں:-

”تو اس کا لازمی تجویزی تھا کہ اس کے مقابلہ میتانا
حیثیں رضی اللہ عنہ کو ذاتی اور سیاسی کردا اور کے لحاظ
سے پشت اور اخلاق و ادھاف کے لحاظ سے معاذ اللہ
دادگار تاثیرت کیا جاتا۔ اس لئے انہوں نے اس بیرون
سکے دل پولوں میں ان دو کو جھلا کر بیزید کو اخلاقی و
حیاتی خوبیوں سے وزن دار بنائے جھکا دیا اور حسین کا پلے
نہ آئی و مناقب اور اہم اخلاقی و علمی خوبیوں سے خالی
اور بے وزن دلکھا کر دی پر اٹھا دیا تاکہ احمدت کا ذہب
یدل جائے جو اب تک اس کے پکنس قائم شدہ تھا۔“

صفحات میں لفظ بھی ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ بات توہنہ
دشوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ عباسی صاحب نے اگر حضرت
ام کی ذات والاصفات کی طرف کچھ منسوب بھی کیا ہے تو وہ
دہی اجتہادی خطاب اور لغتشہ ہے جس کا امام پمام کے منافق
شان نہ ہوتا خود مولانا کو بھی سمجھا ہے جیسا اسی صفحہ ۱۸۱ سے
ستفادہ ہوتا ہے (فرماتے ہیں) ”اگر کسی پہلوکی کوئی خطاب اجتہادی
ان کی طرف منسوب کر دی جاتی تو ان کے شان عالی کے
منافق نہ ہوتی“ بیزراس کے علاوہ صندھ و صلک پر مقدمہ
ابن خالدون کے اقتباسات تو اس سلسلہ میں بالکل صرح
ہیں اس سے عباسی صاحب جس جرم کے واقعی جرم ظہیرت
ہیں وہ مولانا کا اور ان کا مشترک ہے (نشیر طیکروہ جرم ہو) یہ
وہ اور الزامات جو عباسی صاحب کے ذمہ مولانا عائد فرماتا
چاہتے ہیں تو عباسی صاحب اس سے بالکل بھری ہیں۔

اس موقع پر مولانا ہی کے ارشاد کے مطابق کہنا پڑتا ہے کہ
کیا اچھا ہے تاکہ ہمارے مولانا بھی صرف رد ہی فرمائے پر اتفاق
فرسلے دشیر طیکروہ ممکن ہوتا، لیکن یہ رد عمل چ مولانا کی خبری سے
ظاہر ہے دارالعلوم کے لئے کوئی نیک فائل نہیں ہے و یہ سے
دعا تو اپنی بھی ہے کہ خدا کرے نہ دیکم سر امر غلط ہی ہو اور
مولانا کی یہ تحریر پر واقعی تردید ہے مولانا کی ہنگامی صلحت کی
خاطر یہ تردید و تقدیم عمل ہیں لائی گئی ہو۔

(۶) ص ۱۹۹ پر ”مباحثت“ کی صرخی قائم فرما کر اس کے
حکمت فرماتے ہیں کہ:-

”عباسی صاحب کا طبع نظر جو نکر بیزید کو خلیفہ برحق
بلکہ عربانی دھکلا کر اس کا داد آئی اور سیاسی کو اور عیوب
خالہ کرنا احترا۔“

کیا مولانا میسے دریافت کیا جا سکتا ہے کہ برائے کرم اس
مقام کی نشاندہی تو مانے ہوں، عباسی صاحب نے بیزید کو عمر تانی
و دھکلا یا یہ جہاں تک اپنی کوتاہ نظر ترجیح سکی ہے عباسی صاحب
کی کتابیں کوئی ایسی عبارت نہیں نظر آئیں جس کی بناء پر
اس خلاف حقیقت بات کی تصدیق ہو سکے اور اگر مولانا کا
اشارة البدایہ و النہایہ کے اقتباس کی طرف ہے:-

اٹھانے چاہئے تھے، مگر پتہ نہیں۔ بعض معاون "کی یہ کون ہی قسم ہے جس کا شکار حضرت مولانا بھی مقدوس حضرات مجھی ہو گئے اور نزیدی مریت ان کو ایک آنکھ زخمی۔

(۴) ملک پر مولانا فرماتے ہیں کہ:-

"سرورِ خاتم ذلیلِ نظرِ اللہ جس سے اولادِ صفات حسین کے مسئلہ پر روشنی پڑے گی جس کی نقی جباسی صاحب کا پہلا مخصوصہ ہے:-"

ہمارے موالا کو اپنے مخصوصہ کے سلطان عباسی صاحب کے "مخصوصہ بندی" وغیرہ الفاظ کی تکرار خدا جانتے کہوں ضروری ہوئم ہوتی ہے۔ چنانچہ بحث مجھی پہلا مخصوصہ "کے عنوان سے شروع فرمائی ہے جو ص ۲۶ سے ص ۳۷ تک ۱۰ صفحات میں پھیلی ہوتی ہے، جس میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صحابیت کو نہایت تحدیث و مفسر انداز سے ثابت فرمایا ہے، لیکن بندی کی مکروہی سے یہ بحث مجھی خالی نہیں۔ یعنی ایک تو زیر دستی عباسی صاحب کے ذمہ پر الام مائید کہ ماضی و ری خیال فرمایا کہ عباسی صاحب حضرت حسین شری کی صحابیت کے قائل نہیں حالانکہ عباسی صاحب اس موقع پر صالح بن احمد بن حبیل کی روایت میں کی اس کا مخصوصہ مفتر اسی قدر ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ زمانہ حیات نبوی میں ایسے صغریات سن تھے کہ بعض حضرات نے ان کے بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو مجھی صحابی کے بھائے تابعی کہلے ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ انداز کام ہرگز یہ ظاہر نہیں کرتا کہ عباسی صاحب بذات خود مجھی ان کی صحابیت کے ملکر ہیں یا ان کی صحابیت کا انکار ان کا کوئی خاص ذہنی مخصوصہ ہے۔

دوسری مکروہی یہ ہے کہ عباسی صاحب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تابعیت کے لئے جو حوالق لفظ کیا ہے مولانا نے اس کا مادق اڑانے کی تو کافی کوشش فرمائی، لیکن اس کی تعلیم اخیر کہ نہیں فرمائی جس کا نتیجہ ہی تو سمجھا جائے گا کہ حضرت حسین یا ان جیسے صغاری اس حضرات کے بالے میں حضرت حسین مختلف ہیں بعض انہیں کی تدبیت میں اور سوچ والے اربیط نہیں ہے اسلئے الام میں کوئی جان ایت، (لیکن عباسی صاحب کو مجھی نہیں ہے) دوسراؤں وہ ہمچے ضمناً

سوال یہ ہے کہ الام عباسی صاحب نے نزید کو خلیفہ برحق ثابت کرنے کیلئے اس کا ذائقہ دیسا میں کروارے عیوب دکھایا تھا تو حضرت مولانا نے اس سے پتچیر کس طرح نکلا؟ الگ مولانا ان مقدمات کو باقاعدہ ترتیب دیکر تجوہ کا استخراج فرماتے اور میں نزید و قدم حسین کے دو میان لزوم واقعی کو مجھی ثابت فرماتے تو شاید ہم بھی طالب علموں کی معلومات میں اھناؤ کا باعث ہوتا اور نہ مولانا کی دلیل تو کچھ اس قسم کی ہے کہ جو نکہ میخ نہیں میسلزم ہے قدم حسین کو اور عباسی نے میخ نزید کی ہے۔ لہذا تجوہ یہ نکلا کہ عباسی نے قدم حسین کی ہے، لیکن مولانا غالباً دوسروں کا یہ حق تو سائب فرمائی گئی ہے کہ مولانا آپ کے اس شخصیت میں مقلوم بالکل فرضی و نظری ہے اس نے برائے کرم اس انتظام و لزوم مثبت فرمائی وہ اس کی حقیقت ایک مغالطہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے جو آپ جیسے طیل القدر حقیقت نگار، حکیم الاسلام کی شان کے منافق ہے۔

مندرجہ بالا عبارت میں مولانا نے عباسی صاحب کی ترازو اور اس کے پلوں کو جھکا دینے اور اٹھائیں کی جو تصویر ہے اسے اس سے بظاہر ان کی تحریر و زدنی تو پڑو رکھنے لئے۔ لیکن اس وقت کیا پچھا جب کوئی اللہ کا بنہ، ان اختراقات کو عباسی صاحب کی اکناب میں تلاش کرنا چاہئے گا اور اپنی ناکامی پر وہ یہ خیال کرے گا کہ مولانا نے جس ترازو سے عباسی صاحب کی کتاب کو تو لاہے اس میں کچھ پارسگ پہلے ہی سے موجود تھا اور ان کی تیقینی میزان ہی غلط مکی ورز حقیقت تو یہ ہے کہ نہ تو عباسی صاحب نے کوئی پچھا جکایا ہے، پھر یہ کہ نزید کے مقامی میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت جب اس قدر متاز ہے تو ان کی شان عالی کسی کے پچھے جھکانے سے کیا کہ ہر طبقے کی وہاں نزید کی پوزیشن مذکور کچھ خفا میں تھی جس کے پرے عباسی صاحب نے لہ میٹنے کا ایک اصطلاحی لفظ ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح "دن" سمجھنا لازمی مطلب یہ ہوتا ہے کہ سوچ نکلا ہو ہے اسی طرح نزید کی تعریف کا الام درست ہو سکتا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ نزید کی تعریف مذکور ہیں یعنی اختیار فرمایا اور دلائل سے اسی کو راجح تاریخی اور حضرت حسین کی تدبیت میں اور سوچ والے اربیط نہیں ہے اسلئے الام میں کوئی جان ایت، (لیکن عباسی صاحب کو مجھی نہیں ہے) دوسراؤں وہ ہمچے ضمناً

ہی وہ مرسے موضوع سے تعلق رکھتی ہے یعنی علام خطیب کا کلام "صحابیت" کے سلسلہ میں ہمیں ہے، بلکہ حدیث کی روایت "سماع" سے تعلق ہے ان کا اپنا صرف یہ ہے کہ حدیث کی روایت و سماع کے لئے جو لوگوں نے میں سال عمر ہونے کی قید لگائی ہے وہ غلط ہے۔ لیکن ہماسے مولانا طریق فراز خوشگلی سے اس عبارت کو چھوڑ دیا جائے۔ حکیم رضی خبر لیتے کہ آخر کس منصوبہ کے تحت انہوں نے سینہ نا صحابیت کے سلسلہ میں سمجھا کہ اس عبارت کو ان سے مسلوب کرنے کی خواہ ہے۔ کوئی شکی

(اور اگر حدیث کی روایت کیلئے) اس عبارت کو دیکھو
ساعات حدیث ہیں ہمیں بھی برس کی
عمر کے بعد تحریر مانی جاتے تو ہمیں پہلی
ان اہل علم کی روایت ساقط الاقبال
ہو جاتی ہے جو حضرات صحابہ کی
تعداد کے علاوہ پرانی ایعین صحبوں نے
بنی کرم حملی اللہ علیہ وسلم سے مخربی
میں روایتیں محفوظ کی ہیں۔ مثلاً معاویہ
حضرت حسن بن علی بن ابی طالب
بنی قیصر کی سرحد کی ہے۔ (شہید کاظم)
اس عبارت کو اس کے صحیح ترجیح کے ساتھ (جیسا کہ اقرئے
پیش کیا ہے) جو کوئی بھی دیکھے کا وہ لا محال مندرجہ ذیل شاخ
پر پہنچے گا۔

(الف) یہ عبارت روایت حدیث کے لئے سن و سال کی
تعداد و تبعین سے تعلق ہے (ب) اس میں نفس صحابیت کے لئے
کسی عمر کی مشرطہ کرنے یا نہ کرنے کا مطلقاً ذکر نہیں ہے۔
(ج) میں سال کی عمر کو شرط نہ تراویث کا بھی یہ طلب پر گز
نہیں کہ خطیب اس سلسلہ میں بالکل آزادی اور چھوٹ دے
رہے ہیں (د) اس عبارت میں یہ توضیح کہ "اگر میں سال کی
عمر کی قید رکھی جائے گی تو ان اہل علم کی روایت ساقط الاقبال
ہو جائے گی جو حضرات صحابہ کے علاوہ ہیں۔ مثلاً حضرت
حسن بن علی نے بنی کرم حملی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے
کہ شامیکہ ان کی پیدائش سنہ ہجری کی ہے۔ حضرت حسنؑ

جسی معاشرے ایک مقام پر نقل کر دیا ہے (اگرچہ بھی اسے قابل ترجیح نہیں قرار دیتے) اگر عباسی صاحب کی یہ حرکت اس قدر مگر اس کی بھی جیسا کہ مولا ناکے ہم صفحات کی فصیل کا تقاضا ہے تو ضرورت تھی کہ مولانا یا تو عباسی کے حوالہ کو منتشر اس فرمائے یا حافظاً میں کثیر اور امام الحجۃ صاحب زادہ "صافی" کی بھی اسی طرح خبر لیتے کہ آخر کس منصوبہ کے تحت انہوں نے سینہ نا حکیم رضی خبر لیتے کہ اس عبارت کو ان سے مسلوب کرنے کی خواہ ہے۔

اس موقع پر یہ لطیفہ بھی لطف سے خالی نہ ہو کا کہ مولانا
نے عباسی صاحب کے اس اقتیاس کی تنقید و تردید میں کمی زو قلم
صرف فرمایا ہے جس میں يقول مولانا عباسی صاحب زادہ حضرت
حسینؑ کی عمر کا بیان کرتے ہوئے ایسا کہ ترجیح میں پائیج کے
ساتھ "صرف" کا فقط بھی پڑھا دیا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے
کہ یہ جذبہ تنقید مولانا پر کچھ اس طرح مستولی ہوا کہ مولانا نے والتر
یاناد استدیہ اعتراض تو بالکل ترددستی عباسی صاحب کے ذمہ
عائد ردار یا در عباسی صاحب کی کتاب میں پیدا یہ کا جو اقتداء
ہے وہ بھی صحیح ہے اور اس کا ترجیح بھی صحیح ہے اسلئے عباسی
کی کتاب میں کسی موقع پر پائیج کے ساتھ "صرف" کا اضافہ
خریف کسی طرح نہیں کیا جا سکتا جیکہ اسی کتاب میں حضرت
حسینؑ کی عمر کے لئے یہ الفاظ بھی ملتے ہیں "اہل علم جانتے ہیں کہ"
حضرت حسینؑ کی عمر وفات نبوی کے وقت پائیج بر سر کے قریب
تھی۔ "خلافت معاویہ و نیر مصدقہ" (۱)

(۲) صفحہ پر فرمائے ہیں کہ:-

"سو ان (عباسی) کا طیجان نفع ہو سکتا تھا اگر
وہ تاریخی ریسرچ کے ملکہ میں کفارتہ الخطیب کی
حسب ذیل عبارت بھی پڑھ لیتے جس میں خطیب
بعد ادی "صحابیت" کے ساتھ میں سال کی عمر
کی شہادت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔"

اس تمهید کے بعد خطیب کی وہ عبارت نقل کی گئی ہے
جسے مولانا عباسی صاحب کی "تاریخی ریسرچ" کے پیوں میں کئے
تھے مگر لطف یہ ہے کہ خطیب کی وہ ساری عبارت
لہ ہماری ناصل میں نہ ہم سمجھ سکتے کہ اس عبارت کو ائے آئے رکھا جائے۔

”اس طبع گو طبقہ کے خاتمے سے بعض نے ان کا شمار صفار
صحابہ میں کر لیا ہے مگر ان کیا صاحبہ کے مقابلہ میں
ان حضرات کو نہیں رکھا جا سکتا۔“ وظائف عالم یونیورسٹی^۱
(اس لئے نقی صاحبیت کی منصوبہ بندی کا الزام بھی منصوبہ
بندی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ عباسی صاحب ان کو بہر حال (لفظ)
حال غیر صاحبی لمنتے ہوئے بھی) بجز و رسول اور پاک باطن،
پاک نیت مانتے ہیں اس لئے عباسی صاحب کی تحریر کو خدا د
رسول کا معارضہ فرار دینا ”ستے“ کا لائے بد کا مصہد اتنی
قرار دینا اس کی تقدید کے لئے ”حینی و نظر یا تی ریسرچ“ کے
ظفر کا سہارا لینا اگر باطل کوشی نہیں ہے تو حق پوشی کے مراد ف
ضرور ہے جس کے لئے ”جماعت دارالعلوم دیوبن“ کی پیش قدمی
اور ان کی تحقیقات کا یقین کرنا غایب ہم جیسے عقیدہ ممندوں کیلئے
باعث ہیرت و تعجب ضرور ہو گا۔

چون رفض از دیوبن خیزد کجا مان مسلمانی
(۸) صفحہ ۶۲ پر فرماتے ہیں کہ۔

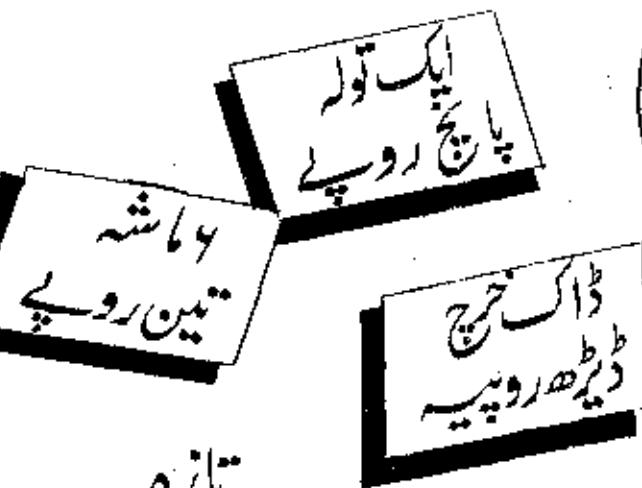
”یطرو عقیدہ کے اس پر ایمان لانا پڑھا کہ بتدا
اام تین یو جو صحابی ہوئے کے مقنون، عدل، پاکیاں
صادف نہ ہر محنت جاہ و مال سے بُری، ہوس افتخار
سے بالاتر اور تمام رذائل نفس سے پاک تھے خواں
مقدمیں سے خصل کتاب و مصنٹ سے دھو دیئے گئے
تھے اور اس کی بار پر ان کی قلبی تھیر اور جس دخیل میں
سے پاکی اور بھی زیادہ میکد ہو جاتی ہے کیونکہ خدا بر تر
نے اپنی بیت کی تھیر کا خصوصی ارادہ ظاہر فرمایا۔“

”اَللّٰهُمَّ يٰرَبِّ الْعَالَمِينَ هبْتُ لِسْدَنِي كَمْ هُنْدَرَ اللَّهُ تَعَالٰى حَاضِرٌ
عَنْ حَمْمَمٍ الْأَجْمَعِيِّ، أَهْلَ الْمُكْبَتِ“ ہیں کلمے سے آؤ دی کو دُرد و کھیں اور
وَيُطْهِرَ كَمْ تَطْهِيرًا۔ تکہ پاک تھا کھیں دُرد اُڑا کوئی کوئی
اور احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں صاحلانہ کو حضرت

”مجھی نہ ہونے کی ایسی تصریح ہے جس کے بعد اس عبارت کو
ان کی صحابیت کے لئے پیش کرنا اور نہ صرف پیش کرنا بلکہ طنز
کے ساتھ اس کو عباسی صاحب کی ”تاریخی ریسرچ“ کے لئے
پیوند بناتے کا مشورہ دیتا ہر ایک کام ہنسی ہے بلکہ اسی علم
ہوتا ہے کہ مولا نامے ”قول شہوڑ“ نقل راجح عفت شکر بالکل
خلاف فعل میں بھی عقل سے کام لیتے ہوئے اس عبارت کو پہنچے
موافق بناؤ کر فعل فرمایا ہے جو اپنے آپ ان کی کتنی سیں اسکا
ترجمہ ملاحظہ فرمائی احتقر کے ترجیح سے مقابلہ کیجئے تو یہ بھی بیکھ
جائے گی اور آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ مولا نامے مندرجہ
عبارت کے ترجیح میں ”لبیعی وہ حضرات“ کے بعد خطیب کے مشا
کے خلاف ”صحابہ“ کا لفظ قصد اُڑھا دیا۔ لیکن نکل بغیر اس کے
وہ حضرت حسین کی صحابیت خطیب کی اس عبارت سے نہیں
ثابت فرمائے تھے بلکن تعجب تو یہ ہے کہ مولا نامے خیال ہیں
جب حقیقت یہ ہے کہ حضرات حسین رضی اللہ عنہما کی صحابیت
ثابت کرنے کے لئے قرآن و احادیث کے دائل کے عینہ
محبیین کی تصریحات اس قدر موجود ہیں جن انکار کی جگہ اُس
نہیں ہے تو کچھ میں نہیں آتا کہ تسلیم اُن وحدیت کی صاف و
صریح دلیلوں کو چھوڑ کر وہ اس کا مفسر از و خلیدانہ مشرکانوں
کے لئے اپنا زور مسلم صرف فرمایا اور کس لئے اس بحث کو
اس تدریط طول دیا اور عباسی صاحب کی کتاب میں ”صرف“ کا اعتماد
اور حالیکہ وہ کسی عبارت کے ترجیح میں نہ تھا، خود ان کو تو اس
قدر ناگوار ہوا کہ ”حصن“ صرف“ کے سلسلہ میں سات آٹھ صفحی
تحریر فرمائے، مگر جیب اپنا موقع آیا تو خطیب کی عبارت کے
ترجمہ میں ”صحابہ“ کا لفظ اُڑھا دیا۔ آخر اس تبدیل و تحریف
کی کیا نظر درست تھی؟

عباسی صاحب کیلئے پہلا منصوبہ فرض کر کے مولا نامے
جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس سلسلہ میں اس سے زائد کچھ کہنے کی ضرورت
نہیں لیکن کوئی دل اقتدار بھی ہے کہ حمد میں کے تزدیک صیرافت
اُڑا کی صحابیت کا مستعلہ اختلافی ہے۔ علاوه اُڑیں عباسی
صاحبے نہ تو صحابیت حسین کا انکار کیا ہے اور نہ ان کی نقی
صحابیت کا ذکر قصد اُکیا ہے، ملاحظہ ہو عباسی صاحبانہ فرمائے ہیں۔

وہ مشہور و معروف سرمه جو حکم ڈیشن ۲۰ سال سے آپ کی خدمت کر رہا ہے



اوسر
ٹوٹ پھوٹ سے حفظ
دھات کے ضبط خول میں

تین شیشیاں بیجا خریدنے والوں کو داک خرچ
معاف

باقی تفضیلات طائل کے کسی عجیب پر دریخت

دارالغیض حامی - دیوبند روپی

اپنے یہاں کے ایجمنٹ سے
خریدئے
اس میں آپ کو
ڈاک خرچ نہیں دینا
پڑے گا۔

سایہ رسول

منکر کیں اگر انہی خواہشات کا تسلیع نہ کریں تو ان آیات کو زیر بحث لانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف قرآن کی متعدد آیات اور رسول اللہ کے باقی میں قرآن کے عطا فرمودہ تصویرات اور شرک و توجیہ کے باب میں اس کی تصریحات صاف صاف اعلان کر رہی ہیں کہ افراط و غلوت کو حقیقتی لوں کو مبالغہ کارنگہ است دو اور اپنے پیغمبر کو اس طرح مت بڑھا اچڑھا اور جنم طرح نصارے نے اپنے پیغمبر کو بڑھایا اچڑھایا۔ اس اساسی یقین و یقین کی وجہ گی میں حاملین قرآن کے ذہنوں کا اُخراج اگرچہ جماعت کے اختراع اور واہات کے قرعہ کی طرف جاتا ہے تو اس کے سوا کیا سمجھا جائے کہ متداز زمانے اخیں قرآن کی روح سے دور نہ جاؤ الالا۔

برحال اس موضوع پر یقین جس ترتیب و تفصیل سے گفتگو کا ارادہ کر رہے ہیں اسے پیشہ رکھنے کی ضرور نہ جایا جائیگا۔ لیکن اب حدیث کے فرش پر آئیے۔

حلیث ارشاد رسول پر دل و جان فدا کس میں میں میں مجال ہے کہ اللہ کے سچے رسول کوئی خبر پا حکم دیں اور وہ انکار کی جو آت کرے۔ ہزار بار اس سرکشی سے اللہ کی بناء۔

یہیں سُبْ نبَّحَ اور املاعِت رسول کا یہی جذبہ تو ہے جو جبور کرتا ہے کہ اپنے بیان کے ذمے کے دوسروں اور عین فی کے اقوال میں ذوق کیا جائے اور جانچ پر کہ میں سنت ہوئی جائے کوئی بھیں نہیں ہتھ کر تریخ جزو بکر دعویٰ کریں کہ حضور نے یوں بیان کیا اور ہم اتفاقی امور کا مکمل واری قلم پر واضح تھی اور جن کو ہونے کرنے کی ضورت میں ایک بے بنیاد حقیقتے کو ہتھکام فسیب ہوتا تھا۔

گذشتہ قسط میں سایہ رسول سے تعلق قرآن کے ذمہ ہیں جو مفضل گفتگو ہو چکی ہے وہ اگر صرف منفی پہلو سے ہوئی ہے تو بہت پہلوں کو ہم نے بعد میں دلائل عقلیہ کے ساتھ مسلک کرنے کا ارادہ کیا ہے، لیکن ابھی سے بعض حضرات نے یہ فرمایا ہے کہ استنباط سے گفتگو نہ کرو۔ ایک اس طرح کے غیر ضروری اور نظری مسئلہ پر یہ مفہوم برداز کرنے رہ ہو گے تو دیگر ضروری مفہماں کا لیکن نہ گا۔

ہم عرض کر سے کہ شرح و سبط کی وجہ تھیں میں عرض کی چاہی ہے اور بحث کو تفصیل رنگ دینے سے ہمارا انشا، یہ ہے کہ آئندہ بھی اس قضیے کو چھپڑنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ سب جانتے ہیں کہ حضورؐ کا سایہ نہ ہونے کا عقیدہ عالم المسلمين میں ایک سلسے کی حیثیت سے مانجا تھے اور جب تک اس کے ایک ایک ہبہ پر سیر حمل گفتگو نہ کی جاتے یہ تو قع نہیں ہو سکتی کہ اسکی ہے حقیقت کا عام احساس کیا جاسکے گا۔ نوع ب نوع فروعی مسائل پر سیکڑوں کتابیں بازار میں پائی جاتی ہیں ایک یہ بھی ہے۔ ہمارا دل نہیں تنا

کر دل کا جواہ بنا رکھ کر نہ جمع کر دیا ہے اسے یوں ہی چھپڑی اگر تو نہیں جھوڑ دیا تو نج کی کا وہ عمل جو ہمارے گذشتہ اجمالی فقد نے انجام دیا تھا بے کار چال جائے گا اور بعد اللہ سنتوں ہوئے کہ جب ہم نے تھیں ایطالیں بالل اور احراق حق کی استعداد دی تھی تو کبھی نہ تھے اس سے کام احمدیا اور کبھی ان بیانین کا بر مادر نہیں کیا جن کی لمبڑوی قلم پر واضح تھی اور جن کو ہونے کرنے کی ضورت میں ایک بے بنیاد حقیقتے کو ہتھکام فسیب ہوتا تھا۔

قسط اول میں ہم اکیس بائیس فسیروں کے حوالے سے واضح کو چکھیں کر رکھ کر نہیں تھیں جن آیات کو دلیل بنائیں کرتے ہیں ملکی بھی درجہ میں ان کے لئے دلیل نہیں ہیں۔ دلیل ہونا تو در کنار ان کا تو کوئی تعلقی ہی سایہ ہونے نہ ہونے کی بحث نہیں ہے اور

نہیں صیحی ہم وہ مذکوروں میں داشت کہ اُن سے ہیں۔ پھر جلوپت لوگوں کی نہیں یہ روایت تو حضورؐ کے صرف روئے مبارک کا حسن و جمال ظاہر کر رہی ہے سن کر پوچھے بدین کا۔ آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ اور اُن نے بڑا ضعف تھا اسی پر روایت صرف چھپے کو شوہیدت و نے بڑا ضعف کرتی ہے جوکہ اسی تھا۔ حسن کا یہ حال نہیں تھا۔ اگر یہی ہوتا تو وہ مسائے جسم کو بچوں کے چاند سے تشبیہ کرتے۔ وہ صریح حدود شاپیش فرستے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے کہا کہ ایک مرثہ چاند نے رات میں ہیں۔ نے رسول اللہؐ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ پرسرخ زرگ کا ددھاری دار طلاق تھا۔ میں حضورؐ کو بھی دیکھتا اور پرانکوں کو بھی تو حضورؐ سب سے نزدیک چاند سے زیادہ سیئں تھے۔

خدابزم کرے ان داشتوروں پر۔ دنیا کے شایعہ ادب میں خوب کے حسن و جمال کو چاند سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نصیر جابرؓ کو کیا معلوم تھا کہ ان کی شبیہہ تمیں کوئی نہ لے اور ان کے بعض افلاطون کیا معنی دیں گے۔ رسول اللہؐ کی جبوستت کے صدقے۔ ان کے روئے مبارک کی تابانی و طاعت کو ان کا ان شیدائی چاند سے تشبیہ دیں تو غلط شیخی کا یہ امور تھا۔ مگر کسی کا داعی ہی الاط چاند تو اس کا گیا علاج۔

ایک اور زیارتی ہے کہ روایت ہے کہ حضورؐ میرے نزدیک چاند سے یعنی حشرت جابرؓ نے کہا کہ حضورؐ میرے نزدیک چاند سے ہم زیادہ حسین تھے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا تھا کہ حضرت جابرؓ صرف یہ تاثر احساس بریان کر رہے ہیں۔ مسائے کے دھنوں کو یہ بات ناپسند اتی تو علمائے صحیح اور ایام بیجوری کی ایک اس سے سمجھ لائے جو حضورؐ نے اس حدیث کے ذیل میں کی ہے۔ اخنوں نے فرمایا ہے کہ ایک بار روایت ہے کہ اسی "آیا ہے بیجوری" میری نگاہ میں۔ — "میری پڑھتے ہیں اس سے کیا فرق چاہا۔" میرے نزدیک اور "میری نگاہ میں" تو ایک بھی مفہوم کے لئے بولا جاتا ہے۔ مگر نہیں۔ حضرت بیجوری نے مادرلیل یہ شوشری نکالی کہ حضورؐ ہر دیگھنے والے کے نزدیک فی الواقع چاند سے زیادہ حسین تھے۔

ذرا اندرازہ کیجئے۔ اہل کفر و شرک کو بھی اس تاثر میں شامل کر لیا گیا جو خالص ایمان کا تقرہ تھا۔ ظالموں اگر یہ حقیقت

عقل کو چھپی دی جائے اور رطب و یا سر کے فرق سے بے بہرہ ہو جانا تاداں کی وہ دوستی ہے جسے دانائی دشمنی سے بدر کر کا گیا یہی ہے حقیقت حلقہ کا نام نہیں۔ حبّت رسولؐ نے کہتے ہیں کہ نہیں کہتے جن لوگوں نے عقیدت و محبت کے نام پر رسولؐ اللہؐ کو ان کے حقیقی هرزہ مقام سے بڑھایا اس سے تغورؐ یہی کی تافریانی کی اور الشروع ناراض کیا۔ حضورؐ یہی قوارشادہ راستے ہیں کہ لا نظر دہنی کہا اما اهربت الشہری اعیسیٰ ابن مریمؐ مجھے بڑھا و پڑھا و من جس طرح نصرانیوں نے عیسیٰ ابن مریمؐ کو پڑھایا جو رحمائی، پھر یہی الگوئی ہی گمان کرتا ہے کہ حضورؐ کی شان میں یہ دلیل قصائد گانے اور عبر ثابت فضائل و اوصاف بیان کرنے کا نام حبّت رسولؐ سے تو لے اتنا مگان مبارک۔ ہم ایسی جاہانز محبت و عقیدت کو اللہؐ کی تاریخی اور حضورؐ کی خلائق کا موجب سمجھتے ہیں۔

اس تہذیب کے بعد یہ بھی خوب ذہب نہیں رکھتے کہ اختلاف کیا ہے۔ ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے نورتی و ظاہری سے بالکل خالی تھے۔ آپ کے چہرے پر جس حسن و جمال اور طاعت و تابش کا ذکرہ محدثین کرتے ہیں اس سے انکار کی کسے اور کوئی مجال ہے۔ یہ بھی ہم اسنتے ہیں کہ بعض مرتبہ بعض حضرات نے آپ کے کسی عضو یا چند اعضاء ایک ایسی روشنی خارج ہوئے ہوتے رہے تو کبھی جو ان کے خیال میں حستی اور مریمؐ تھی۔ یہ بھی ناممکن نہیں ہے کہ باطنی علوم و معارف اور اعلیٰ درجہ کی بتوت منورہ کے نتیجے میں کبھی آپ کے جسدی طہر سے غیر معمولی نور و طاعت کا مشاہدہ کیا گیا ہو۔

لکھنگو اس نکتہ میں ہے کہ مگرین ظل کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کا پورا حجم مبارک طبعی و حقیقی معنوں میں تو مستقل تھا جس میں سے سورج کی شعائیں اس طرح لگزد جاتی تھیں کہ سایہ نہیں پڑتا تھا اب ان مگرین کی عقل کا عالم ریکھ کر اپنے دعوے کی شہادت میں کس طرح کی روایتیں پیش کرتے ہیں۔ پہلی روایت یہ ہے پیش کی گئی کہ حضرت حسنؐ کے درافت کیسے ہے ان کے ناموں نے رسولؐ اللہؐ کا چوہلیہ مبارکہ بیان کیا اس میں فرمایا کہ رسولؐ اللہؐ عظیم معظم تھے آپ کا چہرہ اور ایسا حکما تھا جیسے جو بھوپیں کا چاند۔

کیا چاند کی اس شبیہ سے سچی بھی کا چاند مراد لینا دیسی بھی بڑی

اسی طرح روشن رہا کہ یہ جس طرح دن میں رہتے ہیں۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ حضور کی رہا میں بھی رات کے وقت اندھیرا ہی ہوتا تھا اور حضور کے دو تکلیفے میں بھی تاریکی اور کرنی کیلئے چراخ جلوے جانتے تھے۔ اس طرح کی روایتوں میں سے صرف ایک یہ روایت کاظمی صاحب نے نقل فراہی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضور ایک ہے میرے حجرے میں نماز پڑھتے تھے اور چراخ نہ ہو سکے باعث نہیں۔ تھا تو جب آپ سجدے میں جاستے تو میرے پاؤں کو اپنے مبارک ہاتھ سے دبادیتے اور میں اپنے پاؤں مٹکی طبقی تو حضور مسیحہ فرشتے اس کا جواب داشمندی دیتے ہیں کہ اس شکم کی روایات سے نور مبارک کی قلی نہیں ہوتی بلکہ ظہور کی قلی ہوتی ہے اور بھی ظہور نبی وجود کو مستلزم نہیں۔ پھر انہوں نے علم کی مثال دی ہے کہ جب فالم پڑتا۔ یا عدم المفاتیح وغیرہ کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو ظہور علم نہیں پڑتا۔ مگر فی الحقيقة وہ علم اس کے اندر موجود ہوتا ہے۔

چلتے مان لیا۔ لیکن اس طرح تو آپ خود یہ سلیمان کو مجھے ہیں کہ حضور خود مجسم فور شکھے، بلکہ یہ نور آپ کے اندر تھا جو ہمیں ظہور کرتا تھا اور کبھی چھپا رہتا تھا۔ علم اور عالم دُد الگ چیزوں ہیں۔ روشنی اور چراخ دوجا لگانہ وجود ہیں۔ آپ جس نور کے باسے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ موجود نو تھا مگر ماگنی ظہور نہیں تھا اسے تو ہم بھی مانتے ہیں۔ لیکن آپ کا کوئی دعویٰ ہے کہ حضور خود ظاہری معنون ہیں ہی سرا یا نور شکھ۔ لہذا اسی کیا بات ہوئی کہ نور بھی ظاہر ہے اور کبھی نہیں ہے۔ اور بھی تو آپ سمجھتے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ بھی بھی ظاہر نہیں ہوا۔ یعنی کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تاریک رات میں حضور کے بعد سوچ جیسی خدا۔ بلکہ کر تام ما عول کو اسی طرح روشن کر گئی ہو رہی ہے سوچ کرتا ہے۔ تو پھر وہ آپ مذکورہ کا کیا وزن رہا۔ اور دیکھتے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ نور محمدی کی مثال علم مصیبی۔ یہ تو علم تو نور محسنوی ہے ذکر حصی۔ پھر علم کا انہار اور انہار عالم کی اپنی مرغی پر پتا ہے۔ کیا حضور کا وہ نور بھی جس کے حصی اور شاہد ہونے کا آپ کو دوئی ہے ایسا ہی تھا کہ جب حضور مرحبا ہیں اسے ظاہر کر دیں جسپن چاہیں نظر ظاہر کر دیں۔ اللہ کے بنو آفریس نور کو ظاہر کرنے کا اس سے تیر وقت کو ناچوہ مکتنا تھا اور اندھیرے کی وجہ سے حضور کو خالی مقابر

ہوتی تو تمام یہی لوگ اہل ایمان کی طرح ہو من نہ ہو سکے زندگی کے زندگی اور یہ بھی لٹوڑا رہے کہ حدیث میں حسن کا داد کیتے تو حقیقی نہیں۔ حقیقی شخص حسن اور رہنمی میں بھی فرق نہ کر سکتا مگر کہے ذوق و جہدان پر فاتح کے سوا ایک بیٹھا ہاں سکتا ہے۔

علم مسیح جو یہی سنت آئے فرمایا کہ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ سینا رکھتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روشنی جانتی کی روشنی بلکہ سورج کی روشنی پر غالب رہتی تھی۔ نیوں نکر سیتا ابن مبارک اور علام ابن جوزی حدیث کی روایات میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زد تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روشنی کے سامنے بھی کھڑے نہیں ہوتے، مگر حضور کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہو جاتی تھی۔ اسی طرح چراخ کے سامنے بھی حضور کمی کھڑے نہیں ہوتے اگر چراخ کی روشنی پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی غالب رہتی تھی۔

اب بتائیے عصا یموں کو آپ بُراؤکوں سمجھتے ہیں۔ اگر ہے فروظ تھیں میانی کو اہل اللہ کہتے ہیں۔ یا ان ہندو دوں کا ایک قصور ہے جو زیور مالا پر ایمان رکھتے ہیں۔ حضور کا حسین و حسیل ہیتا برحق لیکن اس حس کے میان میں اتنا بمالا غدر کو نو میں فطست۔ اکیات اکبریہ بھی چاند سورج بھی گرد ہو جائیں اور پھر اس بمالا کو بیان حقیقت مخواست کی کو کشش الگ بجڑ بیت و مغلوبت نہیں تو اور کیلئے۔ حالمیہ حدیث کی اسی طرح کی حسرت کیں تو ہیں بیخوں نے لوگوں میں انکار حدیث پر اصرار اور تشدد پیدا کیا۔ حدیث کی تائیت اور ترجیحان الگ ایسی ہے داشتی اور مجد و سرت کے ساتھ زنگی جاتی تو وہ عمل اتنا سخت نہ ہوتا اور بہت سے لوگ انگارک اس آئتا ہے پسچھے جس پر انھیں عاشقان حادیث کی کم فہمیوں نے پہنچا دیا ہے۔

اعتراف پڑتا تھا کہ اگر حضور کا سورج اور چاند سے زیادہ روشن ہونا ظاہری و بھی صنی میں درست ہے تو پھر بھی ازاہ ہونا چاہیے تھا کہ پورا عرب نہ کہی ماریز یا کام کہی یا بھی نہ کہی تو وہ راستہ اور مکان ہی جس میں حضور موجود ہو۔ تھے

فضل و مرتبت کے مالک تھے اور ان کی عظمت پر بچارا صرف حقیقت خم ہے۔ لیکن ان کی نبوت یا صحابیت ہم نہیں مانیں گے۔ انکا کوئی فرمودہ اگر عقل بوقت کے خلاف ہو تو اسے تسلیم کرنے کے ہم پاسند نہیں۔ جو روایت ان دونوں حضرات کی بواسطے بیان کی جاتی ہے اس کی پوری سند نہ لائیے۔ ایک ایک ادی کو ہم دیکھیں گے کہ فتن رجال میں اس کا کیا حال ہے اور معروضہ دعتر ائمہ رجال اسے معتبر تراویدتے ہیں یا غیر معتبر۔ بلا راویوں کی تفصیل بتائیں ایک روایت داعیہ نما اور دعویے کرنا کہ حدیث ہے ہبھال یا اندھہ مقلدین کو مرعوب کرے تو کوئی ہبھال نہیں دے سکتے۔ لاکھوں روایتیں کرے ہم اسے کوئی دعوت نہیں دے سکتے۔ ملکوں روایتیں گھڑی گئی ہیں اور ان کی بے شمار چھان بچکے باوجواد اسلاف میں تعدد ایسے ہی نہیں ہو گزے ہیں جنہوں نے غلط سلطروں ایسا کو درست سمجھ کر رسول کر لیا۔ کون عامر نہیں جانتا کہ حدیث کی موجود کتابوں میں اکثریت ان کتابوں کی ہے جن میں بعض موضوع دو ایسی روایات کا پایا جاتا ہے شدہ معاملہ ہے۔ تو جسے دعویی ہے کہ ابن المبارک اور ابن جوزی نے رسول اللہ کا سایہ نہوئے کی روایت کی ہے وہ پورا مسئلہ سند بیان کرے یا پھر ثابت کرے کہ دونوں حضرات معموم عن الخطاہ تھے اور انکا فرض دھی آسمانی ہے۔

پیغمبری روایت یہ بیان کی گئی ہے کہ حضور کا پھرہ تلووا کی مانند نہیں تھا بلکہ چاند کی طرح تھا۔

چون تھی یہ کہ حضرت عبد اللہ بن جماش نے بتایا کہ حضور حب کلام فرماتے تھے تو آپ کے راتوں کی دریسانی چھریوں سے نور کی مانند کوئی چکدار چیز نکلی ہوئی دیکھی جاتی تھی اس روایت میں ”کالنور“ کا لفظ ہے۔ ظاہر ہے کہ تشبیہ کرنے آئی ہے گر تو چہ فرمایا گیا کہ ”نور یا نور کی مانند“ پھر علماء بحوری کا یہ نکتہ سامنے لایا گیا کہ ”کالنور“ میں کافِ اندھہ ہونا بھی ممکن ہے کہ لفظ کے لئے بڑھاد لایا گیا ہو۔ اس خود ساختہ احتمال پر ہم قواعدِ تجویب کے لحاظ سے گفتگو کر سکتے تھے، لیکن اسکی ضرورت یوں نہیں کہ کافِ اندھا کو کوئی بھائی سرقفتی کوئی کمزوری نہیں آتی۔ یہ روایت تو خوب وضاحت سے بتا رہی ہے

تجھلکی کرنے میں وقت پیش آرہی تھی اور اسی لئے آپ حضرت شاعر کے پاؤں دیانتے کا دہ عمل فرماتے جائے تھے جو ظاہر ہے کہ زائد از صلوٰۃ تھا۔ بحوری دریش نہ ہوتی تو آپ ہر گز ایسا تکر کرتے۔ کیوں نہ اس وقت آپ نے اُس حقیقی نور کو ظاہر کیا جو رات کوئی میں بدل دیتا اور حضور کی شماز چاندنے میں ہو جاتی۔

پھر شخص پر ظاہر ہے کہ جو فی الاصل نور ہے وہ تو ہر وقت اور ہر جا میں نور ہی رہے گا۔ سورج جب تک سامنے ہے اسکی روشنی ضرور آتے ہی۔ رسول اللہؐ اگر اسی طبعی مفہوم میں روشنی اور نور ہوتے جس مفہوم میں نکریں ظل کچھنا چاہتے ہیں اور جو ہم کو حدیث کے شابق علماء بحوری نے ایک محل نظر رکھی تھی تو کہ کیلئے تو پھر سی ہو اکرنا کہ جہاں آئے ہوں وہاں رات نہ ہوں ہی ہے۔ اندھیرا تھا ہو اجالا ہی نظر تھا۔ ایسا نہیں ہو اور بھی نہیں ہوا تو ثابت ہوا کہ حضور کا تمام جسدِ مبارک طبعی وحی خود میں تو فیض تھا، بلکہ اسی طرح گوشت پوست کا بھروسہ تھا جیسا اللہ نے اسے بنایا تھا اور جیسا بشر کا ہوا کرتا ہے۔ اللہ کہ شق صدر کے ذریعہ اندھر و نی آلاتیں نکال لی گئی تھیں اور اس تذکرہ تصفیہ کے اثرات آپ کے اعمال و اخلاق میں غایاں ہوا کرتے تھے نہ کہ ظاہری جسم ہیں۔ ظاہری جسم تو کہانے پہنچے جائیں کہ تھے اور زخمی ہونے کے بھی لوازمات کا ہو رہا۔

تماشا دیکھئے کہ ایک طرف تو علماء بحوری کی تحریر سے یہ ثابت کیا جا رہا ہے کہ حضور کا نور جسی ہمیشہ چراغ اسی طرف کی روشنی پر غالب رہا کہتا تھا اور دوسرا طرف جواب دینے پڑی تو فرمائی ہے کہ روایات سے حضور کی نقی و ایجھ ہوتی ہے وجد کی نہیں۔ اس کا تو پھر مطلب ہوا کہ کچھ اوقات میں حقیقی طور پر غیر روشن ہونے کو آپ بھی تسلیم کر رہے ہیں۔ پھر یہ ہمیشہ ہمیشہ کی آپ پھٹکنی دار ہے؟

در اصل معنی وعی کچھ نہیں۔ مقصود رات کی بیج ہے۔ جب جو جواب ڈین میں آیا داغ دیا۔ بلا سے وہ دعوے کے چکٹے میں فٹ پٹھکے یا نسٹھکے۔

رہا مسلم بحوری کا ابن المبارک اور ابن جوزی کے والوں سے یہ کہنا کہ حضور کا سایہ نہیں تھا تو پہنچ کے شکر یہ دونوں حضرات

بس۔ بخاری کے اس مربی طبے شارع اور فتن حدیث کے شہزادار کو خواب میں بھی لگان نہیں لگ رہا اک اس صاف و مادہ مارہ حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے صاب ہونے پر بھی شہادت لائی جائی ہے۔ چھٹی روایت بھی بخاری ہی کی پیش کی گئی ہے۔ یہ کہ:-

”کعب بن مالک کثیرۃ میں رجب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپر سلام علی علی کی توجیہ رہ انور فرجت و مسروطے چکر را پاھا اور حضور جب خوش ہوتے تھے تجویز اور ایسا چکنے لگتا تھا جو کیا کہ وہ جاندے کا فکر ہے۔“

کیا زندگی کوئی غمی سے بھی اُدھی بھی پاگل ہوئے بغیر اس پارہ حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سا یہ ہونے کی گواہی میں لاسکا ہے؟ صاف نفظ تھا آنکہ موجود ہے جس کا تصریح خود ماقول نہ تھی مگر گویا کہ۔ کیا ہے مگر نعروہ وہی بخدا و باذکر اس سے حضور کا سرا یا نور طبعی دستی ہونا متوجہ ہو گی۔

اور میسٹے اس کے تحت میں کیسا ایکشنا اند از کام مخالفہ عوام کو دینا چاہتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

”فِي الْبَارِي وَغَيْرِه مُتَرَجِّحُ بَخَارِي أَطْهَارُهُ يَكْتَبُهُ ثَمَّاً شریح کر جان احادیث سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی حقیقی نوکریاں اپنے ہمیں اور وہ قوم یہ ہے کہ ایسی چکنے ہری روش حشوں خدوں کے ہوتے ہوئے کوئی ایسا شخص جس کے دل میں نورِ بیان کی اور فی جملک بھی موجود ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی تقدیر کے لئے تو حقیقی کا انکار نہیں کر سکتا اور ہم پیدا عرض کر سکتے ہیں کہ اس نور ایمیت کا حقیقی سایہ نہ ہونا ہے کیا لئے محمد بن حنفی کر اُمّۃ نبھر صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کو حضور کے سایہ نہ ہونے کی دلیل تواریخ ہے؟“

اس میں افتخاری نے ایکشنا مقرر ہوں کی باؤہ گوئی کو مات کر کر جان امام شریح حدیث کو تو بعد میں دیکھتے چکر پہنچا، مسیح شریح بخاری کو دیکھتے جس کا نام لکھ کر جا ہے۔ یہتا خرد بیان چاہا ہے کہ حسدن بن بھی حضور کی نور ایمیت کے بلے میں اسی عقیدے سے کے حال ہیں اس کے آپ ہی پہنچنی حضور سرا پا نور حستی تھے اور ان کا سایہ نہیں تھا۔ بخاری کی پہنچی حدیث کی شرح تو اپا بھی صفاتِ شریح البازی کے

کو حضور سرتاپا تو رحمتی نہیں تھے، بلکہ آپ کے اندر کوئی شے تھی جو کا ہے گا ہے بعض اعضاء کے جسم سے فوری کشکل میں خالج ہو جاتی تھی۔ کاٹھی صاحب کا فاذانہ کا نشوونہ نکال کر بہت خوش ہوئے ہیں کہ ”نور حستی تھا“ لیکن یہ بھول گئے کہ دعویٰ تو مامہ کمال حسیم کے نور حستی پرستے کا لکر کھا ہے اور یہاں اُس نور حستی کا انبات ہو رہا ہے جو ہر وقت نہیں صرف بولتے وقت اور تمام یوں سے نہیں اس داتموں کی رکھنے سے خالج ہو رہا ہے۔

پانچویں روایت یہ کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور خوش اور سرور میرے پاس آتے تو آپ کی پیشانی کے خطوط چکر ہے تھے۔ یہ روایت بخاری کی ہے اس لئے بلاست بھی ملی جائی ہے۔ ملنے میں کوئی دقت بھی نہیں ہے، مگر عقل والوں کے عرض سے کفر انکر کرنا ملک کے دعوے کو دیکھتے اور پھر یہ دلیل ملاحظہ کر جائے۔ کوئی جوڑ بھکری مسلطی ربط ان میں کوئی نام کو بھی پایا جائے ہے؟ یہ خادرہ تو اور دیس بھی مستعمل ہے کہ فلاں شخص کا جسمہ خوشی سے چکا اٹھا۔ تو کیا اس طرح کے واحد خواہروں نے اس کا مطلب سکریں نظر نہیں کھلتے۔ واد رے دائرہ

ذرا دیکھتے تو شارع بخاری حافظاً ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی ثابتی میں کیا فرماتے ہیں:-

”حدیث عائشۃ فی قصۃ القائف دیسانی شیخ حمدانی کتاب الفرقان ضم انشاء اللہ تعالیٰ فی الغرض منه حصہ پیشانی چک میں ہے اور غرض یہاں قولہما تبرق اساریرو وجہہ اسے اسکار کی اور اس اس اس دھی جمیع سر وھی الخطوط جمع ہے میں۔ سرچنانی کے التي تكون فی الجبهہ۔ خطوط کو کہتے ہیں۔“

”فتح البدری جلد ص ۲۷۸ مخفی انجام“ + + + + + پھر اب القائف کھولتے ہیں کا خوال دیا گیا ہے۔ یہاں حدیث کے اس ٹکڑے کے بالے میں صوف آنالے چاہا۔ تباق اساریرو وجہہ تباہیہ تباق اساریرو وجہہ کی شریح شوہرہ قی حفظة النبي ﷺ علیہ السلام اب هفتمین میں اندر چکی۔

اس سے کہ تشبیہ تو اس روشنی اور چکتے ہی جا رہی ہے جو پرے چاندیں ہے اور یہ کہ جاندی کہ روزخیر سیاہ دھنے کے باوجود اُس روشنی سامنے ہے اور اس کے جو اس کے کم نہیں ہوتی جو اس کے کمی ٹھکرے میں ہو سکتی ہے۔ اور ذکر کی جا چکی ہے بعده ابھی اس طرح کی توجیہات اور انہیں میں ایک توجیہ ہے کہ درہل (پوسٹ) میں ایک نہیں بلکہ ایک صورت حصہ بن کر یعنی پہلی کو اس سخنی کی جگہ دیکھنا ہر ہوتی ہے جو سیار حصہ میں اس اساری تجویز و جھومنے کے ان التشبیہ و قم علی بعض الوجه فناسب ان یشہ بعض القراء۔

+ + +
+ + +
+ + +
+ + +

یہ فتح الباری کی ساری شرح (اس حدیث مقصودہ متعلق) ہی خدمت ہے۔ اسے خیر سے پڑھہ اور کافی صاحب کی وہ ایکشی بیت پڑھے جو بھی فعل ہوئی یہ میں اس سے بڑھ لازم اور حضرت پیغمبر ہو سکتی ہے کہ جس خفیدہ و خبل کا ہم و مگان تک اب ہم گز نہ ڈرا ہو، بلکہ اس کے برعکس وہ صراحت کے ساتھ فحاحت دیاخت اور تشبیہ کا ذکر کہ فرائی ہوں اسی کی نسبت گول الفاظ میں ان کی طرف کرہی جائے۔ زیادہ خور کی ضرورت نہیں معمولی مطابع ہی سے ملکش فتح جا رہی ہے کہ حافظ ابن حجر کے نزدیک بھی ہخھو ہو کیتھے جاند اور سونج وغیرہ کے الفاظ تشبیہ استعارہ ہیں جیسا کہ سوچ گی جانتے اور بھیتے ہیں۔ انہوں نے ان حدیثوں کی تشرح میں نو جھنی کا ذکر ہے کہ اسی کیا ہے جو میں نقل کرنے کے بعد ہمی کیا جا رہے کہ "فتح الباری وغیرہ و شروح بخاری" میں "جھیقی حقیقی نور" نامہ مانگا ہے۔ حالانکہ اگر کسی موقع پر ان شروحوں میں فتحیقی حقیقی کا ذکر کہ آنکھی جاتا تو وہ بھی فائدہ نہ تھا۔ جزئی طور پر بھی فور جھنی کا آخر ج رسول اللہ کے کسی حصہ جسم سے محل نزاع نہیں ہے۔ محل نزاع

فلم ہے بلا خطر فرمائے۔ اب اس دوسری کی بھی بلا خطر بھی۔
فتح الباری حلقہ ۲ ص ۲۷۴ میں حافظ ابن حجر اسی مذکورہ (دعا) کی شرح میں لکھتے ہیں:-

حدیث کعب بن مالک
کے تصریح کا ایک مکمل ایہ اور غیرہ
کتاب المغازی میں یہ قصہ اپنے پیشے
مستوفی مسروحہ الشاعرانہ
علی۔ اسکی پوری شرح کی جائے گی۔

یہاں تو استی بر بات ختم ہو گئی۔ اب کتاب الحسن ازیزی میں
ذکر ہے۔ ذکر کردہ حدیث میں شمعہ قمر کے جو الفاظ آئتے ہیں اسکے
تحت حافظ لکھتے ہیں:-

دحتی کان، قطعہ قمر (نی
سر ولیت استحق بن راشد کی
روایت کے الفاظ میں حتی کانہ
قطعہ من القمر۔ اور سوال الحفیہ
کہ چاند کا مکمل ایکون کہا گیا جب کہ
بلغا کے کلام میں چہرے کو پوئے
چاند سے تشبیہ دیا اگر تو اس سے پایا
چالیسے اور اب صفت النبی میں
بھی گذر چکا ہے کہ بغیر حضور کو
روشن سورج سے تشبیہ دیتے ہیں۔
وغیرہ لک۔ اور اس تشبیہ کے
ذینے والے کعب بن المکتبو جو
صحابہ کی صفت شعراء میں شامل
تھے اور انکی شرکوئی مشہور ہے
و لا زماں قلبی میں (یعنی بیکے
چاند کی پہنچ کے چاند کا مکمل ایکون)
کوئی حکمت ہو گی۔ رہی بتاویل
کو پوئے چاند میں تو سیاہ دھنہ
بھی ہے۔ لہذا یہ سیاہی بھی شامل
تشبیہ ہو جاتی اسلئے مکمل اکہر کر
لیں بقوی نلان المراد
اسے فارج کر دیا تو قوی نہیں
تشبیہ ہے بھائی القمر میں

امم قسطلانی کی اس مواہب اللہ میز کو بھی دیکھیں جس میں انھوں نے نہ جانے کن احوال میں سایہ نہ ہونے کی بات نقل کر دی ہے اور اس کے شماخ روز قرانی نے اس کی تائی میں ابن المبارک اور ابن حوزی کی بے مندرجہ بابت مانگدی ہے یہ وہ اہلب اللہ نبی کی کتاب الشامل کا ماجرا ہے۔ ذرا دیکھئے اس کے آغاز ہی میں وہ کیا فرمائے ہیں۔ بریکٹ میں ہاچ مواہب کی عبارت ہے اور باقی روز قرانی کی۔

اویت تشبیہات جو رسول اللہ
وہنہ کا التشبیہ ہے اس تشبیہات جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں
الواردة کی حقہ علیہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں
وارد ہوتی ہیں یہ تقدیر و
اسلام مرانما ہی خطا
سبیل التعریف والتمثیل
تمثیل کے طور پر وارد ہوتی
(روزانی شرح مواہب اللہ میز
ہیں۔ + + +
+ + +) جزویان (ص ۷۸)

پھر کچھ آئے۔

حضور کو سورج سے تشبیہ دینے میں
دان التشبیہ، بالشمس
اس کی صفت فالبر لیعنی روز ختن
کرنے کی صفت کو پیش نظر کھالیا
والحرات (و بالقمر) اما
پیش نظر کھالیا اور خل
پر ادب امداد (حة) دون
تشبیہ میں مارست مخاطب ہے
غیرہما۔ (ص ۷۸)
ذکر اشراف و ملائحت سوادو چھا
+ + +

دیکھیں اپنے اپنے اس
ظاهرہ میں تشبیہ مقصود ہے اور روز قرانی اسے دون غیرہما
کہہ کر موذکر کر رہے ہیں۔ اس طرح آغاز باہ ہی میں جو انھوں
نے تشبیہ و تمثیل کے باعثے میں اپنا زادہ اور نظر و انتہ کر دیا تو اس
گنجائش رہ جاتی ہے اس بات کی کسی رد ایک استعارة
کو بجا سے تشبیہ و تمثیل کے حقیقی و طبعی معنی پر محول کر کی جیسا نہ کرو
کی جاتے۔ کسی شخص کے اس ہیئت سے کہ حضور نے اپنی دعائیں

تودہ نہیں ہے ہم کاظمی صاحبی کے اور لینے الفاظ میں دوبارہ میں
کرچکھے ہیں۔

حافظ ابن حجر کی مذکورہ شرح سے ایک اور نکتہ ساختہ آیا۔
دیکھئے وہ اس تاویل کو خیر قوی کہہ سمجھئے ہیں کہ چاند کا مکمل اس لئے
کہاں کر کر سے چاند میں پورا ہے اس سے حضور خیر ملوث رہیں۔
اس کی بجائے وہ کہتے ہیں کہ حضور کو جب چاند سے تشبیہ دی جاتی
ہے تو دیوبندی صرف روزخانی ہوتی ہے زکر چاند کے دیگر خواص د
اویات۔ لہذا وہ کہنے کرنا درست نہیں کہ پوچھے چاند کے تشبیہ
وینا حضور کو "لَعُوذُ بِاللّٰهِ" داغدار بنائے گا اور جو نکد روزخانی ہے
تشبیہ میں ہو دے ہے۔ لہذا اے لازماً اتنا پڑے گا کہ چاند کا کوئی بھی نکدا
روزخانی میں پورے چاند سے زیادہ پڑھ کر نہیں ہو سکتا کم ری روشن ہے گا
اب کہاں ہیں مکریں ملں۔ وہ تو کہتے تھے کہ حضور کو زور کہیتے
سے نور کی طرح بے سایہ ہونا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ تب تو چاند
کہنے سے "واغدار" ہونا بھی لازمی ہو جائے گا (لَعُوذُ بِاللّٰهِ) حالانکہ
جن صاحب تفتح الہاری کے لئے انھوں نے سید جھوٹ بولا تھا کہ
وہ بھی پورا طرح روزخانی حقیقی سکھاں ہیں وہ تو تشبیہ میں تباہی
روزخانی کے سوا اس نہیں دعویٰ کیا تھا کہ بھی شامل نہیں مانتے جو چاند
میں روزخانی کے ساتھ ہی جیسی نظر آتا ہے یعنی کلالاداغ!

نور کا مقتضی بے سایہ ہونا ہے تو روز ختن سورج کا مقتضی بھی
آس پاس کی چیزوں کو جلا کے جسم کر دیتا ہے اور کر کر ڈرڈن میں
فاضلہ پر زین کی ہر یا لی کو جھس دینا۔ تالا بول کو جس ڈالتا اور
خنثی خدا کو گرمی سے پریشان کر دیتا ہے تو کیا ابن حجر کی توضیح کے
مطابق حضور کو "شمس طالعت" سے تشبیہ دیتے کام طلب یہ یاد جائیگا
کہ لعوذ باللہ حضور میں بھی یقینیات پا کے جاتے ہیں؟
اللہ تعالیٰ دنما غول پر جنم کرے۔ جب ان کا تو ازن بگدا ہے
تو زمین آسمان ایک نظر آتے گئے ہیں۔

لے ہے اور محدثین کرام تو فدا کے لئے کسی ایک مقبول و معروف
"حدیث" کا نام تو لیجئے جس نے حضور کے نور ہونے کو بے سایہ ہونے
کی دلیل قرار دیا ہے۔ خواہ خواہ ان سے چاروں پر اتھاں کیوں لگاتے
ہو۔ ہاں الگ تعریف کے بہان حافظ سیوطی اور علماء سعی حجوری بھی
"حدیث" کہلاتے ہیں تو ایں را علاج نہیں!۔ مگر آئیے

ہم خوب جانتے ہیں کہ اطلن قادماً ایک اصطلاحی فقرہ ہے جس کے معنی فی الحیقت یہ نہیں ہوتے کہ حق مجھ آئے والی شے کا سایہ پڑ رہے ہے بلکہ یہ بہت تریب آجائے کے معنی میں بدل جاتے ہے لیکن جب منکرین طلب نے یہ اندھیر چار کھا ہے کہ تشبیہ استعلاء کو حقیقی و طبعی معنی پر محصول کر کے سایہ غائب کئے تھے ہے ہیں تو کیوں نہیں بھی اجازت ہو کہ تمیل کو حقیقی معنی میں لے لیں۔ شریح بخاری اور کتب الفاقات و ادب میں دیکھ لیجئے۔ اتنی بخ کادی برداشت نہ ہو تو نہیں بخاری میں حاشیہ مکالم احاظہ فرمائی ہے۔ اطلن قادماً کے تحت محنتی لکھتے ہیں۔

اے دناؤقد و مہ حکایت	یعنی وہ لئے قریب شریف ملائے
ظللہ و تعریفیہ۔	کہ گویا ان کا سایہ اپرٹ نہ ہے۔
تو اسی طرح خود صاحبی رسولؐ کی زبانی معلوم ہو گیسا کہ حضورؐ کا سایہ پڑتا تھا۔	

سچدار لوگ کہس گے کہ یہ تو عام جیب سخون کر رہا ہے کہیں اصطلاحوں کا بھی یوں آپر لشیں ہوتا ہے۔ تو خباب عالی یہ اس شعبدہ گری کا جواب ہے کہ منکرین طلب "نور" کے استعار سے سایہ غائب کئے کام لیتے ہیں موائزہ کر لیجے کہ ان کے واطرے میں زیادہ تفسیر ہے یا نہیے؟ "فسر" میں توفظ اسے کام کرنی مذکور ہی نہیں۔ حضرتؐ کعبؑ کے فرمودے ہیں سایکم سے کم لفظاً تو موجود ہے ہی۔ یہ الگ بات ہے کہ جن حدیثوں میں واقعہ سایہ رسولؐ کا صریح ذکر ہے اُنھیں اُنگے ہم رنگ کے موقع پر لا تیں گے۔ یہاں تو محض "جیسے کوئی" کی منطق سے کام لایا، پھر اصطلاح کو اصطلاح ہی کے مفہوم میں لانے لیتے ہیں۔ لیکن اہل نظر سے پوشیدہ نہیں کہ ہر اصطلاح کے استعمال کا ایک محل ہوتا ہے اور یہ فہم و مشاہد کے علاوہ اس کے پیش نظر میں کچھ معلوم و معین تصورات بھی ہوتے ہیں۔ ان تصورات کی روایت نے بغیر اس اصطلاح کو استعمال کرنا اُن طریقوں کے سوا اُنکی کام نہیں ہو سکتا۔ مثلاً "چکچک جھوٹ جانا" ایک معروف اصطلاح ہے جس کا معلوم فہم یہ ہے کہ اُدھی بُری طرح پر بیثان اور بیجوس ہو جاتے۔ اب جنگ اُدھی کے واقعہ کو لیجئے اس میں کفار کے غیر متوقع حلے سے جا پوئیں دنعتاً سراسید اور مضطرب ہو گئے تھے

و اجھلی فرساً کہا تھا، بہذا اللہ میاں نے اُنھیں تو محض بادلی کر جس کا سایہ نہیں ہوتا اس طلاقی اگر مناً تر ہو گئے ہیں اور اپنے ظاہر فرمودہ روز اور یہ نظر کو بھیں کروز کو اس کے طبعی و حقیقی معنی پر محصول کرنا جائز تر سمجھ لیا ہے تو یقین کر لینا چاہئے کہ اس وقت ان عوقدت رسول کا غلبہ ہو گیا تھا اور اس غلبے نے علم در فراست کی آنھیں خیرو کر دیں تھیں۔ ان پر اللہ کی رحمت ہو بے شک ان کی نیت نامد نہیں ہو گی، مگر ظاہر ہے کہ کسی بزرگ کے غلبے حال کو علم و فن ہیں دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ خود زندقا نی یا بیجوری ایں کی آنواری کردی تو اس کی بھی وجہہ ہی علمی عقدت ہے اس غلبے کو شدت دینے کیلئے ایک روایت بھی سامنے آئی تو وہی ہوا جو جدباتی مخلوقیت کے عالم میں ہوا اکتا ہے۔ اُنھوں سوچا ہے تو یہ اشاندار صفت ہو اکھار سے پیارے بُنگی کا سایہ نہیں تھا اسے لانتے میں کیا مضا آئھے؟!

اہم اس روایت کی بقیر بحث ہم آگے کریں گے۔ فی الحال اس حدیث کعیتے اسے میں ایک اس جلیلیت "چھپی پست" کے نام سے کافی سماجی بیان اور ہمہ نے تلقین کیا ہے۔ روایت کا پہلا اتوانھوں نے بخاری جلد اول سے لے لیا۔ لیکن یہی روایت مکمل ہو رہ جلد ثانی کتاب المغازی میں ص ۲۷۷ پر حدیث کعب بن مالک کے عنوان سے آئی ہے جو بخاری کے تقریباً پونے تین صفحات پر حاوہ ہے۔ پڑی سے بحث نہیں صرف اس حصے پر توجہ دلانی ہے جب حضرتؐ کعب اس ادھیڑ پڑیں تھے کہ حضورؐ اب توک سے واپس تشریف لائیں گے تو میں اپنی عزم شرکت کا کیا اغذر پیش کروں گا۔ اسی عالمیں اُنھوں نے خبر ستری کو حضورؐ اپنے ارے ہیں اور مایہنے کے بالکل فتیب آچکے ہیں۔ تو اس واقعہ کو اُنھوں نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے فلمماً قیل ان رسول اللہؐ پس جب بتری کو حضورؐ مایہنے سے اس علیہ وسلم قد اطلن قادماً تقدیریب آچکے ہیں کہ ان کا سایہ شراوح عینی الباطل عرفت اور اس میں پڑنے کے تو معاشرے دل سے غلط سلط بہلنے بازی کی خیال افی ملن اکھر ج منہ ابداً کا خود ہو گیا اور میں نے یقین کر لیا کہ بشیئی قیمة کیتی گی۔

چند بہتانے بھی بُری موجودہ پوزش سے ہرگز عہدہ برآنکر سکیر ہے۔

جدید رسول سے اس کا سایہ مچھنے کا کوشش کھلا تھی۔ اور
بخارا اطلن قادماً کہنا حرم بن جاتے گا!

شاید بیان کوئی کہے کہ اُرد و کی دنوں بیان شدہ
مثالوں میں تو معنوی ذمہت شامل تھی اس لئے ان سے پہنچ
ضروری ہوا۔ اطلن قادماً میں ذمہت کا کوئی پہلو نہیں، نہ
اس کے ذمہ بینظر میں شدت ابر توہین پائی جاتی ہے۔ اس لفظ
”طلن“ آگیا ہے جس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

تو ہم کہیں گے کہ اول تو اس میں لازماً ذمہت کا پہلو
شامل ہو جائے کا اگر واقعیہ ہو کہ حضور مسیح میں ہوں۔ کیا
یہ ذمہ میں شامل نہیں ہے کہ حضور کے لئے وہ محاورہ بولاجا
جس کی بنادیت میں ”سایہ ہوتا“ شامل ہو حالانکہ حضور کا ساتھ
نہ پڑتا ہو۔ دوسرے لمحے ہم ایسی بھی مثال دیتے ہیں جو یہ راوی
فرار بھی صادر کر دے گی۔ کون نہیں جانتا مفہوم کی اصطلاح
میں تمام انسانوں کو ”جو ان ناطق“ کہا جاتا ہے بمعنی کہ کوئی
طالب علم کبھی نہیں کہے گا کہ اصطلاح بخی نوع انسان کی
توہین و ذمہت کے لئے بنائی گئی ہے یا اس کے بینظر میں ذمہت
اور تحریر کا پہلو شامل ہے۔ لیکن ذیل کا فقرہ دیکھئے:-

”رسول افتخار ایک بے مثال برتر اور عظیم الشان
انسان تھے۔“

اگر بے ظل ہونے کے باوجود حضور کے لئے ”طلن“ کے لفظ
کا استعمال مضائقے سے خالی تھا تو کیا آپ پسند کرنے کے کوئی
گستاخ اس فقرے میں ”انسان“ کی جگہ ”جو ان ناطق“ رکھتے
نہیں بالذرا ایسا کہنے والے کی تو آپ انگلیاں توڑ دینا چاہیں۔
— کیوں؟ ”جو ان ناطق“ کی اصطلاح تو تحریر و ذمہت کیلئے
نہیں بخی تھی۔ اسے تو آپ بھی بمعنی کے اسماق میں تمام ہی نوع
انسانی کے لئے بلا ممکن سُن اور بول چکے ہیں۔ حالانکہ اس وقت
بھی آپ کے علم میں تھا کہ رسول اللہ ص نواع انسانی بخی کے لیک
فرد ہیں۔ یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اس اصطلاح میں
آپ سے توہین و ذمہت کا کوئی پس منظر نہیں پایا۔ لیکن پھر بھی
نہ کوہ تھس پر آپ کا غصہ آخر اس کے سو اکیا بیان اور کھٹا ہے کہ

کو حصی جتنا یہ اڑکنی تھی۔ مفہوم کے اعتبار سے بقیتاً کہا
جا سکتا ہے کہ ان کے چھکے چھکے گئے تھے۔ لیکن کیا کوئی مسلمان
ادیب اور میمن قاری اسے پت کر سکتا ہے کہ جاہدین کی سزا یہ
واضطرا ب کو اس اصطلاح میں بیان کیا جاتے؟ قالباً بلکہ قیساً
نہیں۔ کیوں؟ — اس لئے کہ اپنے ظاہری مفہوم سے ہٹکر
اس کے پس منظر میں ذمہ کا ایک فی ساتھور موجود ہے۔

یا مثل ”طلن“ سے مس تہ ہوتا“ ایک معرف اصطلاح ہے
جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپنی بات پر بھر جائیں اپنے موقوف سے
درہٹنا۔ اب کیا سرو بکات استیقلال اللہ علیہ وسلم کی اس استقامت
کے لئے جو آپ سے لفڑا کی تھا دید، تحریک اور تحریص کے مقابلوں کو
ہاتے لئے یوں کہنا درست ہو گا کہ:-

”کفار و شرکیں نے بہت طریقہ دھکایا، للہ تعالیٰ دینے
ساتھ چکتے، لیکن اللہ کے آخری پیغمبر میں سے
نہ ہوتے!“

لما ہر ہے کہ اپنا کہنے والے کا آپ بخوبی جانا چاہیں گے کیوں؟
— اس لئے کہ اس اصطلاحی الفاظ میں ان کے مصدراتی ظاہری کے
علاوہ ایک طیف پہلویے ادبی اور تحریف کا بھی متصور ہے۔

ایسی بھی کتنی مشابیں آپ دراستے خور سے تحضر فراستہ ہیں
تو ماں کا اطلن قادماً ایک اصطلاح ہے جس کے مصدراتی و مفہوم میں
سچ مج سایہ پڑا نہیں ہے، لیکن جیسا کہ خاتم نبی کے آپ صہلوم
ہو اور جیسا کہ ہر عربی داں جانتا ہے اس اصطلاح کے ذمہ بینظر
میں سلسلے کا تصویر موجود ہے۔ اپنا حضرت کب جیسا ادب شناس
صحابی سبھی اس اصطلاح کا استعمال حضور کے بارے میں ذکر تا اگر
واعظی آپ کا سایہ پڑتا ہوتا۔ وہ منفرد و کیا حصہ صحت جو کہ اتنا
کہ تمام جسم مادیتہ میں اور تمام انبیاء و رسول میں نہیا خاصم الائمه
کے لئے تسلیم کرائی جا رہی ہے اگر وافعی ہوتی تو قیاس کے بالکل خلاف
ہے کہ حضرت کعب حضیر کی تشریف اوری کے لئے تمام پیر اسچھیر کر
ٹھیک دھی پیراہ استعمال کرتے جو اپنے پس منظر میں اس حصہ صحت
کی تردید کا پہلو کھتائے اور جسے فصاحت و بیانگت کے اعتبار سے
نہود پا شد ظریف ملچھی کہہ سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہؓ کے توہین و ذمہت
میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ایک زبان آئے گا جب رسول کے اسی

پیرہی میں اس عربی جملہ کے معنای بہم دو مطالب کو عین ادب و انشاء کی راہ سے ہٹا کر من اتنے محل پر اشارہ کیا چاہئے تو اسے گستاخ اور سر پھرے کے علاوہ کیا ہمیں نہ ۔

تو یہ پھر دو ایسی توجہ ہیں جنہیں کاظمی صاحب نے نہیں کر پیش فرمایا ہے ۔ اس کے بعد بالآخر کے موابہب اللہ یعنی ۔۔۔ سے ایک روایت لفڑی کریتے ہیں کہ ۔۔۔

"حضور علی اللہ علیہ وسلم جب ہفت تھے تو حضور کا نو

دیواروں پر جلکتے تھے اس حدیث کو امام بزراراد عین

نے روایت کیا ۔ امام قسطلانی حدیث کے معنی بیان

فراتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافور دیواروں

پر ایسا چکٹا اور درخشن ہوتا تھا جیسے سورج کی روشنی

دیواروں پر قیح اور جلتی ہوئی نظر آتی ہے ۔

آمنا و مصدقنا لیکن عقل کے دشمنوں کے روایت کو تذہب کرنے میں

کہ کوئی حقیقی کا نہ طور پختہ کے وقت ہوا کرتا تھا ۔ زکر آپ

چلتے پھر تے تو حقیقی تھے ।

اس کے بعد زندگی کبریٰ سے لفڑی کیا ہے کہ ۔۔۔

"حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ پڑا ہی رجی

تھی، باہت سے سو فی گز پڑی چہار بیچ گل پیکیلیں ہیں

سے ازدھیر اتھا اس۔ لیکن کمال کریمہ بادغشہ میں

انتہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف کے لئے

حضور کے چہرہ اور سے ایسا لوز تکلا کہ وہ تی خاہر

ہو گئی ۔

اول قوآن رہا یا بتیجھی کے مقاباہ میں جو کتب صحیح

میں آئی ہیں، جنہیں کاظمی ادب بھی صحیح تسلیم کر کے "عدم تکمیل"

اویز "عدم زندگ" کی مطہری مجاہدیکے ہیں اور جن کا مفاد یہ ہے کہ

حضور کے ہوتے بھی رات کو چلائی خدا کرتے تھے، ز جلتے فايزرا

ہوتا تھا، اس روایت کا کیا ذریں ہو سکتا ہے ایں عقل غدر خیالیں

دوسرے نئے صحیح بھی ان لیں تو اس سے انکریں کے دعویے کو

کیا جاسکتے ہے۔ اس سے تصرف اتنا بھی سلسلہ تو نہ ہو جائے کہ

لیکن جزء تہذیب کے سی حصہ بھی رہ شی خارج ہو جایا کہی تھی

اس نے رسول اُنہوں کے لئے ایک ایسی اصطلاح استعمال کی جس میں "جو ان" کا فقط آتا ہے۔

تو کیونکہ اسی رسول حضرت کعبہ آپ سے بھی کم حساس

اور آپ سے بھی کم ادب شناس رہا تھے کہ وہ جانتے تھے

حضرت صاحب مغلی نہیں ہیں اور پھر بھی ایسی اصطلاح حضور کے

جن میں استعمال فرماتے تھے جو ضعیٰ مغلی کی بنیاد پر ہوئی ہے اور

جس کے الفاظ ایضاً حبیب رسول کی نفس کو نہ ولے ہیں بلکہ فیکر ایضاً

نہیں ہے! ایک اور کتاب یہاں واضح ہے۔ جس طرح مذکورہ بالاقرے

میں انسان کی جگہ "جو ان ناطق" رکھ دیا اس لئے غلط ہے کہ

یہ مطہری کی اصطلاح ہے اور فقرہ مطہری کی نہیں ادب و انشاء کی

زبان میں بولا جا رہے ہے۔ اسی طرح یہ بھی غلط ہو گا کہ قرآن تو ھلکا

درجہ کی بیانی اشاریں خالص ادبی اسلوب کے ساتھ حضورؐ کو

"نور" کہے اور یہ اس میں علم الایمان اور طبیعت کی مانگ اڑا

کے نور ظاہری مراد لیتے گئیں۔ قرآن مطہری طبیعتیات کی کتاب

نہیں ہے۔ یہ ادب و اخلاق کی کتاب ہے اور اپنی شکل ادبیت

بہ اسے اس درجہ ناتیز ہے کہ فاؤنڈیوریہ من مسئلہ کا چیخ

دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد واضح فرمایا کہ قرآن ہم نے تھا ریز زبان

میں نازل کیا۔ مثلاً سورہ شعراء میں فرمایا گیا ہے:-

وَإِنَّهُ لَتَعْظِيمٌ إِذْ أَرَى الظَّلَمَيْمَزَادَةَ اوری قرآن ان المذاہب پر دردھا

بَلَّا إِنَّهُ لَتَعْظِيمٌ إِذْ أَرَى مَنْفَعَهُ ایک آخر اسے پست مطری

عَلَى الْجَنَاحِ لَتَكُونُونَ هُنَّ فَرشتہ تیرے تقدیر، پرستاً تو پہلوں

الماذہبیں کیا جائیں بلکہ ایک عمریتی کوڑہ سنتے والا۔ حکیم عربی

مشین۔ زبان میں۔

قرآن کے لئے اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر یہ فرمانا کر کھلکھلی

وہی زبان میں نازل کیا گیا اس کے سوا اور کیا معمور ہر لکھا ہے کہ

اس کا اسلوب، اس کا اسلوب، اس کی تنو و صرف اس کے

استعمال تکشیلیں اصطلاحیں کنائے اور اس کی انشاء ہی

ہے جو سان عرب میں معروف، معلوم ہے۔ جس سے سب اقت

ہیں اور جس پر، سائنس یا فلسفہ مطہری طبیعتیات وہیت کی

زبان استعمال نہیں کی جاتی ہے پھر بھی کوئی اپنی خواہشات کی

کہ ان روایات میں استمارہ اور نور و غیرہ کے الفاظ ابتو استعارہ و اندھوں کے بھی روشنی خالیج ہوتی ہو تو خود وہ تقدیر یا جعل چشم کرنے پر نہیں بڑھایا کرتا بلکہ وہ تو اسی راستگشی سے الگ منفصل ہے۔ اللہ است

ایک دوسرے ہے جو اپنی حقیقت اور بناوٹ میں باذی احرار کا رینی منت ہے۔

”جو اپنا عرض کروں گا کہ بعد میں مجھی اور برگاری کی اصل پیاری ہے ہے تو حسن، صلی اللہ علیہ وسلم کو مانند انس کے ذمہ میں شمار کریں چنانچہ عباد اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی نقی کرنے کی وجہ حضور کا قیاس پڑھا پر

کر لیتا اہل سنت کے نزدیک بدتریں جیسا تھا۔“

کالمی صاحب کا تصویر نہیں دفتر نوی کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ بکھری یا کوئی دلوں پر تحسین اور لیاس و اسے نگلوں سے شرم رہا میں۔ عیسائیوں نے کچھ علیہ السلام کے لئے بعض صفری صدر اس دل و دلخیزی راست کرتے۔ اب ان کی تردید کیجئے تو کیمی بھتھی ہیں کہ مرا خ کمال سچ کی تفہی کر رہے ہیں۔ اسی طرح بقلم خود فحسم کے اہل سنت نے بھتھی اپنی کارگری و ہم و خیال میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کچھیں تعاون اس دل و قلب اسی گھر لئے ہیں جن کی زد الشرائع اُن کی توحید و نکانی پر طرفی ہے اور حکم و عقل کا ضعیفہ اڑائیں میں۔ اب ان کی تردید یہ بھجے تو عیسائیوں ہی کی طرح ان میں بھی خیال گذرتا ہے کہ تردید کرنے والے سے پہلے یا میان ہیں۔ حالانکہ انی عصموں کو ہمیں حکوم کر رسول اللہ کو باخت اُبی حضرت رکن زمیں ایشیا اور اور واسطہ امام شعبہ کاریوں کے لئے نہیں ہوئی تھی بلکہ اس لئے ہوتی تھی کہ اللہ کو ہمیں نہیں اور وہ راستہ ہے ایسے پر کامن ہو جیسے کہ ایسے حکمات و تینات کو پیش کرتے ہیں اور شاعروں اور افسان نگاروں والی خیالی اُڑاؤں کو پینا دیں بنالیا اور شاید یہ عیسائیوں کی ہریں میں دیکھا اُنی طرزِ تکریب اور انہوں نے پکڑ لیا جس کا تیجہ یہ ہوا کہ اللہ سے پیغام کو تو آپ سے عالم الغیب اور ما فوق البشر اور حاضر و غیرہ بنالراثت کی شان میں گستاخی کی اور عمل صحیح کے خانے میں صفری صفری طرف رکھتے چلے گئے۔

دنیا میں کوئی پیغمبر کو ملکا ہے کہ زبان وادی کے سلسلہ قواعد اور اس کلام کے طبق شدہ پیرائے کسی ایک شخصیت کے باہم

ہمیں اس سے تعریش نہیں۔ اگر یہی جاستہ ہے کہ الگ کسی شخص مارغ و خروج کے بھی روشنی خالیج ہوتی ہو تو خود وہ تقدیر یا جعل چشم کرنے پر نہیں بڑھایا کرتا بلکہ وہ تو اسی راستگشی سے الگ منفصل ہے۔ اللہ است

اس کے بعد کسی ”ایک قول پر کیا گیا“ ہے جو مذکورین کے طرف ادا ہوتے کے سب علماء اور محدثین بھی پیش کر رہے ہیں۔ اس سے کم فرموداں۔ ملافت کے بحث میں تھوڑی کریں۔ گے۔ فی الحال تو ان مذکورہ روایات کے تحمل بعد کاظمی صاحبؑ کے اس نظر آنسیں اور اسلام کو بھکر جائے۔

یہ حدیث کتب احادیث و مسیحی آنی شریعت میں موجود ہے کہ ان کا احمداء ملک نہیں۔ ان کے بعد بھی الگ کوئی شخص خود کو فرمائی نہیں، متن تو بکھر لیجئے کہ وہ نور ایمان سے بالکل غالی ہے۔

خدا بپاکے۔ اگر جنت کا لیٹھکر ان ”ایک سنت“ کو مل گیں پڑتا تو دریں ہزار کے سوا شاندار ہی کسی کو جنت کی پوچھی نصیب ہو سکتی۔ ”ایمان“ تو ان کے یا ان ایسی لیندے ہے جسے یہ اپنے من طرف تعلق اور فائدہ ادا کر فکر کے بلوں سے جب جس طرف چاہئے اُڑا کے رکھ دیتے ہیں۔ وہ سب حدیثیں آپ سے دیکھیں جن کے باہم پر مذکورین اپنا ہماری تعلیم تعمیر کے ہوئے ہیں۔ کیا ایک بھی حدیث اس سے الگی نظر آئی جو ان کے مفہوم وہ دعوے کو تجویز ہوٹ ہی وقت نہ رہی ہو۔ کیا ان ہیں کی ہر ایک ہی صراحیت کے ساتھ ان کے دعوے کی تکذیب اور قطبانہ اور اکاذب مطابق کی تصریح نہیں کر رہی۔ پھر اگر ایسی حدیثیں کتب احادیث و مسیحی میشمار ہوں تو ان سے ان کے دعوے کی تکذیب اسی نہ کر سمجھا جائی اور بھیجا رکھنا ناممکن اور اثبات میں۔ وہ ”نورِ یمان“ یا سرعت تو ہزار رہنماں تکریب ہے خدا اسے داد کا ہے جس سے ہمیں پیدا نہ اور نہ پرستا نہ خاندہ دستے ایمان سے خالی بی رکلا۔ یہ دعوے کا تھا کہ اللہ ہی مسلمان کو اسی طرح محفوظ رکھے۔

اب سنتے طبع غیر وطنی۔ کالمی صاحب کو خالی رہا کہ باوجود ہماری الفاظی کے یہ شبد ضرور وقار میں کے دلوں میں ٹھکرے گا

حکم ہیں اُنہے دار کر باز و بھی تھے۔

چھڑا بھی بے جواز کا بند کی رہا تھا اسی بھی مل ہی جائیں گے۔ حسی سایہ نہ ہوئے کیونکہ ٹھوینڈی کمی تھی۔ رہنے عھنی دالیں۔ تو جس دنیا میں خدا کے نہ ہوتے تا۔ پر عقلی دلائل تو جو دھیں وہ ہر زماں کی کیلئے یورپ کی کارگر فکر نہایت خوش نشانگ پرقدام دلائل ڈھال رہی تھے اور دو کیوں جانتے اپنے ہی ملک ہیں ادیان شرکت کے پاس بے شمار دلائل خلیفہ اٹالی ہیں سن سے دن بالا کا پورا محل بنایا جا سکتا ہے تو حضور کے کیلئے پر زادے پاڑوں کا دخونی کیوں محروم دلیں رہے گا۔

آپ مواد کر لیجئے۔ میں سایہ ہوتے کے سے جملج کے

دلائل کاں نے پیش فرمائے ہیں ان سے تو مضبوط ہی استدلال باڑ نہیں کرنے کے خاص کردار کیا گیا۔ ہم تیر کہ سکتے ہیں کہ اگر اپنی ہیں کسی من چلنے کو یہ سچھ گئی ہوتی اور اس سے بازوں کا دخونی داعی ہوتا تو آج سکلوں ہی اخفاصل آپ کو ایسے نظر آتے جو اسے بھی ”اہل سنت“ کا عقیدہ کہہ کر اسے نہ مانتے والوں کے ایمان کا مرثیہ پڑھتے۔ دنیا میں احتکوں اور نفس و خواہش کے غلاموں کی نہ پہلکی رہی ہے خراب ہے۔ ہم سے ہم اذنا بکر اٹھی پہلکے از راہ حفافت اور کچھ از راہ خواہش پرستی ضرور قبول کر لیں گے آخر کس کے سامنے ہیں کہ روزا غلام احمدزادی ہی ہے زر کو اراد عوہ نہوت کرتے ہیں اور رسول اللہؐ کی خاتمت پر ایمان رکھنے والی اور بھی سے انھیں بے شمار بیرداور انتہی مل جائے ہیں۔ وہ کب بعد کی اچیز ناٹکاں ہے؟

اور تماشہ دیکھ کا تھی صاحب فرماتے ہیں:-

”معذلی بخود الامان بھی اتنی بات سمجھ سکتے ہیں اگر صرف ساً پیٹ اسد اُک جھاتے تو نظر اسے شبانے استعارہ ہر سکے کام ہیکن جب کوئی رہیت اسے دیا یعنی سرخی کے نامہ“ اسے اور اسے پھادر دیجی۔ اسے انتہا کی طرف نہیں پہنچا اور مگر اسے اسے دیکھ دیا۔

خدا جانے ملکر بیٹل اس طرح کی بچکاریاں حصہ بنتے ہیں باعوم کو تصدیق مخالفت دیتے ہیں۔ اہر حال ہم تو جو ک

ان پیغمبر مسیحی دھرم ایوب سے ماری ہو جائے ہیں۔ پاکتے قرآن سے کمی سو شالیں اس بات کی مل ملتی ہیں کہ کوئی بھی مجاہدی انداز بیان چاہے وہ استعارہ و تشبیہ پرستی ہو یا اصطلاحی تھوڑی پر رسول اللہؐ کے پاکتے ہیں بھی اسی قسم میں تعقل ہوا جسیں مفہوم ہیں دوسروں کے کتنے بولا جائیں۔ لیکن تفصیلات ہیں جاتے بغیر ہم صرف ایک مثال پر انکفاریں گے۔ اللہ تعالیٰ حضور سے خطاب فرماتے ہیں:-

وَأَخْفِضْ جَنَاحَكَ لِهِنَّ | اور اپنے بازو جھکاناں ہمین
أَسْيَدَتْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ | کے۔ ل جو تیری اتساع
رسورہ شراء، کوٹ ۱۱) کریں۔

سب کو معلوم ہے کہ اخفاصل جناح عربی کی صطلح جس کے معنی شفقت و فرمی گرنے کے آئتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے حضور کو مونین کے حق میں رافت و شفقت کا حکم دیا۔ اب بعد ہمین کسی دن اُپنے سنت“ کو سوچ جائے تو وہ دعوے کو بیٹھیں کہ رسول اللہؐ کے حکم میں دو ایسے بازو بھی تھے جیسے پرزاوں کے ہوتے ہیں! اس صورت میں ان کی بھی دلیل کام آئے گی جو ابھی لفظ ہوئی۔ یعنی ”اخفاصل جناح“ کی صطلح تو عالمہ الناس کے لئے ہے۔ معاذ اللہ حضور عوام کے نزد میں تو نہیں تھے کہ ان کے لئے بھی صطلح کے وہی معنے تھے جاںیں جو عوام کیلئے لئے جاتے ہیں۔ حضورؐ کی معراج ہوئی تھی جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان میں قوت پر واز بھی۔ اللہ نے ایک اور جلد بھی حضورؐ کے بازووں کا ذکر فرمایا ہے۔

وَأَخْفِضْ جَنَاحَكَ | اور اپنے بازووں میں کے ۲۱
لِلْمُؤْمِنِينَ (رسورہ علی ۷۰) تھکا دیجئے۔

”جناح“ لغت میں بھی پرزاوں کے بازو کیلئے آتمیہ اور خود پر آئیں۔

اور ہم اسی میں اسی معنوں میں استعمال ہو اسیہ۔
وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ | اور ہمیں ہے کوئی چیز والازمین
وَلَا كُلُّ هَمْرٌ يُطْمِنُ بِمَا لَهُ | میں اور نہ کوئی پرندہ کے اور تائے
إِلَّا أَمْمَرَ أَمْمَرَ الْمَدَدَ | لپٹنے والاؤں سے مگر ہر کیا است
(رسورہ انعام رکوم ۲۲) تھماری ہی طرح ہے۔

تو اس سے پڑھ کر کیا ہوت ہے کہ اس کا کچھ حضور سے

نوع کے بھی دوسرے نواع کو تباہ کر دیا ہوتا تھا اور یہ
ہرگز نہیں ہوتا کہ دوسری نوع کے تمام اسی اور اف و خواص ہیں
کوئی نہیں ثابت ہو جائیں۔ تو اسی تشریح کی روشنی میں آئی تذاری
تذاریجاء کہ مولانا طیب نور شری کو دیکھتے۔ اگر ان سی نیا جائے کہ نور
رسول اللہؐ کو کہا گیا ہے تو کون نہیں جانتا کہ رسول اللہؐ اور
روشنی مخلوقات میں جداگانہ نوعیں نہیں۔ روشنی یا نور کی جو صحیح تعریف
آپ کریں وہ ہر عالم انسان کی تعریف نہیں ہوگی۔ یہاں تو
”نور“ کے لئے ایسی کوئی توضیحی صفت بھی نہ کوئی نہیں۔ جیسی کافی
صاحب اسد کے ساتھ بنا کر رہے ہیں، لیکن اگر یہ قبیلی تو
کیا فرق ٹھیک سنا تھا۔ عقل بُقول کی گواہی اور قرآن کی صراحت
کے بعد بھی اگر بعض لوگ رسول اللہؐ کو شریست سے جان جراتے
ہیں تو چلیے یہاں ہم اس سے بحث نہیں کریں گے۔ وہ اشتر کو
چھوڑ کر حس چاہے مخلوق میں آپ کو شامل کریں یہ تو ہر عالم
تلیم کریں گے کہ وہ اسی طرح ایک منتظر کے پریک او ایک
ابن آدم کے صلب سے پیدا ہوئے جس طرح انسان پس یا ہوتا ہے
پھر یہی ہی باقہ پاؤں نال مُخْرَج وغیرہ ان کے سچے حصے ابین
آدم کے ہوتے ہیں۔ مخلوق پیٹے سیستے جائیں کاروبار کرنے
وغیرہ کے جملہ خواص انسانی ایکس بھی لاحق رہے اور ان کی
ہمیشہ، ان کا ہیوں لی، ان کا جسہ پاک اسی طرح جسم سے نظر
آتا تھا جس طرح دوسری نادی و مری اشیاء نظر آتی ہیں۔

چھری یا بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ”خوس“ ابین آدم اور حیوان
ناطق کو نہیں کہتے بلکہ وہ مخلوقات الہی کی ایک جداگانہ نوع
ہے۔ اس میں ہماری اور زیارت نہیں ہوتی صرف ابسط اور
طول و عرض ہوتا ہے۔ یہ انسان کی طرح ذی شعور چرخ نہیں بلکہ
ذوی المارد اس کے تمام خواص و صفات سے بیکسری ہے۔ اسکا
وجود آنکھوں کو دیکھنے کی استعداد دیتا ہے اور یہ نہ ہوتا آدمی
ٹھوکریں لکھا جا پہرتا ہے۔

اب اگر رسول اللہؐ کو اللہ تعالیٰ ”نور“ فرادیں تو یہ
ایک نوع پر دوسری نوع کے طلاق کے سوا اکیا ہو گا ۱۹ اس
صورت میں کون تصویر کر سکتا ہے کہ ”نور“ کے جملہ خواص بھی بھی نوع
اول یعنی ذاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہو جائیں۔

معلومی علم و عقل کے لوگوں کو بھی تھا اسی اسی وجہ کا نکاح ہے
کہ بھی تجزیہ کر کے رہیں گے۔

اگر مسلمان کا سبق پڑھا جائے ہو تو توبہ توبہ شک ”یکوان
ناطق“ سے مزاد ایں اور یہی مہماں کا اور جو وہ فقرس ”در زیوں ہی
کوئی نہیں“ لیکن جب تک عکس کو ادا کر کر رہے ہیں اس
میں ہر جی ہوتی امتیاز کردہ کے لئے کہ پہنچنے والے نے اس
دشیر بطور استعارہ بدل لیا ہے یا کچھی مجھ کے شیر کا ذکر کر رہے ہی اس
کوئی سہارہ نہیں لگتا کہ اس نے ”مشیر“ کے لئے کوئی توضیحی صفت
استعمال کی ہے یا نہیں بلکہ موقع محل اور سیاق و مساق یہی خود
بنادیتا ہے کہ تقصید کیا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے کسی صورتی سفر یا
شکار کا دادا نہ سنا ہے ہوتے کہتا ہے۔

”میں بھی جہاڑوں سے گندراہا تھا کہ اچاک شیر پر نظر
پڑی، وہ چشم پر جھکا ہے اپنی پی رامھا۔“

ان فقرتوں میں ”شیر“ کے لئے قالی نے کوئی توضیحی صفت
بیان نہیں کی، لیکن موضوع لکھنگا اپ سے آپ بتا رہا ہے کہ ”شیر“
اس نے بطور تشبیہ و استعارہ نہیں بولا بلکہ ”واعظ“ ”شیر“ ہی
مراد ہے۔

اس کے بخلاف ایک شخص کسی طاقور اور خون آشام
آدمی کا نذر کرے ہوتے ہوتے کہتا ہے۔

”فاطم شیر ہے شیر دشمن کو بے در بیخ جیر جہاڑا دیا
ایسا خون فناک جلد کرتا ہے کہ حریف بھی گردی ظفر
اتے ہیں۔“

ان فقرتوں میں قالی نے شیر کے ساتھ دی ہی افتراس
یعنی جیر جہاڑا اس نے کی توضیحی صفت کا بھی اضافہ کر دیا، لیکن
کیا کوئی احمد سے احمد آدمی بھی اتصور کر سکتا ہے کہ ”شیر“ یہاں بطور
استعارہ نہیں بلکہ اصلی حروف میں بولا گیا ہے اور شیر کے جملہ اس
وحو عن شخص نہ کو رکھ لئے تابت ہو گئے ہیں۔ کیا شخص نہ کو رکھے
لئے آپ چاروں باختہ پریزوں پر چلانا جائز ہے کا ہو پہنچا اور شیر
کی طرح بالوں دار ہونا بھی تسلیم کر لیں گے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں
تو کیوں؟ اسی لئے تاکہ آپ بلنتے ہیں جب مخلوقات کی کسی ایک
نوع پر کسی دوسری نوع کا اطلاق کرتے ہیں تو مشاہد اس دوسری

”کاشا بہت باقی نہیں رہتا۔“

جسیر:- بو تی سبے کو دن کل پیش کرتے ہوئے مذکورین یاد نہیں رکھتے کہ ہمارا دعویٰ کیا تھا۔ دعویٰ تو وہ پرست ہے۔ وہ مفہوم کے باس میں نو ترسی طبقی ہونے کا فرمانے ہیں اگر تو لیں لاستہ ہیں بالکل ہے بُرُّ۔ جنمیں وہ ایمیں رہے ہیں فرمائچے ہیں انکا حال آپ سے دیکھیں یا۔ ان کی جو تشریح اس اقتباس میں جائز نہیں دے کر انھوں نے کی ہے۔ اسے بھی دیکھ لیجئے۔ دانتیوں کی روشنی سے نکلنے والا نور یا ناک کا اور یا انساط کے وقت یقشاد کے خطيط کی چمک یا وہ نور جس کی جملک کبھی یو اور پرد کھینچ کر اپنے استثناء نہیں بلکہ حقیقی ہر انکو نظر ثابت ہو۔ لیکن کہ اس کا سایہ ہے نہ ڈینا پر اس اور حقیقی ہر انکو نظر ثابت ہو۔ لیکن کہ اس کا سایہ ہے نہ ڈینا ہے جتنی روایات انھوں نے یا ان کیں اگر ان میں واقعی نہ ڈکریں یا پوتا کر حضور سرہار پور رکھتے۔ تب تو یہ خدا کر کے کوئی قائد اٹھایا جاسکتا تھا کہ نور سے مراد حقیقی نور ہے استعارہ نہیں، لیکن روایات تلوخدی بتا رہی ہیں کہ کسی سرہار کا ذکر نہیں بلکہ ایک انسان کا کہا رکھتے ہے جس کے بعد اعضاء جسم سے خاص وقایت ہیں اخراج نور کا مشاهدہ کیا گی۔ یہ سائنسی نہیں ہیں سرہار یا نور پوتا کا کی کی توصیف میں ان روایتوں کی کوئی اہمیت ہی نہ تھی۔ وہ اس طرح پر اس کی توصیف کی جا سکتی تھی کہ فلاں حصہ نہ سمت نور کلا۔ (باقی)

لغت کی دو عظیم کتابیں

القاموس الْجَدِيد اُردو سے عربی بناء کے لئے ایک جید لغت جواناہیت میں بنے نظریتے۔

ثراویں الفاظ۔ روزمرہ کے محاورے۔ فنی اصطلاح میں غیرہ

قیمت مجلد سات روپے

المُنْجَد پنجیہ عربی کی سب سے بڑی اور خوبصورت کششی المجنجد۔ ابھی اُردو می۔ ساختہ تہار عربی الفاظ کی تشریح۔ تین ہزار عربی محاورات کا حل۔ اہم اور نادر اشارہ کی سیکڑوں تصاویر۔ صفحات طبعہ تہار اس سے بھی زیادہ۔ تجھی سائز کتابت، طباعت، کاغذ سب معیاری جلد پختہ۔ قیمت ستمائیں روپے۔

مکتبہ تعلیٰ دیوبند (بیو۔ پی)

جو طریقہ ہے کہ اصل پولو ہے۔ جاہے اصل کے ساتھ کچھ دفاتر بھی شامل کر دی جائیں۔ کوئی شخص اسی پہلے تصور میں متعلق نہیں ہو سکتا کہ زید کو بمعہ وجہ شیر بنا دیا گیا ہے، بلکہ بھی بچے گھا کر شیر کے صھفت غالب شجاعت اور نہ کی اور تو نامی میں مشا بہت رکھا جا سی ہے اسی طریقہ رسول مسلم کے باس میں بھی یہی سمجھے گا کہ ایک ”نور“ کے خاصہ معلومہ و غایبہ یعنی استنارة و ایضاً اور از الْحِقَا اور اکشاف افسرخ سے اشبیہ دی جا رہی۔ نہ یہ کہ دیگر خواص نور سے۔ ایسا سمجھنا فطری اور لازمی ہے۔ عقل، مشاہدہ علم سب گواہ رہتے ہیں کہ رسول ائمہ امام وصال اسی طریقہ واریج انسانی کے مورد رہتے ہیں جس طریقہ اپنے آدم رہا کہ اسے ہے اس سے آپ کہا جس مبارک اسی طریقہ چشم سے نظر آتا رہا اور اس کا بھی و انسانی، ہمیولی اسی طریقہ قائم رہا جس طریقہ انسانوں کا رہتا ہے۔ ایسا نہیں ہوا کہ حاضرین خدمت کی نگاہیں آپ کے جسم اپر سے بنا تا عمل لگز کر اُن اشیاء کو دکھ لئی ہوں جو آپکی اوٹ میں آئی ہوئی ہیں۔ حالانکہ نور طبعی بھی حاصل نگاہ ہے اس ہوتا بلکہ وہ توہر شے کو اور زیادہ واضح کرتا ہے۔

یہ نو آیت قرآنی کا معاملہ تھا۔ اب ان احادیث کے لمحے جن کے باس میں کاظمی صاحب تے فرمایا ہے:-

”ہماری پیش کردہ احادیث میں بھی ایسے الفاظ موجود ہیں جن کے ہوتے ہوئے معرفت کا استعارہ صحیح نہیں ہوتا۔ دیکھئے۔“

وہ دندناہماں مبارک کے درمیان سے تو نکلتا ہوادیکھا جاتا۔

(۲) مبنی اقدس کے نور کا مبنی مبارک پر غالب ہوتا ہوا معلوم ہوتا۔

(۳) پیشانی اقدس کے خطوط کی چمک کا مشاہدہ۔

(۴) نور اقدس سے دیواروں کا روشن ہو جانا ایسے امور ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس چمک اور نور کے سنت اور حیاتی ہونے کو اس دھاخت کے ساتھ متعین کر رہے ہیں جس کے بعد معرفت کی اس تعداد

شمع

مسجد سے رہنمائی کا نکٹ

تاریخ نوشتہ ہاؤرجن :-

”جی ہاں ہوتے ہم درج میکتے ہے۔ ولیتے مجھے رکام ہو رہا ہے؟“
”یعنی تھیسک پڑ جائے گا۔ جانتے ہو شاہزادیت کی فیکا ہے؟“
”یہ تو مجھے معلوم تھا کہ شاہزادیت عاصیب کے قریب، اتنے
چھوٹے سے جگل کو۔“ ”جی“ اجا ہاتھ پہنچ کیں فی الوقت عقل و حافظہ کے
سوراخ بند تھے، بس پوچھ کر کہدا ہے۔ ”جی یار جی ہاں“
”خوب نیچنہ تاثیر تھکانے لیکر ایک بند رست قسم کی توکا
لی پھر زیاد صورت حفظ۔“

”رات ہم نے عجیب خواب دیکھا۔ سماں اللہ“
خوبیوں سے مجھے بے خوبی کو کہی ذوق نہیں رہا۔ اگر شاید فرمان
ہڈی ہو کر اتو ایک گھنٹے خواب منزدیادس گھنٹے پھارا چلا تو یہاں بزر
بعد غذکر یہ چاڑا اپلا ناسندا کر سے گا۔ پھر مجھی پیٹ کی چینڈ قافروں کا
خاظ تو کرنا یہی تھا عاصیات کیسے کہتا کہ مجھ بد لصیب پر رحم تھیجھے عرض کیا۔
”جی آپ کے خواب تو ماشاء الفرق آپ ہی کے خواب ہیں۔ احمد؛ فرمادا۔“
”کیا زور فرمادا۔“ مسٹر توہین سے دیکھ کر حق و دق مسیداں میں تیامت۔
”جی... وہ ایسا مت پڑو پیش کر آؤں“
”معاذ اللہ وہ تھیں“ ”جیسی بھی بے وقت ہی کی سر جھنی ہے گھنٹے
بھر لود کر لینا۔“

”گھنٹے بھر“ میں کا اس پہنچا ”کیا خواب کافی لمبا ہے؟“
”اماں رات بمرد رکھا ہے۔ سماں اللہ کیا لیکا منتظر...“
”جی ہاں جی ہاں...“ اگر میر احسان بست ہوئے جا رہے ہیں۔
”کیا فرگی بو لئے ہو چو پیشا بے کوئی نارغ ہو۔“ ارسے جمیع ”خوبیوں“
باند آواز سے بیٹھ کوکارا۔ ”ذر الملا صاحب کو لوٹا دیکھو میت الحلال پہنچا۔“
”ارسے پیشی عاصیب“ میں نے ودکا۔ ”میر پیشی کی نالیاں کیا اتنا بھی
کام نہیں دیگی۔ میں باہر مر جوک پکھے لیتا ہوں۔“
”خوبی یہ تجویز مر طوب نہیں ہوئی“ گھر میں انکھر باہر چلا ہی آیا تو وہ
بھی ساتھ ساتھ اٹھا آئے۔

نریڈ اچھا تھا یہ بر اس کا کہتے ہے اپنا تو ہمام تھا اپنے کریں۔ پچھلے
ہمینے بھی ہار سٹھے مشکل سے مل سکے تھے علاوہ کہ رواہ سے کی رو
سے ہاڑوں کو ہر ماں کم سے کم آٹھ صفات پر جو اسلط عاش۔ ہے۔
اس مرتیبہ یہ پار بھی کٹوٹی کی نذر ہو رہے ہیں۔ ارشاد ہو رہا ہے قلم
رکھ کے دوبارہ ہمینے طریقت دلکشی دلکشی تھکان مائل کرو رہا ہے
کہا کہ حضرت ابتداء تو پہنچی تھکان کے ساتوں آسمان نک ہو رہا یہاں
اوہ طریقتی دلکشی رُگ رُگ سے اصرار جو اتفاق ہے کہ سوتے سوتے
ستاروں کی رفتار بنا سکتا ہے جو اب لارک جو اس بند دفعہ
ہو جاؤ۔

دفعہ ہونے جا رہا تھا کہ مولوی سسردار صحن مل گئے۔ اُڑھی
کے سر سرا تے ہوئے یاں صاف بنار ہے تھے کہ بہت خوش ہیں۔
”اماں ملاؤ خوب ملے۔ آڈھر آڈ۔“

میں ایک بندہ کافی کی طرح ان کے سامنے ہو لیا۔ پیشک
میں اگر بنتیاں ملے رہی تھیں۔ دل و دماغ منزوں ملے ہوں تو نگاہ
کے زادے بے چینگی ہو جاتے ہیں۔ ایسا لگا جیسے مندر میں گھسنے
آیا ہوں۔ بھگوان کی صورت کے آنے گے لو بان ملگ رہا ہے اتفاق
ہی تھا کہ جھی مدرس، کا گھنٹہ سجا۔ سماحت نے اسے مندر کی
گھنٹیوں میں بدل دیا۔ اب جو مولوی سسردار میں گھر میں کو
کٹھے ہوئے پیشی کی قاب لامتحب میں سٹے بھنگ کیں لٹک لیفت
لائے تو پیشی گھوس ہوا کہ بہت بڑے ہدست پر چارہ رہے ہیں۔
”لوکھاڑ ملا۔ عجیب شے ہے۔“

ان کے چہرے پر رہا سر اربش امشت تھی۔ لکھا یا تو میٹھا گھلا۔
گھوپیک کم نہیں تھی۔

”امشاں اللہ کافی شیریں سہیں۔“
”صرف شیریں“ خوبیوں نے اعتراض کیا۔ ”کیا بھی نہیں فہیں ملک
محسوس نہیں ہوتی۔“

"خوش ایمان کیوں نہ ہوتا؟" بیس نے اپنی سینگھ کی لفڑی تاری "لیکن بال کوں کا کیا بنے گا۔"

"اپنی ہم بخشوا دیں گے۔"

"بیس مرستے کے پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ تو کوئی پھر ڈدی تو پہنچ کافر کو کون بخشوا سے گا؟"

"ہم درستے کے درباری دلوادیں گے مزے کرنا۔"
"تو ورنوں صرف تکھلاوں؟"

"غور در۔ ابھی الحکوم ہم مناسب الفاظ میں لکھوائے ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے اپنی ہم کا خدا قلم دیکھ دخواست لکھوائی کر لعین بھٹک اس کے درج ذیل ہے۔

"... یہ ناکار سبب شدید بذراحت حق کے بیویوں پر انگریز
حینیں بھجوں ہم اور انس پر عطا ہو رہے۔ شہزادے
عجائب گردیوں از ندگار، افقیر برخ یہوں کی نہایت
اور آپ خیرات کی حق پر سکی اطہر میں شخص ہوتی۔
ابھی چاہتا ہے کہ بقیہ زندگی آپ ہی کی جوینوں میں
کچھ کیا تھب کر تائیں کہ مدد سے اپنی بھی نجات ہو۔"
اس طرح کے تقریباً پچھر فخر سے انہوں نے لکھوائے اور پھر جوں
کر کھٹے گا۔

"دیکھا یہ ہوتی ہے فضاحت اور بلا عنعت۔ ایک دہ تھہار ایڈریٹر
جلی کیوں کرتا ہے۔ دسر نیپر"

"ظاہر ہے" میں نے سعادتمندی سے اعتراف کیا۔ "وال رہیں کھاک
نکھنے والا بھل کھاکر نکھنے والوں کی کیا برادری کر سے گا؟"

انہوں نے ایسی مشتبہ نظر وہ سے گھوڑا بیسے سورہ رہے
ہوئے کہ یہ کیسے باطنز؟ پھر ہر سے ہی حق میں ضبط کرنے ہوئے
چکے۔

"پھل تو ہم دو و قوتہ نو غر کرنے ہیں۔ دیسے تھکی جیسی جبارت تو سوئے
سوئے لکھوادیں۔ لا تحوال دلا!"

اب استدار کر رہا ہوں کو فسا مبارک دن آئے مجاہب جملی
کے شکنخ سے مکل کر رہی خادم در بالوں کے اسلوں پر یقیناً سوچوں پر
تاؤ دے رہا ہو گا اور "مسجد سے بخانے تک" کی جگہ "دفتر سے دیوان
کمک" کہا شاندار عنوان چلکا گئے گا۔ اس وقت ایڈریٹر جملی سے پوچھے کیا؟

"مارے آپ پیش نہیں کرے۔"

"اُن بارا تم کرو۔ میں حکم اپھوں"

مارڈا لالاب جنائیے فرار کو فسرا راستہ تھا۔ کچ دیر بود تقریباً سوا
گھنڈا ان بھا خواب سنتا ہی میں مسار آپکے سامنے دھرا دوں تو اندر لشے
ہے بورہ ہو کے ہو جائیں گے۔ عامل دھموں شرستہ بینہ میں ہوشی کے
دیتا ہوں۔

انہوں نے دراصل یہ یہ کو سمی۔ ان قیامت میں پیشہ پیشے تھا کہ
تمہارے پہلے تو انہوں نے بزریہ کا حلہ دیکھ رہا تھا یا جسے سکردار سے دہشت
کے بیری ہیں مل گئیں۔ پھر ان گزروں کی مباری اور موہانی بتانی جس کو
آئے پیشہ جا رہا تھا۔ پھر اندر تعالیٰ کے عیش و غصب کا نقشہ کھووا اور
فرشتوں کے تام ان کا یہ فرمان دہرا یا کسے عذاب کے فرشتوں ا
جتنا عذاب سارے عالم کو دینا ہے اتنا ہی اتنا ہی بیداری کو دو۔
"چیز؟" میں نے چوہک کر سوال کیا تھا۔ "کیا اللہ میاں نے بھی ملید
کا قافیہ لکھا یا تھا؟"

"گھوں ہیں۔ یہ خطاب تو بوج مخفوظ میں لکھا ہوا ہے۔" اس کے بعد انہوں نے بتا کہ محمد احمد عباسی اور ایڈریٹر جملی
کو حجم کے ساتوں طبق میں "وال دیا گیا" اور تیس پر بھی کافی عتاب لکھا
جلتی ہوئی ریت پر سایہ ذمہ دشی نے پھر رہے تھے۔

"اور امام بخاری؟" میں نے سوال کیا تھا۔ انہوں نے بھی تو معرفت
بریہر دالی حدیث اپنی کتاب میں درج کی تھی؟

اپرستہ پیشے جلدی سے حیدر کو آزاد کر کر جائے کافر لہ
نافذ کیا۔ کیلیوں کی بھی تاکید کی۔ پھر دہڑو اپسیش کرنے ہوئے بخت
سے بوسئے۔

"کھانا تا۔ خالی تھنہ پیشے ہو۔"

"بھی بس اپ تو جائے آری ہے۔"

"مارے تو تھوک دینا!"

اس المٹ پلٹ میں واقعی امام بخاری دالی یات میرے
ذہن سے مل گئی اور پسند ہجھل سکا کہ حضرت حضرت مسیح
انہیں کیا دیا؟

آخر کار خواب کی تاریں اس پر سکر توٹی۔ "اب تو چور ڈد د
بزید یوں کی تو کری۔ عاقبت پر ایمان نہیں ہے کیا؟"

دارالتصقین عظیم گڑہ کی محرکت الام طبیعت

سیرۃ النبی مکمل درود و جلد	سیرۃ الصحابہ کامل صوت درود و جلد
” ” بہتر و پڑپے	” ”
سالارجی اٹھپے	تاجیں
آنحضرت پے	تاج باعین
سالارجی اٹھپے	اُمور مجاہدہ کامل درود و جلد
تین روپے	اہل کتاب، حمایۃ، اور ابین
سالارجی اٹھپے	سیرت حضرت عالم شریف
تیرہ روپے	تائری دعوت و عزیمت مکمل درود و جلد
تین روپے	ہماری بادشاہی
سالارجی اٹھپے	اسلام کا سیاسی نظام
تین روپے	خطبات مدرس
” ”	دروس الادب مکمل (درستی)
”مشیط طبیعتات عظیم گڑہ“	
انفاردق (ان عالم شریف)	قدہ چور دیپے
الغراوی (” اکا غدر ف)	غیر قدہ درود پے
رحمت عالم (سید سلیمان ندوی) کاغذ دلایتی	درود پے

مکتبہ تجھی دیوبند یونیورسٹی

باقیہ از محتوا
اب مرے کی بات سننے کیے عبارت کس کی تھی۔ ان حضرت مسیح
قاسم بخارا شاعر کی بخوارا العلوم کے باشیں میں شمار کئے جائے ہیں
اور جن کے مراتب غالیہ کے آگے زعمت اور اب دارالعلوم کا بندکوڈر
مقامات کے صد، اہل علم و عبیرت حضرات کا سر عقیدت تھی
ان کی تھیف تصحیفۃ الحقائق میں عبارت نقل کی گئی تھی۔

اس سے دو باتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک تو یہ تھی کہ آدمی کو انہوں کو کہتا
ہے دوسرے یہ کہ کوئی بھی عبارت اپنے سیاق و ساق سے اکھڑ
کر سامنے لائی جائے تو اس کے حقیقی خیوم و مصدق اسیں بعض سرستہ
زبر دست تغیر و اتفاق ہو جاتا ہے مولا ناصور دوی کی تحریر وہ کے
سامنہ اکھڑ پکھڑ کا کھیل جسیں ذریبے دردی سے کھیلنا گیا ہے وہ
انہیں اٹھیر کاپ ہے

کہ تمہارے محبیں کے داشت ہر بشر طیکہ پوچھنے نہ ہو چکے ہوں:
۱۹ ارجون سن ۴۰ء بـ خبر آئی ہے کہ بجا پر اعلیٰ ندوۃ المسین،
زیدۃ العارفین حضرت بلال عبدالعزیز صدر جہوری مصطفیٰ سعید رحم و
گرم اپنے کے انوان السنین کے اپریوں ہو اپنے جھوٹی انوان السنین
کی برہائی پر داؤں میں کنگھے کئے تھے اور ذہن و قلب کی پوری آسرگی
کے ساتھ الحمد للہ کاغذہ مارا تھا سینکن یہ عاجز ان عالمیں کا جزو
طلاب بروادشت نہیں کر سکتا اس لئے حقیقت کا انہمار کئے دیتا ہے
تاکہ صد مرغ فتح ہو اور ہاتھی خلیفہ ہو جائے۔

حضرت جمال ناصر کے جس فیصلے کو بے بہار حکم دیکھش گان
کر کے اندر بھی اندر سیمہ بیٹا بارہ ہے اس کا حضرا فیری ہے کہ اول
تو اس عام معافی سے فائدہ اٹھانے والے اس تین سو کے قدر ہیں
اخواتی میں ملا اب تھب حضرت موصوف کے نوی اضافات انوان السنین
کے سر پر دست مشفقات پھر اٹھا تو ہزاروں ہزار انخوی اسیہ ملا
پوئے تھے۔ دوسرے کے ان تین سو تیہ لوں میں شاید ایک ہی دو
ایسے ہیں جن کی سیما و قید ہند سال یا تی ہی تھی درد سب کی سیما
چند ماہ میں ختم ہونے والی تھی اور حضرت ناصر کا دریاے کرم جو ش
ہیں دن آناتب ہی وہ چند ماہ بعد جیل میں باہر آئے والے تھے۔

ان حقائق کی موجودگی میں عالمیں کو غم کی بجائے خوشی منانی
چاہیے کہ ان کے بعد وحی حضرت ناصر نے نیابت بھگ بو جھ کا ثبوت دیا
ہے۔ اد پچے دربے کے انخوں کو چھانیاں بھی دیں جیلوں میں
بھی شرایا اور اب علفو، کرم کا کریم ثبت بھی اپنے سرے لیا۔ رہن کے
رہن رہے ہاتھ سے جنت نہیں۔ وہاں گستاخ شاعر جس نے
کہا تھا

تریب ہے یار و روز غیر حبیبے گاٹکوں کا خون کیوں
بوجپ ری گی زبان خیز ہو پکارے گا آسیں کا
تو اس سے صفات کو ہد و کہم اقدر لفظ کے قائل ہیں۔

اب تو آرام سے گذرتی ہے: عاتیت کی خیر خدا جانے
(طاڑنہ صحت یا تی)

از خود احمد عباسی

(مصنف کتاب "خلافت معاویہ و زید")

نواب کے حق

عباسی صاحب کی کتاب کو تحریف دہد و اسی کا شاید کارثہ تباہت کرنے کے لئے جناب عزیز احمد فنا کی کام ایک معمون "خلافت معاویہ و زید پر ایک طالبزاد نظر" کے عنوان سے شائع ہوا تھا جسے بعض اور رسائل سے بھی نقل کیا۔ ایک اسلامی رسامی نے عباسی صاحب کی خدمت میں وہ ان کو دیا تھا کہ وہ اس کا مناسب جواب طلب کرائیں۔ واقعیت یہ ہے کہ جواب یہ بھی دیے سکتے تھے کہ کوئی کتاب اسلامی صاحب نے اپنی دلست میں جس متعلقہ تحریف کو تحریف دیتھے وہ کام دیا تھا وہ کسی عنوان بھی دارہ تحریف میں نہ آتا تھا ایک صاحب کتاب بفضلہ زندہ ہوں تو جواب کی ذمہ داری ہم کیوں اٹھائیں، اتفاق دیکھئے جاسی صاحب ان وغلوں اپنے مستقر بر سو ہو ہو ہیں تھے، کافی دلوں بخوبی سے دوئے تھے اور سال گردہ رسال طاخط فرمائیں کہ معمون اور سال کیا اور تکمیل کی تتمگ دامنی لحاظ کرتے ہوئے اسے دن قطروں میں تقیم کر دیا۔ دیر تو پہلے ہی ہر عکسی، عزیز تائیری قانونی مشورے کے باعث پیدا ہوئی، پایان کا درجہ ہر یہ ناطرین کیا ہیں جا رہے۔ (تجھی)

(و) کے نتالص میں ہے ان کو خدمت کر دیا۔

بیرون ہے بھائی کہتے ہیں۔

"جاناب محمد احمد عباسی صاحب نے جہاں جہاں دیدہ و والیت حوالہ جات اور ان کے متراجع میں تھرٹ کیا ہے ان میں سے چند بطور نمونہ پیش کئے جا رہے ہیں اس سے موصوف کی رویہ رج کا اندازہ ہو گا" پھر آگے جن کو علام امین کشیر کی کتاب "البدایہ والہبیہ" کی عبارتیں نقل کر کے ارشاد فرماتے ہیں "غور کیجئے عباسی صاحب نے عمارت میں قلعہ دریہ کو کس طرح دھوکا دیا ہے اس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ" ردود افعال میں لوگوں کی

جاناب عزیز احمد فنا کی صاحب رقطا نہیں۔

"کتاب "خلافت معاویہ و زید" کے صحف جناب محمد احمد عباسی صاحب نے حوالہ جات میں بے جزا تھرٹ اور تسلیس کر کے عوامی دیانت کو بھروسہ فراہم کیا ہے کتاب کے مطالعے سے عسوس ہوتا ہے کہ صحف نے پہلے ایک نظریہ قائم کر لیا کہ خوز اللہ حضرت حسینؑ نے خود بیٹ کیا اور زید نہایت متقی و پرہیز کا رفاقت ہوا اس نظریہ کے ناتخت اکیوں کا مطالعہ شد و دع کیا اور کتابوں میں جہاں کہیں زید کی تعریف میں کوئی جملہ نظریہ اسے لے لیا اور اسی عمارت میں جو جملہ زید ایمان و بحاجہ

سلہ، ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ مسلسل شخصی پر، پیگٹن نے اپنی سنت کے دل دو ماخ میں بھی تسلیم اور رفع کا نہ ہر اس طرح بتا رہا ہے کہ بیشمار موافق پر اچھے غائب میںیوں کے دہن میں میںیوں کی زبان حرکت کرنی نظر سرا آتی ہے، سچی دیکھنے کے مولانا محمد نماہم "شاعر عبد العزیز"، "غلائی قاری"، "بن تیمیہ"، امام غزالی اور متعدد و بیگرا اصحابین امت کے علاوہ رسول اللہؐ کے متعدد صالحی مرتبہ صحابی مختار حضرت ابو سعید الحنفی، حضرت عبد الشفیع بن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابو داود الدینی، اور بعض اور معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو بالاتفاق، بہما اور صفات اندام حسینؑ کو "خسر و حرج" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں لیکن آج ہمارے قاتمی دوست اور ان جیسے بے شمار سنتی حضرات اس لفظ کے ساتھ "نبوغ بالله" لگاتے ہیں اور اسے من گھڑت نظر سری نشر ارادہ رہتے ہیں، یہ فساد تلب و نظر ہیں تو اور کیا ہے۔ (تجھی)

میں سرگزی اور سنت کا ابتداء کرنے کے بارے میں دو بڑو گوں کے لئے ۱۷ پیش کیا گئے تھے۔ دو توں بزرگ حضرت حسینؑ کے عزیز قریب ہیں ایک صحابی وابن علم و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے بڑے عالم (اطہارِ امت) و ترجیح القرآن یعنی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ہیں اور دو صحابی ویراد حسینؑ یعنی حضرت محمد بن علیؑ وابن الحسنؑ ہیں جو واسع العلم و متقدی تصحیح تھے اپنے دلوں تھا کیوں حسینؑ حسینؑ سے علم میں بڑے تجھے خود فرمائتے ہیں "امن" و "حسین افضل من وانا" علم مہماز ۱۵۲ اچھے اعلام قاموس، تراجم پیر الدین الفزکلی، یعنی حسنؑ حسینؑ حمودتِ افضل ہیں (حضرت ناطقہ بنت رسول اللہؐ کی فرزندتھی کی بنا پر) لیکن میں ان دونوں سے علم میں پڑھکر ہوں (ان دونوں بڑو گوں نے امیر بن پدکی بیویت خلافت لطبیب خاطر دیتا تھا کی تھی اور اس پر اس درجہ مستقم رہے کہ حضرت عبد اللہ بن زیدؑ کی دھمکیوں کے باوجود بیویت فتح ہیں کی اور حضرت حسینؑ کو خروج سے باز رکھنے کی طرح طرح کوششیں کیں نہ خود ان کا صاحد ہوا اور نہ پانے سبتوں میں سے کسی کو ان کے خروج میں ماختہ دینے کو مجبیا ملا لکھ حضرت حسینؑ نے اس بارے میں اصرارِ محی کیا تھا۔

دو بلند پایوں خیں بنا ذریعی اور ابن کثیرؑ کی کتابوں ہی نے اشارات اور تذکرات اور الہادیۃ والہادیۃ سے یہ روایت اخذ کی گئی ہیں۔ بلاد فارسی نے پاشہ استاد المذاہبین سو فی ۹۰۰ محدث کی سند سے روایت درج کی ہے کہ المذاہبینؑ نے شہزادہ شفیع و محبہر بورخ ہیں۔ واثقہ المعارف اسلامیہ

آن ہیوں میں خاکِ جبریک دی اور دُھنڈ و راہیہ پشا جاتا ہے کہ دو ماٹے ہیں اور دینیت پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دو ماٹے ہیں ہیں یعنی بولی "بید و شکنی" کے سوتھوں نے صاف، سادہ عبارات کو توڑے مڑو، نے کافر خوب خوب آرایا ہے، مقدمہ اعتماد حسنؑ نے ازانِ تراشی کیا ہے۔

حوالہ جات پر چالنہ رفت اور تمسیں اور اہلیۃ والہادیۃ کی تجویبات میں قطع دوڑی کے حکم کر دیتے کہ جو ازان عائد کیا گیا ہے اور "صحائفی دیانت کے بحث و حکم کرنے" کا جو اہم لگایا ہے پہنچنے کی حقیقت ملاحظہ ہو۔

"طلافت معاویہ پر فرمیا" کا کوئی اسناد موجود ہو تو اس کا دعوہ کھوں کر "کردار خلیفہ پر فرمیا" کی ذیہ سری کے کھت دلیر فقرہ پڑھیے۔

"بخدمتِ فراست کو حی میں کمیر قند اور صحابہ کوں لکرا کیا" میں ایجادِ تائین کرام کی مشاہدہ ایمیر بن زیدؑ کی سرست اور کوئی خالی ایسی نظر نہ تھی تھی جبکی بنا پر عقدِ بیعت خلافت ناجائز تھی میں سے یادِ بیعت اُن کے خلاف خروج و بغاوت کا جو ازالہ اسکے سنپڑھنے تو ایجادِ دیکھ کارا پا پر بڑا نہ ہونے پہنچا گا مون

۱۵ "لائیں نظرؤں" سے اختراق حق برائی نہیں کرتا جو شخص اڑتے اڑتے سمندر کی نہیں پڑے ہوئے موئیوں اور گھوگھوں کا اڑپوتہ بیان کرنا چاہے اس سبق کی بجائے ستم نظریں کہنا زیادہ سوز و ہجوم۔ (تجھی)

۱۶ بلا ذریعہ اور ایجاد کثیر بلند پایہ مفرد ہیں۔ ان کی عظمت کا انکار ہو جاگیں یعنی حقیقت ہی نہ فرمائش کرنی چاہئے لکھنے پر حکم کی بجائے ان حضرات پر وہ ایامت کا جذبہ نہیں ادا ہے طاری رہا۔ کہ ان کی تاریخوں میں ہر کسی مقناد روایات اور بعض واسخ البطلان کہا جوں کا جاننا شروع تھا۔ ہر ایامت کا کار ان کی خداوار مصلحتیاً علمی ترک نہیں ایں تاریکی حقائق کی چھان بیٹکے۔ کے عومن اسی کو شش ملکیت سے مرد پریکار کے زیادہ سے زیادہ رہا۔ یادیتِ حکومت کو درج کر دیجئے۔ یہ شاک دیگر مردیں کو مقابلاً اس ایک معمای اور قدر سے بلے بیسکن یا سماجی ہنپیکر ایک عکیبہ بند کر کے اون پر اعتماد کر لیا جائے۔ لہی کے استاد؛ لہی ایشی بے شک کانکن تلو کچھے جاتے ہیں کہ ان کے بہت سے مسائل میں صفاتی نظر پر ہیں اور جن دو ایشور کا مخلوقوں نے پورا مسئلہ سند بیان کیا ہے کہ فرشتہ یا چھوپ راویوں سے اس کے صعن اسناد غالی ہیں ہیں۔ یہ صاغیر بظاہر جیسا کی صاحب تک ارشاد پر اعتماد ہے اسی میں جو کوئی حقیقت ہے میں ان کی متنازع تھیں کہ اس کا کچھ کام ادا جعلی تھا۔ یہ اسی کی بجا پر یہی اُن روایاتے ہے۔ وہ آہوں سکھیں ہیں جیسیں میرزا ہیں بلاد فارسی اور ابن کثیرؑ کی کتابوں کو نکال کر کے شو جائتے ہیں کہ کچھ کے مرقد میں پڑھنے کے طلاق ہیں تھیں لفڑاہ از کر کے آپنے بدیاں تھیں اس حقیقت کو تدریسے مختلف الفاظ میں بھی کتاب میں لکھی

بیوٹ کی تعریف و می

کسی شخص کے تصریح کا بیان دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ مستعار و
قابل ترجیح ہوتا ہے، حضرت ابن عباسؓ نے امیر بنی یزید کے عنصر اس طبقہ
ہنسی سے ان کے حالات سے ذاتی واقعیت رکھتے تھے اور سلطنتی
کے خود وہ میں پار پر بہنوں نکل شب و روز ساتھ رہے تھے۔ امیر بنی
کی صاحبوں اور علمی خفیت کے معترض تھے جیسا کہ ذکر مسئلہ پر کیا
گیا ہے حضرت ابن عباسؓ کے علاوہ حضرت سینہؓ کے بھائی حضرت
محمد بن علی (الحنفیؓ) نے باشیاں مدینہ کی جب وہ امیر بنی یزید کی عدیب
جوئی کرنے لگے کیسی کچھ نہیں تھی ان کے مکالمہ کو انساب الاشراف
بلادوری سے عثیہ پر درج کیا گیا ہے۔ علماء ابن کثیرؓ کی فہمی صحت؟ جو
پرسنکا لد کو درج کیا ہے یعنی اس طبق تھے جب اسر المونین بنی یزید
کے بارے میں یہ کذب بیانی کی کہ یہ رشد اب پیتا ہے، ماذنک
کرد و می اور کتاب اللہ کے احکام کی علاوہ نہ ہے یا تھا کہ۔

محمد بن الحنفیؓ نے اور اقویں کے علاوہ نہ ہے یا تھا کہ
وقد حضرت نکہ واقعہ عندها میں تو ان کے (بنی یزید کے) پاس گیا ہوں
غرض اپنے موافقیاً علی العبدوا ایضاً ان کیاس سقیر رہا ہوں میں نہ ان کو
مخفی یا للخیار یا ساول صفت دیکھا ہے کہ وہ عنازی کی پاسند ہی کرتے
الفقہۃ ملائی ملائی السنۃ ہیں یہاں کوئی دوسرے یہی اسالہ فہم
(ص ۲۳۳) ۲۳۳) الہدایہ والہدایہ اپنے لگوں کو تھیں و مخفی ہوئی کی پڑی کر رہا ہیں
اب دیکھ کر بیان مذکور امیر المونین بنی یزیدؓ کے ایک چھ عذر کا ہے بکار ایسے
بزرگ کا ہے جو ہوئے اپنی آنکھ سے ان کی دیسداری کے حالات
دیکھتے تھے اور اسی بنا پر جو گوئیں اور دروغ اتفاقوں کے انتہاءات کی
تزوید کی تھی، بخیال اسی تزوید نے حضرت ابن زیبرؓ کی خلافت قائم کر لئے
کا پر ویگنڈا ہی کر رہے تھے۔ انہوں نے تو اپنے جو لفظ کی بگوئی کرنا
ہی اپنے بر پیگنڈا سے کئے تھے مفرودی کیجھا کتاب کے مشتمل پڑھا کی
صاحب تے الہدایہ والہدایہ کی یہ عبارت ملاحظہ کی ہوئی جو شیعہ
کے مطالبہ کے جواب میں حضرت ابن الحنفیؓ کے انکار کے بارے میں درج
ہے:-

وقد بیٹل محمد بن الحنفیۃ اور جب (باشیاں مدینہ نے) الحنفیؓ
فی ذلک ما متفق من ذلک فی ذلک ما متفق من ذلک فی ذلک
الظد الامتناع وناطحہم کے بارے میں کہ تو انہوں نے بھرت مخفی سے

(اردو) میں ان کی تھانیت کے بارے میں یہ فقرہ ملتا ہے
”وس کی تھانیت کو محترم ستد ہوئے کی حیثیت سے
ایسی شہرت حاصل ہوئی کہ وہ بعد کے زمانہ کی ملکوں
کے لئے ایم نوین کتب امنہ متصور ہوئے تھیں اور
موجہہ تحریقہ بنی قیوہ (رسیسریج) نے بھی الحسیں عام
طور پر تصحیح کیا (۱۹۵۱) المدائنی کی روایت میں بیان
کیا گیا ہے کامیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ
حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا تھا۔

”اہلی معاویہ پر اپنی رحمت و سمع کیحیوں قسم بخلافہ ان
حضرات کی مثل توان تھے جو ان سے پہلے گزر گئے تھے ان کے
بینان جیسا بھی کوئی آئے والا نہیں!

یہ کہکشاہر میں کو خاطب کیا اور فرمایا۔

و ان اپنے بنی یزید ملن عمالی اهلہ اور ان کا فرزند بنی یزید اپنے فائدان کے
فالزم مولا جماں سکم و اعطوا طاعنکم نیک کاروں میں سے ہے۔ تم وکیل پنی
اویں ملگر شیخہ وینا اطاعت کرنا اور
(مسک جز رملک انساب الاغرب) بیعت کرنا۔

السلامی کی اسی روایت کو، لا مامۃ والمساۃ کے مولف نے
بھی بتیری الفاظاً تقلیل کرتے ہوئے امیر بنی یزیدؓ کی تکہ بارے میں صحابی
رسولؐ حضرت ابن عباسؓ کے بالغاظ درج کئے ہیں
و والله ان اپنے تحریر (و قسم بخلافہ اکا) (سعا، شکا) بیٹا اپنے
اہله فائدان کا بیکل دراچہ فرمے۔
قاصی صاحب نے کتاب کے صفات لکھا و ملکہ پران، دامیوں کے تفصیل
بیان کو ضرور پڑھا ہو گا۔ پھر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افاظاً بھی لاحظہ فرمائے
ہوں گے۔

”تاریخ سے بہت سے کو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ شیعہ
و عجز احیان نبی پا شمش ساہیا سان ناک بلا تاذ، مشتمل جاتے
امیر المؤمنین حضرت معاویہؓ کے پاس ہیزیوں سقیر رہتے
اصلح امیر بنی یزید کے حالات اور کوئی دارے بخوبی و انتف
تھے اور اپنی دسی ذاتی واقعیت سے انہوں نے امیر
موصوف کو صاف بیکوک کا بنا پڑھا بلاتاںی و بایسیا طار
خود بیعت کی اور دوسرے دو کو بھی اطاعت اور

لہ پور اسلام لگدا شہر تھی میں بھی نفل ہو چکا سمجھا و تھی ۱

متاخرین بہتر اپنے پیش رو موضیں سے نعل در نظر کرنے پر التفاکر کرتے رہے علام ابن کثیر نے تو بعض ائمہ تجویز کو خوب روحیج نہ سمجھتے تھے طبری سے نعل کرنے پر اسے کہکشاںی روایت پر استاد ذہبیت کو معنا اعزیز بھی کہا چکا ہے کہ:-

و لکھا ابن جریر و علیہ من اور اگر انتا جریر (طبری) وغیرہ الحفاظ دا کاملاً ذکر لا جو حفاظ (روایات) اور انہیں سے پس ان کو بیان نہ کرنے تو یہم
هاسقته (ص ۲۷۰ البیان والنهایۃ)

تحقیق و تدقیق کا طرق کارا و رسیرج کا جا اصول عمل اخلاقی رکھا گیا یعنی معاصرین کے احوال اور پشمیدہ حالات کے بیانات کو جو مستند و معتبر باقاعدہ اور لفڑ را دیوں کی روایت پر سبق ہوں عقیباً کا درجہ صاف ہو رہا متاخرین کے بیانات خصوصاً وہ بیانات اور اقوال جو بلا کسی سند کے پیش کئے گئے ہوں قابل اعتقاد نہ ہوئے اور اگر ایک ہی مورخ نے متفاہد روایتیں و روح کی ہوں ترجیح اپنی روایتیں اور بیانات کو دی جائے گی جو سنداً معتبر برادر و ایضاً قابل تبلیغ ہوں ان کے غالباً روایت کو ترک و حذف کر دیا جائے خصوصاً علامہ ابن کثیر کے مندرجہ بالا قول کے طلاق البیان والنهایۃ کے کسی ایسے بیان یا روایت کو حذف و صرف مستند بیان یا روایت کے متفاہد ہو۔ رسیرج کا یہی اصول اور یہی طرق کارا ہے جو ہر ہمہ دار اور پڑھنے کے شخص کو مطالبہ کتاب کے وقت ہی بادنی تامل علوم و محسوس ہوگا۔

اب لاحظ ہو تو کسی صاحب کی شرمناک بہتان تراشی۔
”کردار ضلیلہ نیز یہ کی زیلی سرفی کے تحت صنک کی آخری صطرے صنک کی آخر سطر تک لینی اون تو سفات پر مستند کتب تاریخ وغیرہ کے پسندیدہ حوالہ جات درج ہیں جن میں پانچ ایجاد و النہایۃ کے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک حوالہ میں فقط تو کسی شو شے کا کمی نہ تجا تھر فت ہے اور نہ کسی نوجیت کی کوئی ”تمیس“۔

منک سے مسلکہ تک امیر نیز یہ کی دینداری، پاکبازی دیکو کاری کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت محمد بن علیؓ (بن الحنفیؓ) کے احوال و بیانات بسند دیکو ال جات

وجلائم فی زید و سر دلیلهم افکار کیا اور امیر نیز یہ کی موالیت میں اتفاقاً ہوں شوبہ الخس اور لوگوں سے بحث مبارکہ کیا ان سے و تکہ بعض الصلوات لزے جنگزے اور جو اہمات شرافتی تھے (ص ۱۷۷ البیان والنهایۃ)

مٹکے مکالمے میں حضرت ابن الحنفیؓ نے امیر نیز یہ کے خداع میں اہمیات کی پروردہ تردد یہ کی تھی کہ کتاب کے مطالعہ کرنے والے کو فرماؤش نہ ہو گی خصوصاً اس وجہ سے کہ جب یہ لوگ حضرت محدث کی دلیلوں سے عاجز ہے لگئے تو شوت پیش کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اچھا ہم تمہاری بیوت کرتے ہیں اور تمہیں خلیلہ ہمانے کو تیار ہیں الگ تم ان الاسیرؓ کی بیعت کے لئے تیار نہیں ہو۔ میکن حضرت محدث نے یہ پیش کش حقارت سے مفرکا دی اور امیر المؤمنین نیز یہ کی بیوت پر قائم رہے اور اس میں طرح طرح کی نکالیں بردہ اشت کیں۔ یہ تمہیدی فقرات طبلیں تو ہو گئے میکن جس مقصد سے پیش کر رہا ہوں اس کی دماحت کے لئے نیز مقدموں ملکار نے خواہ جات کے بے جا تصرف ڈالیں اور تعبارات توں میں تعجب و نیز یہ کرنے کے بارے میں جو افتخار پر داڑ کی کہے اس کے اظہار شناخت کیلئے ہمدردی ہے کہ ناظرین کو بتایا جائے کہ امیر نیز یہ کی سیرت و کردار کے بارے میں تحقیق و تدقیق رسیرج (کتاب ”خلافت معاویہ و نیز یہ“ میں جو بیان و طبلیں ملکار اخلاقی رکیا گیا ہے یہ ہے۔

(۱) روایت مستند مأخذ سے (بلادی ترمذی شمشاد و علام ابن کثیر کی اکتیوار بحث مستند مأخذ ہیں) لی جائے۔

(۲) روایت بیان کرنے والا (علی بن الحارث الداری نہیں معتبر و لغت کی وجہ سے کیمی جاتے ہیں)

(۳) ایسے لوگوں کے احوال بیش (بهرہ مدت حضرت عبد اللہ بن عباس کے جانشینیں نیز یہ کے حالات اور حضرت محمد علی رضا الحنفیؓ کو ذاتی سے ذاتی واقفیت ہے۔) (تفصیل مسئلہ ایجاد چند مطالبہ میں کوئی)

قدیم ریاضین کی اس خصوصیت کے پیش نظر کم ایک ہی بات اور ایک ہی واقوہ کے متعلق متفاہد روایتیں درج کر دینے میں تامل ہیں کرتے راتم طہرون نے عرض ”ولف“ کی ابتداء ہی میں یہی جست ادا مکا کہ:-

”روایت پرسنی کی اس زمانہ میں الحسی و باصلی کر

و تکا کان یہیں فیہ خصال معمور اور یہیں کی ذات میں قابلِ ستائش
میں الکوم والحلوم والفصاحت صفاتِ ملم و کرم و فضاحت و شخوگی
والشع و الشیعات و حسن اور فحافت و بہادری کی تھیں بزرگی
حکومت میں عدو و راستے رکھتے تھے اور
الرأی فی الملك

(ص ۱۷ ج ۲ البدایہ والنهایۃ) معاشرت کی خوبی و بدگی بیوں نے جو
ان ہیں انفاظاً کو علامہ زبیحی سے اپنی تائیف تاریخِ اسلام و
طبقات المشاہیر را علام کی چیز ۱۷ پر درج کیا ہے جس کا حوالہ
بھی کتاب میں موجود ہے۔ عادہ اور ایسی بھی انفاظِ حرف نئے سے
تغیر کے ساتھ کو "الخصال معمورہ" کے بجائے "خصال معمیدہ" لکھا گیا
ہے جیسی (تاریخ) میں بھی موجود ہے (خطاط پیرس بخاری خطاط نے یہ
صلی اللہ علیہ وسلم) ویجھ مورخین نے بھی ان ہی کلمات کے نقل کرنے پر
انتفاق کیا اور وہ کلمات ترک کر دئے جن میں کہا گیا ہے کہ "اور
نیزاں میں (نیزید) بھی خواہشات نہایتی میں انہاک اور بعلی دنا
بعض تمازوں کا ترک کر دینا ہی پایا جاتا تھا اور انکو وقت بیوقوت
بھی اکثر پڑھتا تھا" مختون نگارض راتے ہیں کہ اس عبارت کو "تمہاری
صاحب نے رایسر ہا کا پورا حق ادا کرنے کے لئے جبوڑ دیا" اُن مذاہ
کی خواہش کے مطابق اس عبارت کو ترک و حذف نہ کیا جاتا اور جھیق
و تدقیق و ریسمانی کی صورت کیہے اس طرح ہوتی :-

قول ابن عباس " قول بے سند

(۱) و ان ابئہ نے یزیدا ملن صالحی
و کان فیه ایضاً اقبال علی الشہرو
اعله

(۲) و اور ان کا (سعادیہ کا) فرزند پیش
فنساسیہ کا (انہاک تھا)

قول بے سند

(۱) و قد حضر تھے و اقتت عذر
و ادبور اسلووات فی فعل الاورقات
و امامتھی غائب الاصلوات
(۲) و بجز دفاتر بعض مازد تکر کر رکھی
اکھ پاں تھیم، ہمیں کوئا نہ کاپا بند پائیں
بھی تھا، اور مازد تکر کر رکھی
الظاظا یہیں :-

معتبر درج ہیں اور یہ تغیر کے امیر موصوف نہیں اعمال کے
پامن تھے، غاراً پامنی سے پڑھتے تھے، سنت بھری کے پرس و
تھے نیک کاموں میں سرگرم رہتے تھے ملکت پر ختم ہو جاتا ہے
پھر آخر مسئلہ سے مٹلا کم ان کی علی فضیلت کا بیان ہے مسئلہ
دمت میں ان کی ذلیلیہ داہمیت کا تذکرہ ہے اور ایک خطبے کے
فقرات بھی درج ہیں اور حضرت عبد الشرین عباسؓ میں اعلم
اہل زمانہ وجہراست نے امیر نے یہ کی علمی تابعیت کا جن الفاظ
میں اختلاف کیا ہے اس کا تعلیم بھی ہے۔ مسئلہ کی پڑھتی سطر میں
اس امر کا اخبار گرنے کے بعد کہ "علم روشن القوی و پر بیز گاری"
پامنی صوم و صلوٰۃ کے ساتھ "جس کی تفصیلات لدشتہ اور ای
میں پیش کی گئی ہیں" امیر نے یہ حدود رہ کر کیم النفس، علیم الطیب نہیں
و تھیں تھے ایک میسانی رومنی مورخ نے ان کی سیرت کے
بارے میں دن کے ہم عصر کا بیان ہن الفاظ میں پیش کیا ان کو درج
کیا گیا ہے یعنی "وہ (نیزید) حدود رہ حلیم و کرمی، سخنید و سخن، طور
و خود بھی سے بیڑا، اپنی ذہر دست رعایا کے محبوب، ترک و استھان
شاہی سے متنزہ تھے۔ عام شہر یون کی طرح سادہ معاشرت سے
زندگی بس رکنے والے اور ہنپت تھے"۔

اس کے بعد یہ فقرہ درج کر کے کہ :-

"علام ابن کثیر نے ان کے بارے میں اسی قسم کے الفاظ
تحریر کئے ہیں" البدایۃ التھابیۃ کی رومنی عبارت نقل کی ہے جن کی
ان کے خصال معمورہ ملم و کرم اور فحافت و غیرہ (و حسن معاشرت
کا اخبار ہوتا ہے جن کا تذکرہ رومنی مورخ کے مندرجہ بالا الفقرے
میں کیا گیا ہے۔ اس موقع پر امیر نے یہ کی ویند اداری و شکوہ کاری
کے بیان کے اعادہ کا کوئی محل تھا کیونکہ ذکر میساک ابھی بکار اس مخالفات
بیان کی گئی پہلے ہی ہر چکار تھا۔ اور زمان کی بے درجی یا نماز کے بعض
اوقات ترک کر دیتے کی سی بے سند و رعنی معتبر رایت کی تردید و
نکدیں کی مزدورت تھیں کیونکہ حضرت ابن الحنفیہ کے بیان سے اس
کی پہلے ہی نکدیں ہو چکی تھی، مزدور بمالا قدرے میں لزوماً تکہا گیا
ہے کہ علام ابن کثیر نے رومنی مورخ کے بیان یعنی ان کے ملم و کرم
و غیرہ کے "ہارے میں اسی قسم کے الفاظ" تحریر کئے ہیں چنانچہ
الفاظ یہیں :-

سے قائم رہئے تو نکار امیر موصوف کی بیوت پہنچ پڑھی تھی اسما
شریعت کے مطابق حضرت ابن زبیرؓ کے اقدام کو غلط
قرار دیا حالانکہ وہ صحابی ہوئے کہ اسیا زبی رکھتے تھے۔
اسی روشن مثالوں کے ہوتے ہوئے کسی قول بے سند کو
اتقی اہمیت دی جائے کہ اس کے ترک و عذت پر دھواک
وہی، نہیں اور لوگوں کی آنکھیں خاک جھوٹکے ذمیل
الزمات عائد کئے جائیں۔ کیا کسی ریسرچ اسکالر اور محقق کا
یہ اولین اور اہم ترین فرض نہیں کہ قومی و تھیف، صحیح و سقیم
روایتوں اور بیانات کی چیز میں کر کے صحیح اور قوی کو انتظام
کر کے اور ضھیف و سقیم کو ترک و عذت کر کے آخر تھیق
دریسرچ کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے۔ ”یہ زید
رشقی“ کا پروڈ فیلم وادر اک پر حاصل ہو تو ریسرچ
کا کیا قصور ہے

گرنہ میند بر دشیر حشم
چشمہ آفتا ب راچ گناہ

(باقی آئندہ)

محمد احمد عباسی
۱۴۷۶ھ

تمامی صاحب کی خواہش کے مطابق کیا لیزیر کا ”پرداز“ اس نوادرت سے
اکیا جاتا جس کا خلاصہ پریش کیا گیا ہو کہ ایک ہی تھوڑی کو ایک ہی سان میں نیکو کا
بھی تباہ جاتا درد کار، بھی، نہاد کا باہت دمچی کہا جاتا ہے
اور تارک بھی، نیک کاموں میں سرگرم ہی ظاہر کیا جاتا ہے شہروں ات
نفس ایک کا طویل بھی سلسلت نہیں یہ کاپڑ دمچی کہا جاتا اور سبے دھت
کی خواہیں ترخانے والا بھی۔ اس قول بے سند کو ترک و عذت کرتا
نامناسب تھا تو اسی تبدیل کے اور متعدد اقوال اور روایات
راہیہ کو بھی جوان ہی کتف میں درج ہیں کیوں ترک کیا جائے
ایسا ہے تو پھر تھیق و تدقیق اور ریسرچ ہی پر کیوں وفت
و عذت حضرت کی جائے نقل را چہ عقل آنکھ بند کر کے ہر طب
زیالیں کو فانکس دیا جائے کون صحیح اور عقل اسی قسم کی خرافات
کو ریسرچ کا نام دیے سلتا ہے۔ جس کسی میں حق پسندی کا
قدر سے شاہجہانی ہو گا وہ حضرت ابن عباسؓ و حضرت ابن
الخنفیؓ کے اقوال کی موجودگی میں قول بے سند کو کیسے مان
سکتا ہے۔ یہ اقوال مستند ترین مأخذ اور اثہ معتبر ترین یا بیوں
کی سند اور حوالہ جات سے پیش کئے گئے ہیں اور ان اقوال
کی تائید میں خود ان کے موقوف اور طرز عمل سے ہوتی ہے
کہ اسیہ زید کی بیوت خلافت پر کس استقلال و استقامت

۱۵ حضرت ابن عباسؓ، ابو سعید الخدريؓ اور حضرت ابن الحنفیؓ کے ہن فسر مودات کو عباسی صاحب بجا طور پر اسکا مخفی بھتھیں
کہ ان کے طلاق ہر روز دیت کو کوڑے پر بھینکدیں ان کی بعض سندیں تو عام طور پر سیان ہوئی ہیں جو کافی مطبوع طبیں
یہیں اگر قاسمی صاحب یا کوئی اور بزرگوار ان سند وہیں کلام کرتے ہوئے انھیں ضعیف ثابت (انہی سی فسر ماںیں تو
یہ عاجز یا ناجی سندیں اور الیسی پیش کر سکتا ہے جو عام طور پر سیان ہوئی ہیں اور جن کے کسی بھی رادی کو کتب
رجال میں ساقط الاعتیار یا غیر اثہ نہیں کہا گیا ہے۔ اس کے بعد کسی زید کے ضعیف نظر پر دلالت کرنے والی ایک بھی رایت
صلوٰہ ہستی پر اسی نہیں پائی جاتی جو جسم و تعلیم کی سان پر چڑھ کر کھیل دی ہو جائے۔ چہ جائے کہ بقول مولانا محمد طیب
صاحب شرقی زید تو اتر مسخری رکھتا ہو۔ تو اتر اور اجماع کی متفہر اصطلاحوں کا جو حلیہ مولانا موسی مودوت نے رو عباسی میں بند
ہے تابل دیا ہے؟ (شبیہ)

ترجمہ سیخ الحنفیۃ تفسیرہ علمہ شیرازی حمد عثمانیؒ

چھپائی عکسی دورنگی۔ حروف روشن۔ حافظہ نہ ایں۔ جلد سیخ پاکستان سے منتگھے گئے ہیں۔
جلد طلب فرمائیں۔ ہر یہ محدث نہیں رہی۔ (تبن سیخ ایک ساقط طلب کرنے پر یہ بچھا دیا)
مکتبہ تجھی (دیوبند) (یو۔ پی)

قرآن مترجم

چند خاص کتابیں

مولانا اشرف علی کی اس کتاب کا پورا نام **النکشف عن مھمات التصوف** ہے۔

تصوف اور اس کی حریتیات پر اپنی بہس طویل کتاب میں شکل میں اور درحقیقی تکات کی توضیح دیتیں۔ علوم و معارف کا شعبہ تازہ بہتر ایڈیشن۔ قیمت جبار دش رہو پے بارہ آنے۔

آمین، حقیقت نما اس کی سرکاری تدوین میں مولانا ابرشام جبیدی مغربی مورضین مسلم فاطمیین پر جو متعصبانہ الزامات لگاتے ہیں ان کے ففقة دل اور دندان کن جوابات عجیب کتاب ہے۔ قیمت مجلد بارہ رہو پے۔

فائز عظیم کے سرکاری خطوط میں اس نام کے بعد جی رہ جاتی ہے کہیں بہاکتاب آپ کے مطالعہ کی بہترین جیزی ہے بڑی نقطیع کے لئے صفات لفیض طیاعت۔ خطوط کی تعداد اور قیمت جبار دش رہو۔ مجلد اعلیٰ چودہ روپے۔

مسلمان عوام اس کے شہر و صنف فرید وحدی کی عربی ترجمہ مولانا ابوالشکام آزاد کے علم سے۔ مقدمہ بھی مولانا آزاد ہی کا ہے۔ قیمت مجلد چارہ روپے۔

خطابات امداد اس اسیرت بنوی کے مختلف پہلو و نہر مولانا جس قدیم تریں ہے تھا جیسے میلان ندوی کے خطبات کا یہ جمع شیخ حنفی کی تاریخ کی روشنی میں نامور حقیقت الظرف طیبیز کی مشہور کتاب کا اردو ترجمہ مولانا عبد الحمید فتحیانی کے قلم سے قیمت چھ روپے (مجلد سات روپے)

علمی۔ تاریخ اور سیاست کی روشنی میں یہ بھی طاحین ہی کی

ابن ماجہ اور علم حدیث یہ اس کے جامع ابن ماجہ بڑے پائے کے حدیث لذتی ہے۔ ان کی تفصیلی سوانح کے ساقہ اس کتاب میں تدوین حدیث کی تفصیل تاریخ اور ان جانشینیوں کی روادویں کی گئی ہے جو حی خیں۔ نے صحیح حدیث کے مسلسلہ میں کہیں کثیر معلومات کا خزانہ۔ مجلد آٹھ روپے۔

ذکرہ مجدد الفتنی متعلق بہترین محققانہ اور سیر جمل مقالات کا بیش بہا جموجع۔ اس کتاب کا ترجمہ اسی اپنی زریں تاریخ کے ایک اہم باب سے تاد افت رہنلہ ہے جو بہت بڑی محرومی ہے۔ قیمت مجلد چارہ روپے۔

کتاب زندگی امام بخاری کی الادب المفتر کا اردو ترجمہ بہترین اخلاقی تعلیمات پر مبنی احادیث کا مقدمہ ترین جھوہ جس کے جامع امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی۔

سنن دار می شریف حدیث کی مشہور کتاب کا اردو ترجمہ جو ۲۳۵۶ حدیثوں پر مشتمل ہے۔ حسدیہ مجلد آٹھ روپے۔

محدث امام عظیم (مع ترجمہ فارسی) امام ابوحنیفہ کام مرتب جس میں مولانا عبد الرشید فتحیانی کا بہترین معلومات افراد مقدمہ بھی ہے۔ قیمت مجلد آٹھ روپے۔

صحیابیت اُن برگزیدہ خواتین کے حالات جنہوں نے اللہ کے آخری رسول کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا تھا۔ نیاز چھوڑی کے قلم سے۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

سفیفۃ الاولیاء داداشکوہ کی تالیف جس میں رسول اللہ صاحبؐ کی مشہور تریک خواتین کی حالات ہیں۔ قیمت مجلد چھ روپے بارہ آنے۔

گرامی نامہ اور اس کا جواب

۱۳ جون منٹس کو مرکزی جمیعت الطلباء دارالعلوم دیوبند کا ایک ملتوی پرس و سچی اعلوں ہوا ہے جس کے لفافر یہ الفاظ درج ہیں

"گرامی نامہ جناب خارقانی صاحب ایڈٹر سال تجسسی دیوبند"

اگر حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب بطلکشم دارالعلوم کی تصنیع کے مشتمل پڑاز تجھیہ فکر کے الفاظ درج ہو سکتے ہیں تو مرکزی جمیعت الطلباء کے امام علی کی طرف سے آئے ہوئے الفاظ پڑ بگای نامہ کے الفاظ موجب حیرت نہیں ہوتے چاہئیں۔ بہر حال آپ یہ ملتوی اور اسکا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

تاریخ ۱۴ - ۱۳۶۹

جناب ایڈٹر تحقیق صاحب سلام منون

عرضہ دنار سے دارالعلوم کے داخلی معاملات میں ایک بھی سادا خلت اور اکابرین واسائد دارالعلوم کی شان میں نامناسب کلمات اور افساوی و بازاری طنزی طنزی جملوں کا تقلیل میں استعمال اب تک ہم تمام طلباء دارالعلوم کے دلوں کو محروم کرتے رہے ہیں۔ اب تک ہم نہایت صبر و تحمل سے کام لیا۔ لیکن اس حرکت طیب پر آپ کی روزافزوں ترقی اب ناتقابل برداشت ہو گئی ہے جس سے آپ کو یہ آجنا چاہئے، پھر یہ ک شخصیاتی طور پر کسی خاص فرد کا نام خواہ صراحت یا اشارہ سے کر ان برلناری جملوں کا آپ کی نہایت نامکروہ اور ذمیل حرکت ہے جس کے بعد میں ہم جلد طلباء دارالعلوم کے جذبات کو جسر درج کرنے کا لئے آپ نے نہایت اوج ہم تھیں اس استعمال کئے ہیں۔

علاوه ازین آپ کا مقصود اس سے صرف ہم طلباء سے چھپر خوانی ہی ہے تو بزرگوں کا سایہ طریقہ چھپر بیدان میں جتنے اور جن شرائط کے ساتھ اور جس طرح بھی آپ چاہیں بالمشافع لفظوں کو لیں ہم ہر وقت اور ہر حکمتیار ہوں۔ بہر حال نہایت سختی کے ساتھ آپ سے یہ کہا جائے کہ آئندہ سے اس طرز تحریر سے باز آجائیں۔ ہم تمام طلباء آپ کی اس طرز تحریر و طرزِ عمل کی نہایت نظرت کی گاہ سے دیکھتے ہیں اور سخت تم و خصوص کا اطمینان کرتے ہیں۔ ایسی ماضی قریب میں غیر مناسب عنوان کے ساتھ آیا پر

ہوں اگر کوئی ملی اختلاف کسی مسئلہ میں ہو یا جامعی نقطہ نظر سے مغل طلباء دیوبند سے آپ کا اختلاف ہو تو اس کی نہایت مہذب طریقہ پر ملکی رنگ میں لفظوں کیں ہیں کوئی اعتراض نہیں

خوش نہیں میں تھے رامت مسلم کے تعاون سے چلنے والی بُری
درستگاہ تاکہ ہمت کا مشترکہ سردار ہے اور اسکی چار پریاری ہیں
تو کچھ بیشتر آئے اس پر تعمیری و اصلاحی نزدیک نظر سے فتنہ و
استساب کرنے سفر و ملت کا جائز حق ہے۔ خصوصاً جن لوگوں نے
بیان سے فراخخت حاصل کی ہے وہ تو اور زیادہ اس کے سخت
۔۔۔ بلکہ ذمہ دار ہیں کہ اس کے نیک و بد پر نظر کھیس لے یعنی
پڑنے پر اس کے بارے میں گفتگو کریں ۔۔۔

یہ تو بھی اصولی بات یہ کہ جہاں تک بھارتی ذات کا تعلق
ہے ہم بالکل نہیں بھٹک کر کوئی مخالفت نہیں کا رکھتا
ہم ”عرضہ دراز“ سے کر رہے ہیں۔ آپ ریکھ کئے ہیں کہ ابھی
ماضی قریب میں بیان آپ کے اور اعلیٰ دارالعلوم کے
نہیں کافی معرکہ بیشتر آیا ہے اور کچھ بھارتی ہی انہیں ساتھ
اپنے دیوبندی کی آنکھوں کے ساتھ تو گذاشتے۔ نئیں ہاؤں شدہ
میں ہم نے ایک بالکل ضمیم اشارے کے سوا اس سے ریکھ
نہیں کھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دارالعلوم کے ”دھنسی
معاملات“ سے ہمیں کچھ زیادہ سر دکا رہیں اور ان احوال و
و اتفاقات کی تشویہ نہ ہم نے پہلے پسند کی تھا کہ تھیں جن
سے اس بقدر میں درستگاہ کے بارے میں عام مایوسی پھیلے اور جو
اور احتجاجوں کے سوا کوئی ہو گا جو اس درستگاہ کی عظمت اور ہمیت
سے انکا رکھنے کے اور بتھادوں کے سوا اس کی نیت ہو سکتی ہے
کہ اس مرکز علوم دینیہ کے ناموس پر حرف آتے۔ پھر بھی اگر
ہمارے قلم سے بعض الیے جملوں کا صدر پڑا۔ یہ جن تو آپ کو
شدید سورج طین لاحی سے توقیع کیجئے ان کا منشاء آپ کی
دل آزاری تھی نہ دارالعلوم کی صادرات۔ بلکہ ان کا واحد منشاء
یہ تھا کہ معظم حضرات نرم اور سیارہ مدنیۃ معروف رضا کو لائق
اھتمام نہیں سمجھتے ہیں انہیں ہمارے تائغ و تند فقرے ہی اس
بات پر آمادہ کریں کہ جن امور نے طلباء کو شدید خشکابیت کا
دو قبیلہ پہنچایا ہے ان پر فوری توجہ بندوں کی جائے اور کٹلش
کو ان مراحل تک پہنچنے سے روکا جائے جو اس مقدمہ سکا
پر حکومت کی دارالعزی کا دل پیشہ ہو سکتا ہے۔ یمنشا آپ قول
نے فرمائیں تو آپ کی خوشی۔ ہم بھرمان ہمیں کہا ہیں نیت ہے

شارع نے اور تقلیل۔ اس صفات پر ناقابل برداشت طرز تحریر رفاقتیار
ارتا نہیں ہے مکروہ و اذکار صحیح و ذمہ دار ہوتا ہے، اس سے بھر سخت
نفرت کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس سے بازاڑے کی سخت تاکید
کر سکتے ہیں۔ آپ ہمارے جذبات کا احترام کرستے ہوئے آنکہ
سے تقلیل میں کلینٹ انسداد کریں۔

قطعہ دارالسلام
سید محمد ظہری چیماری

دانظامی مرکزی جمیعت الطالبہ دارالعلوم دیوبند

مرکزی جمیعت الطالبہ دارالعلوم دیوبند

الجواب

بسا ب محترم! و علیکم السلام۔

نایت نامہ ملا۔ آپ یقین فرمائیں یا نہ فرمائیں پیر ہر حال
حقیقت ہے کہ اپنے اعزاز تحریر کے بارے میں جو کچھ راقم الفرق
نے اس شمارے کے ”اعزاز سخن“ میں لکھا ہے وہ انجام کے
تاریخی کی آمد سے کئی روز پہلے لکھا ہے۔ گرام نامہ و صول
ہوئے کے بعد خیال بھی پیدا ہوا کہ آغاز سخن کو قلم زد کر دیں یوں کیونکہ
آپ بھی اور اکثر لوگ بھی یہی مان فرمائیں گے کہ یہ اعزاز نامہ
آنچاہ کے داخلی آئینے خط سے منتشر ہو کر لکھا گیا ہے، لیکن: لمحے
اسے قبول نہیں کیا اور تمہیر کا طالبہ ہی رہا کہ جو اعلان و احتراف
کو تمہارے خلاق و دیانت کا تقاضا سمجھ رہے ہو اسے ہر حال میں
شارع ہونا چاہئے چاہیے اس کا کوئی کچھ بھی مطلب لے۔ چنانچہ
بزرگی اور مردمو بہت کے الزام کی پرداز کے بغیر اسے شائع کر دیا
گیا ہے اور یہ شخص کو اختیار ہے کہ اس پر جو چیز چاہیے قیاس
آرائی کرے۔ آپ منہ سب معلوم ہوتا ہے کہ جناب کے دلائل
کا بھی جواب عرض کر دیا جائے۔

دارالعلوم کے ”داخلی معاملات“ کے الفاظ لکھ کر اپنے
پیلی بارہیں اس سڑنہاں سے آکا ہ فرمایا کہ دارالعلوم کوئی قوی
و ملکی راست نہیں بلکہ کسی ذاتی و نجی ادارے پر مستقل بالذات
اُسیت کا نام ہے جس کے معاملات دو قرآن پر داخلي اور نجی
معاملات کی اصطلاح منطبق کی جا سکتی ہے۔ ہم اب تک اس

ہے تو چھر میں کچھ تھیں کہنا۔
یہ ارشاد کر

”اس کا انجام آپ کے حق میں اچھا ہو گا“

سرائے بخوبی پر اپنے طرز تحریر میں تو ہمیں ہر حال اصلاح کرنی تھی جس سے آپ خط نہ بھیجتے تھیں یہ خیال نہ پہنچتے تھیں لہذا تو راشد اللہ آستہ نہ گزرے گا کہ ہمارے انجام کی بارے میں اور آپ اپنا لامبک زوالِ عالم والا کام کے ہاتھوں سے نکل کر بندوں کے ہاتھ میں لگئی ہے۔ اپنے جسمانی و مادی ضعف اور آپ حضرات کی قوت و سطوت کا علم و احسان رکھنے کے باوجود ہمارا بیقین پہنچنے بھی بھی رہا ہے اور انشا اللہ آستہ بھی بھی رہے گا کہ عزت و ذلت دینے، لفظِ تعصمان پہنچا ہے اور ناکام و کامران کرنے کے لئے اختیارات رب العزت ہی کے ہاتھ میں ہیں، وہ چاہیں تو سات تالوں میں موت آجائے تو چاہیں تو قتوپوں کی لشکری صحیح سلامتیں لٹکے آپ کے ہاتھوں زیادہ گزیادہ یو کچھ تھیں پیش آئتی ہے وہ ہی ہو کا جو ہمارے چنانچہ حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو پہنچایا۔ کوئی مضائقہ نہیں ہم نے اتنے گناہ کئے ہیں کہ ان کی معافی کا سب سے آسان وہ پراسید راستہ بھی ہو سکتا ہے۔ جس موت کو ہر حال آتا ہے اگر وہ افراہِ سینا ہے تو سارا دن اور دن جھوم کر کر بیکا دل کو سکون رکھ کو آرام آگئے موت آگئی کہ دوست کا پیغام آگئی

آگے آپ نے فرمایا ہے

”آپ کے ذاتی حالات اور گھر یو معالات کا ایسیں ابھی طرحِ علم ہے اور اس کے بارے میں چارے پاس کافی نہیں کہ زیادہ مواد سے پہنچنے پر سر عام اچھا نہیں، لیکن اسے جو نکل پسند نہیں کرتے اس نے آپ نکل رکے ہوئے ہیں۔ اگر یہ گرامی نامہ جمیعتہ الطلباء کے اربابِ حل و عقولی صولہ بید اور مرکوزی بکشی کی نزیر نگرانی مرتبا ہے تو ہم کہیں دیکھ کر جو صن نظریں ہیں جمیعتہ الطلباء کے ختم و خواست اور تبریز سے قائم ہوا تھا اسے اس خاص حصہ خط نے بلا صد صرف پڑھایا۔

فیصلہ تحریر کا شامہ نہ ہے تھا۔ نہ ہے نہ انشا اللہ ہو گا۔
ہم نے اپنے فلم کی تحریر میں ہوتا کہ جنت کی تحریر
کیا ہے اس کے بعد یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ جنت کی تحریر
الگیر الفاظ آجنبات نے ہماری تحریر میں کے بارے میں اسی
فریادے ہیں ان کی شکایت کی جائے۔ ابتداء س جھرست کا ایسا
عزیز کریں گے کہ اپنے اس پیش نظر مکتب کو اگر آپ طرز تحریر
اور لب و لبجھ کے اعتبار سے ایک سیحاری ہی نہو نہ تکریش کرتے
تو ہم بھی سچ میں جائے ہیں واقعہ تحریر بھی ہوئی ہے اور ہم
بھی اپنے گرم و تلخ اسلوب چھوڑ کر اس اسلوب نگارش کا تبتیع کرنا
چاہیے، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جس مہربخیں تو
کام لیتے رہتے ہیں کہ آپ تذکرہ فرمائے ہیں اس کا لائق تقلید
نہو نگرانی ناہی میں موجود نہیں ہے اور ہم اس سعادت سے
محسہ و مردہ گئے ہیں کہ مرکوزی جمیعتہ الطلباء کے ناظمِ اعلیٰ کے
طرز نگارش سے بچے بیکھ سکیں۔ ہم جو خود بھی اپنے طرز تحریر
کی زہر ناکی کی احسان رکھتے اور اعتراف کرتے ہیں باوجود کوئی
کے بارے نہیں کر سکے کہ کسی شخص کی تقدیما نہ تحریر کے بارے میں
ہم نے ”اشانوی و باناری طرز“ کے الفاظ استعمال کئے ہوں
یا کسی کے فعل و عمل کو شیخ اور سکر وہ دلیل ”قرار دیا ہو۔ آپ کا
مرتبہ اور جمیعتہ الطلباء کا وقار بہت بڑھ جاتا۔ اگر اپنے گرامی شہ
کی آپ ہماری سیاستی اور جیوئی ہیں کا ہیں اپنی اعلیٰ صحتی
اور بڑے ہیں کا آئینہ دار ہیں۔ ہم اپنی تحریر میں کہتی ہیں
”عزیز شیں کر جائیں، ان کی جیشیت الغسادی لعزیز شیوں کی ہو
اوٹھنی امتار سے جو اس قدر جیوئے ہیں کہ ہماری کوتا ہیاں
دو تک جسدی ہیں ہو سکتیں، لیکن رازِ العلوم کی سر بری جمیعتہ الطلباء
کا مقام و موضع بہت بلند ہے۔ اس کے ناظمِ اعلیٰ کی ہر تحریر و
تھریر پر ہم کا اعلاء ہے ہوئی جاہے۔ ان کے شایان شان
بالکل نہیں سمجھے کہ کسی ملزم کو حلم و میانت سے فدا کش کرنے کے
نجاہے پہنچنے کی قدم پر دلیل و سر اکر نے اور دراست دھوکائے
کی جنت فرمائیں۔ ہمیں تہذیب و تشریف کا سبق دیتے و ملے
دوست کو خود بھی تہذیب و تشریف کا محیاری نہو نہ اپنے مکتب
ہیں پیش فرمائہا ہیں تھا۔ اگر ان کے نزدیک بھی معیاری نہو

جنا ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ہمارا منشار کسی ذات خاص کی تحقیر و دول ازارتی نہیں ہوتا بلکہ ہمارے نزدیک پورنگہ والعلوم کسی کی ذاتی حماکتا نہیں، کسی کی پرائیوٹی پہنچ نہیں، کسی کی کسی سلکیت نہیں بلکہ قوی و ملی سرمایہ ہے اور اس کے سفیدی، سبیاہ سے دیپسی لیانا عالمی اسلامیں کا حق ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کا تضور حق ہے جنہوں نے اسی کی خاک سے اپنے فکری لب و لعل کی آرائش کی ہے، جنہوں نے اس سے علم کی دولت می ہے، جو اور کئے ہیں تو اس کے شامل ہے۔ اہم اہم دل کی تڑپ کا فذ پر امتحان ہے ہیں۔ اب یہ الگ ایسے کہ اللہ کے اس عمل میں لفظ و بیان کے توک پک درست نہ ہو سکے ہوں اور ہمارے طرز تحریر میں قابلِ اعتماد خامیاں رہ جائیں تو اس کے لئے ہم نے پہنچی جلی، ہی کے صفات میں الہار نداہست گیا ہے، اور اس وقت یہی کہ رہے ہیں سنبھلیوں اور اور رکھتے ہیں کہ آئندہ شہبزادہ کو سبک خرامی کی زیادتے زیادہ تلقین کریں گے۔

”بزرگوں کا ساطر لفہ“ آپ نے کس لیے کہا یہ بھی واضح نہ ہو سکا۔ ہم نے تو ہمیشہ نام لیکر اور کھل کر تقدیم کی ہوں میدان میں آئے کی دعوت آپ اس شخص کو دیتے ہیں جس پر سب سے بڑا ایام ہی ہے کہ وہ میدان میں کوڈ پڑتے کام بیٹھے ہے ”مالشانہ گلکو“ اگر آپ نے دھکی کی اپنی حرکت میں کہا ہے تو ہمارا جواب دیجی ہے ہو ہم بھیجیں دے آئے، یعنی طلباء ہمیں کوئی لگ نہیں، ہمارا راستے سمن ان کی طرف رہا ہے، بلکہ ہم تو یہ خوش گفتوں سے کہ طلباء ہی کی بھتی وہ تھی ہے جو پر خلوص اتحاد و صحت مند ذکر و عمل سے کام لے تو ہمیں کی ان حصہ ایجوں کی اصلاح کر سکتی ہے جو ہمارے ذکر و بیان کی محتاج نہیں۔

یہیں الگی تراست کی سطح پر ہے ایسے کہی جوئی ہے تو ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم تو جو کچھ کہتے ہیں وہ چھپ کر ہزاروں لئگوں کے سامنے تارا ہے اس پر کوئی ہمیں بالمشانہ گلکو کی اثر دال سکتی ہے۔ اس پر اثر دالتے کا تو دادر دار است رہی ہے کہ آپ بھی ہمارا درپریس ہیں دیں۔ ماہماں دارالعلوم موجود ہے۔

اس سے قطع نظر کہ اس دھمکی کی حقیقت کیا ہے، الگی کی بھی ہم ہمچوں کے بعض قبیع و مکروہ حالات کا علم آپ حضرات کو پرتوں بھی ایک بھارتی بھر کم ذم دار جماعت کی حقیقت ہے اس طرح کی تہذیب آپ کے شایان شان نہیں۔ چھے آپ نے اسی کو اپنی شان کے مطابق سمجھا تو ہمیں کچھ نہیں۔ ہم صرف انسانی عرض کریں گے کہ ہماری اور ہمارے ملکہ والوں کی زندگی کھل کتاب کی مانند ہے، کوئی ہولناک پہلو اگر آپ حضرات کے سامنے تباہ ہو تو بیاناتیں اسے اچھاں کے رکھدیں۔ اپنی دھمکی کو اپنے ہمارے آئت، ہطر ز محل پر ہو قوف کیا ہے۔ ہماری تمنا ہے کہ اس تو قوف کو رہنے دیں اور آئندہ ہماری تحریریوں سے انکو خلاصت پیدا نہ ہو سکے بھی اس مواد کو ضرور کوچھ و بازار میں رکھنے کی مکمل فرمائیں جو آپ کے پاس کافی سے زیادہ ”حجہ“ ہے، اسیں اپنے ہمیزوں حلات کے کمی ملکہ گوشے کا اگر علم و احساس نہیں ہے تو آپ کے ذریعہ اس تجھیسی کا ازالہ باعث نہ کریں گا۔ اور جو عوام و خواص ہمارے خلوات سے سے آج بھی گھرا منظم رکھتے ہیں، انہیں اپنی ملکی پرانتہ ہو جائے گا۔

”طلبا“ سے چھپر خانی“ کی بات ہماری ماقص فہمیں نہیں آئی۔ تجھی سب کے صامنے ہے کوئی انگلی رکھ کر بتائے کہیں ہو، فخریے خ طلباء سے چھپر خانی“ کی خوازی کرتے ہیں، طلباء سے ہم کیا چھپر خانی کریں گے جیکہ تم خود بھی آپ ہی کی طرح یہاں کے طبق علم رہے ہیں اور آج بھی دارالعلوم سے منصب ہوئے ہیں خفر جھوس کرتے ہیں۔ ہماری عرض و محروم کا رخ ہمیشہ اپنے اس ائمہ کی طرف رہا ہے یا پھر ان کی طرف جو دارالعلوم کے پہاڑ اور سدار کے ذمہ دار ہیں۔ علاوه ازیں پہلی ہم نے کہیں نہیں کی۔ ذاتی تضییک و تشریف سے ہمیں دیپسی ہوئی تو ہمارا قلم صرف، اسی وقت حرکت میں داؤ جسہ ہمارے اکابر کی طرف سے ابتداء ہوئی بلکہ ہم سال کے ہارہ چھینیں ہیں بہرہ اپنا ارمان پورا کر سکتے تھے۔ بشہ طلکیہ وہ ہوتا، لیکن جو کسی صفائحہ ہی وہ ہیں کہ عام حالات میں ہم کبھی شخصی و ذاتی معاملات سے دار محسن اور کہتے اور طبی میہا حدث کے ذمیں میں بھی صرف ایسی ہی ” ذاتیات“ تک جانتے ہیں جن کا رفتہ قوم دنستگی مودودیاں

آپ نے "سخت تاکید" اور "سخت علم و عقده" اور نہایت سختی کے ساتھ "بیسی الفاظ تحریر فرمائے کی جو زحمت کی ہے اس کی صورت بالکل نہیں تھی۔ اس عاجزگر کے لئے آپ کی رسم تاکید اور شریں فہاش بھی اتنی ہی خوشبو ہی معتبر موجودہ فہاش تھے اور تہذیب کے عوض آپ ایک بالطم و رافت کو بھی آزمادی کیتے تو اشمار الشاپ کو معلوم ہو جانا کہ آپ کا حافظ تشدد و تغیر کے کہیں زیادہ محبت و اخوت کا بندہ ہے۔ بنرا آدمی ایک بیک و تنہا فرد کو دھکی دیں اور ڈاٹ ستائیں پیغام، تا قابلِ رشک نہیں ہے جتنا یہ نظر کر طاقت والے مند اقتدار پر مشکل بھی جس اخلاق کا کر شد و کھلائیں۔ آپ حضرات کو اس تاریخ سے کتنی بھی تنفس ہوا درج سلوک ہا سے اس سے کر گذریں لیکن یقینی فلکوں نہ فرمائیں کہ آپ کی جمیعت الطیار اس اسلامی اخلاق کی نمائندہ ہے جس کی سیاست دارالعلوم کی طرف کی جاتی ہے۔ آپ نہایت نہیں ہیں کہ اس کی خطایں ایک فرد کی خطایں سمجھ لی جائیں۔ آپ دنیا کی معظم ترین دینی درسگاہ کی کلی متاع ہیں۔ آپ قوم کے ممکن ہیں۔ آپ من جیت المجموع کو دو قار و عظت ہیں، آپ جماعتی حیثیت سے جو کچھ کریں۔ لکھیں یا کہیں اسے اربع و اعلیٰ اور مناز و منایاں ہونا چاہئے۔ آپ بھی اگر تحریر و تقریر کے اعلیٰ نہوں سے اور جس اخلاق کے دلپذیر خاکے دیپش فرمائے کے نوبے الا کس سے ادب لکھیں گے۔ پہلے یہ کہاں سے تیز لائیجیے، آپ کے مکتب سے فدوی کو بہت سرت ہوئی۔ پیسرت اور برجاتی اگر اس کے طرز لگاڑش سے جس تحریر کا کوئی سبق نہ مل سکتا۔ آئندہ آپ جو کچھ لکھیں، جو کچھ کہیں اسے صوری و معنی دلوں اعتباً سے ارفع و اعلیٰ ہوتا چاہئے۔ جنی کا اگر آپ ملائیں العرب بھی یا انگلیس تھیں بھی کسی مفہور کو قتل بھی کہیں تو قتل کا انداز فقابلِ رشک اور آئندہ قتل فسید و حسید ہونا چاہئے تاکہ دریختے والے یہ اختیا پکاراں ہیں

نظر لگے کہیں ان کے دست و بازو کو ایک آخری بات خدمت اقدس میں اور عرض کرنی ہے کیا دل آوارا اور بیانت انگریز تحریر یہ لکھا ہے اسے ہی لئے جو مروی یا ازوفون کوچی اس جرم میں ماحوذ کیا جا سکتا ہے؟ الگریجا سکتا ہے

اس میں خلاف مصلحت بھیں تو بھی حاضر ہے، آپ کی تحریر اگر معیار صحافت کے مطابق ہوئی تو یہیں اپنا ہی بدا چنے ہی پڑے ہے میں چاہئے سے احتراز نہیں، لیکن اگر تحریر متابع سب نہیں تھی تو عالمی زبر مختلف فیصلہ مسلکہ میں ہراس شخص یا جماعت سے رو در رو گلشنگوئے کا ہر وقت تیار ہے جسے آپ منصب کروں۔ شرط یہ ہے کہ دو ایسے ترقی علیہ حق (حکم) موجود ہوں جو اگلے تکوں کو کچھ عیش فدا و اجدیل کی حدود میں نہیں تھیں دیں بلکہ شخصیات کی رعایت سے بخیر نہیں والا کی پر عادلانہ فیصلہ دے سکیں۔ اور اگر آپ کا مقصد علمی بحث نہیں بلکہ "مسجد" میں تھا کہ اس کے مطابق کی طرف اشارہ ہے تو معلوم ہوتا چاہئے کہ اس کے ذریں بھیتھی تیلی چیزیں آتی رہتی ہیں۔ مثل دُو آئیں بھکر لکن تکوں کو اگر بخات کے تر دیک بزرگی میں تو ہم احتراف کرتے ہیں کہ اس موضوع کا تلقین کارہیش سے بزرگی میں تو ہے، اسکی بزرگی "گفتہ آید و جدید" دیگر اس کا سماں بارہ سال سے لے رہی ہے آئندہ بھی وہ بزرگی رہے گا۔ لے قیلاں اشخاص دا فراستے کوئی بحث نہیں ہو صاف تام سے ای غزال و اغوال سے تعریض ہے جو اسلامی تبلیغات کے مٹا فی احوال اخلاق و کردار کی ضد ہیں۔ وہ بھی طلبہ کی دل آزاری کا ارادہ نہیں کرتا ذکری کی غریز و حرمت سے کوئی تھا تو اس کے ساتھ یہ ستم خلائق بھی بارہا ہوتی ہے کہ تیلی بھیش کرنے ہوئے ہیں، بھیش کو کا تصور نہیں اس کے ذہن میں نہیں ہوتا انہیں یہ سے بھونیں بھیں تو کچھ لوگ مثل لا قیاس کر لیتے ہیں، اور کوئی کوئی کسی کے سر اڑھاری جاتی ہے۔ اس طرح تاکہ دگا ہوں کا داش بھوک اسکے دامن پر لگ جاتا ہے۔ آپ ٹھن رہیں وہ ادنیٰ درجہ میں بھی اپنی دل آزاری کا خواہاں نہیں۔ پھر بھی آئندہ اگر آپ کو اس کی تحریر دل خداش صنوم ہو تو دوسروں ہیں، یا تو اس کو مطلع فریادیں کہ تیری خلاؤں تحریر قابل گرفت ہے۔ یا کچھ اس میں اپنے مرتبہ عالیہ کی سبی محسوس ہو تو ہے دھڑک تکوار کے لگھات آثار دین اسے اسکے تو یہ لگان رہا ہے کہ اس کی موت کسی بعثت کے لامتحوں آتی ہے، لیکن اگر دوستوں ہی کے ہاتھوں یہ کاڑ بخیر اسحاق پاٹا ہے تو مقدرات کو کون بدل سکتا ہے۔ والاش عادیتا الامور

(ضمیمه بخلي)

سید جواد شفیعی

وہ نامہ عثمانی دوست

حتم قابلین، واللهم علیکم

بی مردی پر سیسی حاجی کتابت کر کرایی سے عاجز کے والد مولانا مطہر الدین اور شدید عذالت کی
اکالیع اُنیں اور زندگی کا سفر پر مدد و نظر پڑا۔ ایک مسلمان دوسری کتب ہے۔ غیرہ عادی ہاتھ
پس اٹکا پڑھ (باحت اگست نمبر ۱۹۴۵) کتاب کی نظر پڑھ کر۔ اس کتاب کا سبب کو گرفتاری خود
پری ہیکل نہ سپت ایزدیں کئے جاوہ ہے۔ ایک دوست کو اونت دوستہ شروع سیہتر میں
ڈگت دیکھتا ہے اسی دوست کو اس کتاب کو خداوند کر دیتا جائیگی۔ وبالآخر التوفیق
اگر پیغما بر واللهم کے پیغما بر و نوری کی ریاست کا پیغما بر کو درفل احسان ہوگا۔

شدوں کا سلام ہے گا علی عثمانی

میر علی دلیر

اگر آنچھا ب کی قوت فیصلہ صاحبزادے موصوف کی
پیش قدمی اور جاریت کو تہذیب و ممتازت ہی کے نامے
میں رکھتی ہے تو پھر خدا را ہماری خیر برداروں میں سے ان کلمات
کو جھانست کرتا ہیں جو ان کے کلمات سے بڑھ کر شیخ دریک
محسوس ہوئے ہوں۔

مرید سادہ تور دے کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ تو فیض

فقطہ السلام۔ ماءِ زمان

تین نئی کتابیں

شاہ جہاں کے ایام اسیری اور عہد اور نگزیب

اس دور کی تاریخ جب تاک محل کا حالت اپنی اندر گی
کے آخری لمحے پس دیوار زندگی لزار برداھا۔ جب مغلیہ سلطنت
پر ادیار کے ادل چھائے ہوئے تھے۔ جب شاہ جہاں کی
ورزی ہی آنکھیں اپنے بیٹوں کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا
دیکھ رہی تھیں۔ جب ہندوستان کی سیاست ایک نیا حوزہ
مر جی تھی۔ ایک صحتی شاہد کے قلم سے صفحات ۷۰ سے زائد
مجلد مع حسین کو۔ قیمت بارہ روپیے۔

حہات سرور کائنات

مُلا داحدی کے قلم سے نبی کریمؐ کی سیرت پاک
ظرف نگارش دلنشیں، زبان ملیں، لکھائی چھپائی مدد و مکمل در
دو جلد۔ مجلد مع کو۔ پونے آٹھ روپیے۔

تبرکات آزاد

مولانا آزاد کے، ۹ خطوط اور مقامات کا جھوہ
جسے غلام رسول ہبھتے تبرکات کا درجہ دیکھ مرتب کیا۔ مبدداً
مع خوبصورت کو۔ قیمت سالہ ۱۰ روپیے۔

مکتبہ سچلی دیوبند

ذکیا آپ نے حضرت ہشم صاحب کی کتاب ملاحظہ کی ہے جسکے
سب سے پہلے ہی سرما میں جنگوں کو "اطفال" مختار
دے ڈالا گیا ہے، اور جس کے شروع ہی کے دھنلوں میں
ان کے عالی مقام صاحبزادے نے اپنی دسترس کی آخری
حرب کے جنگوں کو بدے سے بدتر اور ذلیل سے ذلیل اعاظہ کا
ہدف بنایا ہے۔ محمود محمد عباسی کی تھوس علمی و تحقیقی تابع کے
"رسائلہ نہاد" میں کیا تم تو ہیں امیر تھا کہ دری سطح بعد
اسے انتخابی گراہ کن اور بہرہ حافظ قلط فرمایا گیا۔ اور پھر
اس کتاب سے تکلی یا جسدی اتفاق رکھنے والوں کو کھلے
تلار بالاتفاق کا پیر پاکی لعی "بی پری" کہ کران کے موافق گرفتائی
پڑھنی پڑی رہا گیا۔ اس کے بعد کتاب مذکور کے لئے "بیوہہ اور پری"
کے الفاظ رقم کے چھٹے ۸

فرماتیے ان ترک تازیوں کو آپ تہذیب و ممتازت کا
منظہر سمجھتے ہیں؟ کیا ان کے نامنا سبب اور بازاری اور شیخ و
ذلیل ہوئے ہیں آپ کو کلام ہے؟ کیا ان میں تہذیب شائعی
اور علی رنگ کے وہی اوصاف موجود ہیں جن کا آپ ہم سے طالی
کر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو عمل کا تقاضا ہے کہ ایک گرامی نام
آپ صاحبزادے موصوف کی خدمت میں بھی ارسال فرمائیں
کہ اپنے والد مسٹر میم کی توصیف بجا مگر درسروں کی تدبیل و
اہانت درست نہیں، درس سے بھی عزت نفس رکھتے ہیں و
ان کے معتقد میں بھی آپ کی اشتغال اگرچہ یوں سے جسیں کہیں
ہو سکتے ہیں۔ جو شخص درسروں پر سچھ پھیکے کو اس کا شیش جس
جو اپنی پھرروں سے بھی جائے گا؟

واقعہ یہ ہے کہ جوں کے بچیں میں ہماری تند کلامیاں
بڑی حد تک نیتیں اسی اقدام کا کو ہشم صاحب کی کتاب کو
بڑی باری کے ساتھ پیش کرنے کی بجائے ایک لکھاڑا اکٹھنے
ایک پر غرور اڑاکڑہ بنا کر ہے حد طبقہ دعوے اور کہ وہ نورت یہاں
پیش کیا گیا ہے، یہ ذکر کی چوٹ ہل من صیار عن کافر وہ ہے
جس کے جواب میں

من دگر ز و میدان و افراسیاب
کا رج ستر کسی بکار افری و خستہ ہو جانا انصاف نہیں جانشیداری ہے

(از مولانا سعید احمد صاحب)

مولانا سعید پوالی مودودی

کی تعلیم میں کچھ مفہید مشورے بیٹھے جاتیں۔ ان حوالات کے خواب میں مولانا اسمودی کی نیچو پوچھتا ہے درج ذیل ہے۔

"کامیاب ہو زبانِ زیرِ تعلیم ہے اس کے بعد صرف عربی زبان ہے اور اپنی جانشینی اگر مصائب اچھا ہو تو پڑھانے

وہ ملستہ کام مودودہ کا ہوں تو ان شریعت کے وہ مالوں میں طلب کے اندرا اتنی استعداد پیدا کیجا سکتی ہے کہ وہ فیلم

میں پڑھ کر قرآن کرہ کی تعلیم خود قرآن کی زبان میں مل کر کسی

قرآن بیٹھے لکھی تفسیر کیہر درست نہیں ایکٹھی علی در جہا پر تفسیر

کامیاب ہے جس نے قرآن کا مفتخار کیا مطالعہ کیا مروار جو

طریقہ پر قرآن شہادت اور سمجھانے کی اہمیت رکھتا ہو۔

وہا پہنچ کر دن سے ان شریعت کے اندرا قرآن

کی کامیابی کا مستعد اور پیدا کر سکتا ہے اور جو

یہ، تجویز قرآن اس طرح پڑھانے کا کوہ وہ عربی

یعنی ملکی کافی ترقی کر جائیگے، وہ اسلام کی درج سے

بھی سمجھی رائفت پڑھائیں گے ایسے پر فیضر لا اش

کی کامیابی کا درودہ نایاب نہیں ہے اجھو علم جدید کے

اہر ہونے کے ساتھ قرآن اور محدثین بھی بھرپور کامیاب

ہوں جن میں اتنی اہمیت ہو کہ مغربی علوم کے خفاظ کو

ان کے نظریات اور ان کی وجود ای اساس سے الگ

کر کے اسلامی اصول و نظریات کے مطابق تحریک کر سکتے

(طاہر حظہ مذکور ۲۰۲۳ء)

اب سماز نیچے کر پات کس مرقد پر گئے ناطب ہو کر کیوں کہی
گئی اور مختار خوبیں نے اسے کیا کیا بنا دیا۔ ظاہر ہے کہ جس پر خوبی
میں اور خوبیات کی تعلیم مخفی خوبی و شافعی شیعیت و مکتبہ جو اور قائم اعلیٰ ہے اس
میں سے شکلی ہی اس کے کمپلیکس کے لئے مفت خوش کیا جا سکتا ہو رہا۔
اس کا اثر گوفروں میں ہی پسید افسوس ہوتا کہ قرآن کے

نوشتر ختم رسائلِ کشفِ حقیقت کے صفوتو پر فرمائیا ہے

"مودودی عاصمِ حرمتی ہیں کہ قرآن کے لئے کسی

تفسیر کی حاجت نہیں، ایک اعلیٰ درجہ کا پردہ فیضر کا نی

ہے" (تفہومات ۲۲۷)

دوسرے یہ بزرگ اپنے ارادتِ قندِ دن کے قطفہ پر بیدار کے

سمجھ ہوئے اقتباس پر معاشر الفاظِ قرآنی اعادہ رکھا

"مودودی جماعتِ اسلامی اور قرآن تفسیر کی تفسیر بالراس"

کی فائل ہے۔ ہر دو یہ فیضر جو کہ معاشر پر اور

ان کی نئی رسمی کا حامل اور کوہ ڈی ہیئت عربی زبان کو

واثق ہے ان کے تزویک پر یعنی رکھتا ہے کہ اپنی طائفے

اور اپنے مذاق سے تفسیر کر کے مسلمانوں کے لئے پڑھنا

پڑھنے، (نکتہاتِ پڑھتی ۲۷)

"لشونِ حقیقت" کی خاکہ پر عبارت میں تذکرہ ہے "اعلیٰ درجہ"

کا لفظ آہمی گلیا بلکہ مکتبات ہدایت میں پر فیضر ہا یہ وصف بھی ختم

ہوا اور "تعریفی ہبہت عربی زبان سے تذکرہ" تک فوہت پڑھی۔ پھر

یہی ان اقتباسات سے عدالت معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مودودی کی کفر

جن قول اور عقیدے کا انتساب کیا جاتا ہے وہ کسی خاص محل اخراج

موقوف کے لئے ہیں اور کوہیت کے ساتھ ہے، اسی کے علمبردار ہیں۔

یہیں حقیقت کرہے اور کسی سرق و سبق میں مونشن اسکو

سلیکیا کوہا تھا سے با احتفظ فرمائیں۔

علی گڑہ یونیورسٹی کا نام اس نے نہیں ملا سب جانتے ہیں کہ یونیورسٹی

عربی کی نہیں انگریزی کی یونیورسٹی ہے اس کا تمام تر مصائب و مساوی ہے

یہیں انگریزی کی اسکول میں پڑھایا جاتا ہے اور ویدیات کی تعلیم ایک جگہ

ایک جگہ دشمنی کی تیشیت رکھتی ہے ایک مذہبی کلیعیں، ملاحِ مصائب

و مذہبات نے کچھ موارد میں تصحیح کا عمل اس باہم سے خلاک یونیورسی

کے ہوا، اس کی تعلیم پاکیستانی اور ناگحٹ عالم کو مدد نہ کر سکتے ہوئے مذہبات

ایسی وستہ تھی کہ قینیں ہیں آسمانی سنجیدہ اور ذمہ دار تھے اس کا
تند و زیور سکتا تھا ہے۔ شروع سے خوبی کا سلسلہ تو ہے وشاہ،
چند عنوانات ماناظر ہوں۔

۱: مودودی صاحب محمد بن سالم کی کتابیک تھی۔ اگر اس میں
۲: ابو دین ابوبکر عقیل بن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلط ہائی
فریبا کرنے تھے روت)

۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غلط بیان کا بہتان (عہد)
اس مشتبہ نظرہ از خوارسے کے ذمیں ہیں پھر ویلیں و شہادت
جو کچھ ہیں کیا گیا ہے وہ سچی ہی اور بے اساسی ہیں اپنی نظریت ہے
بیوی بیٹھ کریں جائیں۔ مرنے اداہ کرنے کے لئے وہ اتفاقاً اس
ماڈل فرمائیے جو عنوان نہ رہے دعویٰ کے شدت پر اگلے ہی

"یہ کام اہم اعلیٰ و عظیم تو انسانی ہیں ملکی کوئی شرعاً تکشیث
نہ ہو ہے۔ ان چیزوں کی تلاش کرنے کی کوئی فرورت
بھی نہیں۔ عوام میں، اس قسم کی جو اتنی مشہور ہیں،
کی کوئی خسر داری اسلام پر نہیں۔ ہے کاروں میں
سے کوئی نہیں اگر غلط ناتباہت ہو جائے تو اس سے اسلام
کوئی انفصال نہیں پہنچتا۔"

یہ عبارت بے شک مولانا مودودی ہی کی ہے لیکن۔ سیاہ کو
سفید اور سیریں کو تبلیغ کرنے کا جو نعمودت انجمن ہمارا نام اس کے
ذریعہ تجاہز دیا گیا ہے اس کی دادا پس اسی وقت دیے گئے تھے
جب ترجمان القرآن جلد ۲۴ عدد ۳۔ ۷۔ ۱۹۷۸ء اخاکر دیکھیں
اس میں کسی صاحب نے موافی کیا ہے۔

"قرآن حدیث میں بہت سے ایسے امور بیان ہوئے
ہیں جنہیں رہا اہال کی تحقیق غلط تقریر دینی سے اس
صورت میں ہم قرآن حدیث کو ایسی باطنی تحقیق کو
کاذاہ اہال کے شغل مشہور ہے کہ وہ ہیں کجیہ
ہے تو آخر وہ کوئی جگہ نہ۔ آن تو دینا کا کوئی کوئی
انسان نے چنان بار اسے پھر کیوں کا نہ دھال
کا پڑا ہیں چلتا۔"

اس مولانا کے جواب میں مولانا مودودی نے اس سب
سب سوچنے والے دیتے ہیں

تفسیروں کے بین بھی یہ محلے جایا کریں۔ مولانا تو صرف یہی موال علی طلب
ہے کہ مکونوں سے وقت میں زیادہ سے زیادہ دینی دلیل اور
اسلامی ذات و مرات کی پوری تکمیل کیا جائے۔ اس موال کا ہم تو سے بہتر
علی اس سے تو اکیا ہو سکتا تھا جو مولانا مودودی ہی تھیں کیلئے۔ لفظ
"پردہ نیسر" کے ساتھ تکڑاں پورپ اور ان کی کوئی برائی کی جو ماننا نکر سکتا
ہے اسی میں کیا گیا وہ لفظ دیکھئے۔ دراصل معتبرین نے بات کے بیش
منظروں کو تو دیا اور تاثیری دیا اچا پر کسی اسی وحدتیت کی جو تعلیم علمائے
کرام دیتے ارسی ہیں مولانا مودودی اسے تحریک نہیں سمجھتے بلکہ ان کے
نزدیک علماء کی جگہ پردہ فیضیں کو علمی ہائی اور سلف کی بیش فرمودہ
تفسیر و تکمیل کو الائے طلاق رکھ کر اپنے ہی دلائے سے منافی تفسیر سے
کرنی پائی۔

لیکن حقیقت ہو کر تھی وہ آپ کے سامنے ہے۔ لفظ عالمہ مولانا
اد تعلیم گاہوں کی بھروسی ایک ایسی بزرگ بھروسی کی جیسا علمائے
کرام کی عمل ارجی نہیں بلکہ مغربی علوم پر حصہ پر عائے دا لے پر فیضیں
اور سچے اہل کاروں سے ہے۔ یہ مرحلہ تھیں نہیں تھا کوئی تعلیم پر فیضیں
دیں میان کی جگہ علمائے کرام لا کر رکھ جائیں بلکہ سرت۔ یہ موال سامنے خوا
کریں تھے سری کی تعلیمی پاٹی میں احوال اور اسکے علی وظیفہ کو جو
کا قوں رکھتے ہوئے کو ناطق افقياً کیا جائے کہ مغربی طرزیہ مذہب
ولئے طلباء کے ذمہ میں مغربی تعلیم کے ساتھ راستہ کوئی دینی عدالت
بھی عربی کے ساتھ ہے الہی جائید۔

اس عبورت حال میں جو ہم تو سے بہتر مشرورہ دیا جا سکتا تھا کیا وہ
اس کے سامنے کچھ ہو سکتا تھا جو مولانا مودودی نے دیا ہے اس کو
عقیدہ و ارشاد کی پڑھا کیں تک مولانا مودودی کے قول میں ہتھی
جسے معتبرین نے مشتبہ کیا ہے۔

نحو و مہش ششم پاستان کے یک سعدی دیگر حکی
درستگاہ تصوف سے ہے اور اہل مسلمان
قیزیاں بھر ہے ہیں مولانا مودودی کی کتابوں سے فقرے
اور اس ادا دلکات قطع دیر بڑی کے اشتغال انجیز، در پولنا میڈیا اس
تکمیل کرنے پر میں اخخوں سے کتاب تھی

لیکن پڑست علماء کی مودودیت سے ناراضی کے سیل
یہ کتاب، پسند طالب، انداد تحریر اور ادب بھی کے انتباہ سے

(عوڑیکسے من قتلہ المسیح اور جہاں اور صاحب مسائل اول) ریکھا آپ نے رسولنا مسود وہی تو زین حق کے ایک ذمی حوصلہ سچا ہی کے اندرازیں باطن نظریات کی ہریت اور دینی حقائق و تعلیمات کی فتح کا پر جم اڑا رہے ہیں وہ سنئے درست متاثر نہ ہو کو فرقہ آن و حدیث کی طفایت کا یقین دلار ہے ہیں لیکن معرفت بروہ سیاق و سیاق کو خوفزد کر کے انھیں ایسی پوزیشن میں چلانا چاہئے ہیں کہ الامان والحقیقت ان لوگوں کا اپنا حال تو یہ ہے کہ دل علوم جدیدہ سے واقف۔ روزگاری تقاضوں سے باخبر، دل اس کے لئے چیزیں کہیں نہیں سلسلہ کے دل دماغ دین جو زیر علم جدیدہ ہو رہے ہیں ان کا تواریخیوں کر ہو، نہ مغربی فلسفہ و مفلحوں کی تکنیک سے آگاہ، ان کی بلاسے امت مسلم کسی بھی غاریبیں گرے۔ انھیں اپنے عضووں دائرہ ارادت میں پایا نظم ارشاد و یجیت چاہئے ہیں اب تھا ہر ہے کہ مولانا مسود وہی تو ان کی پسروی نہیں کر سکتے غمیت تھا اگر یہ حضرات دوسرے سے نہ بھخت اور اپنا کام جاری رکھتے میکن الجھنا یوں پڑا کہ مولانا موسیٰ دینی کی جملائی پڑی تھی کیسے جہاں طاعت کے خون پر بر قبر گرفتی ہے وہیں ان حضرات کے بہت سے اعمال اور شمال بھی اس کی نہیں آجائے ہیں اور طریقت و تصوف کی جو دو کافی انھوں نے سجا رکھی ہے اس کی وجہ پر بھی حرمت، تائبت

مودودی مفتوم

مفتوم کے ادھر کی بات سے۔ کسی اندر کے بنے دار از اذیت اور اعلم دیون۔ اور کو ایک عبارت تھکر رکھی کہ اس کے بارے میں متولے عمارت کیا جائے دارالعلوم کے مفتیوں نے گمان کیا کہ پڑھوڑی عبارت مولانا موسیٰ کی ہوگی۔ اس پیدا نہیں کیا تھا، فتویٰ احمد اور کیا گئی۔

”المیڈر علیہ السلام معاصی سے مقصوم ہیں ان کو مرتب سعماً بھجندا (العیاذ باللہ) اپنی سنت دیجات کا عقیدہ نہیں۔ ان کی تھی تحریر فتنہ ایک بھی نہ ہے اور عام سلمانوں کو اپنی تحریرات کا پڑھنا اسی بھی نہیں۔“

فقط واللہ اعلم سید احمد علیہ السلام سیدنا کب مفتی دارالعلوم دیوبند جواب پنجھ سہہ ایت عقیدت دلالا کفر ہے جب تک وہ تجدید ایمان نہ کرے۔ اس سے قطع تعلق کریں۔ مسعود احمد علیہ السلام

”تجھے تو اپنے بھیس سارے علیٰ حقیقت و حقیش کے دران میں آجھک ریک مشاہدی ایسی خیس میں ہو کر سانش فک طریق سے انسان نے کوئی حقیقت ایسی دیریافت کی ہو جو قرآن کے علاوہ ہو۔ البته سائیں دلوں یا فلسفیوں نے قیاس کے جو نظریتی قائم کئے ہیں۔ ان میں سے متعدد ایسے ہیں جو قرآن کے جیات اسے نکالتے ہیں، میکن قیاسی نظریات کی تاریخ نہ رو جیات پر شاہد ہے کہ ایک وقت میں ہیں نظریات کو حقیقت کھلکھلانہ پڑا، یہاں لایا گیا۔ دوسرے وقت خود ہی دہ نظریات قوٹ گئے اور آدمی اپنی بکاری سے کسی دوسری جیز کو حقیقت کھلکھلایا اسی نایا مدار پیروں کو ہم اور تمہارے سکتے تیار نہیں کر قرآن کے جیات اسکے کی پہلی بھر ہوتے ہی قسمہ آن کو چھوڑ کر ان پر دیا جانے کے آئیں：“

”اس کے بعد مولانا نے سائیں کے متعلق مختلف نظریات کو فرقہ حقائق کے مقابلہ میں غلط ثابت کر کے سائیں کے اس مکان کے بارے میں اک جاں کہیں مقدیر ہے تحریر فرمایا۔

”یہ کاناوجہاں دیزہ رواضہ نے میں جھکی کوئی شرمی حیثیت نہیں ہے۔ ان چیز دل سکھنا ش کر سکے ہیں، کوئی خود رکھی نہیں۔ عوام میں اس قسمی کو باہم شہر پیش آن کی کوئی ذمہ داری اسلام پر نہیں ہے۔“

”اس کے بعد روحان اور قرآن جاہدہ اغداد مزید دھنا کر کے رکھتے ہیں۔“

”تدفے جس پیز کو افسانہ قسراہ دیا ہے۔ وہ پیخیاں ہے کہ دجال کہیں مقید ہے یا قرآنیہ امر کا ایک پڑا فتنہ پر دالر (الدقائق) ظاہر ہو نہیں اس سے خواص کے متعلق احادیث، میں جو خبر دی گئی ہے میں اس کا قائل ہوں اور جو ہم اپنی نماز میں وہ دعا نثر وہ پڑھا کہ ماہوں جیسیں بدل دوسرے تو دلت کے ایک یہ بھی ہے کہ

لائق مرتضی العرکتی تابن

کتاب میں طلب کرنے والے چند
باتوں کا لحاظ ضرور رکھیں

(۱) غیر انتی حفاظ ہو کر اور اپنے کا نہ پڑھنے میں دشواری نہ ہو (۳) مجلد اور خیر محمدی کی بھی وضاحت کر دیجئے (۴) تقریباً ہمیں روپے سے زائد کتاب میں منگلنے کی صورت میں ریلمے پارسل میں کفاہت رہتی ہے۔ اگر یہ کتابیت مطلوب ہو تو اپنا اٹیشن لکھئے۔ پارسل دیل سے اور بھی کسی رسیدہ فرماخانے سے وی پی ٹھیک جاتے گی (۵) اگر اپنے شئے خریدار میں توہین روپے یا اس سے زائد کے آؤ رہ پر کچھ روپے پیشی گی رواہ فرمائیے جیسیں وی پی کی طلاق ملتے ہی چھڑا جائے (۶) داکخانہ سے وی پی کی طلاق ملتے ہی چھڑا جائے، درکافت سے والپس ہو جاتی ہے۔

ڈو جلدیوں میں مجلد شتر رہے۔

● تخلی بسیسا سائز تیسیں پاردوں میں مکمل غیر مجلد ساٹھ روپے۔
● پانچ جلدیوں میں مجلد پیشہ رہے۔ ووسی قسم کا ہر بارہ الگ بھی طلب کیا جا سکتے ہے۔ فی پارہ ڈو روپے۔

تفسیر حقائقی [عمران اعوال الحق محدث دہلوی کی تفسیر تابعی کی
پاکے چھپ چکے ہیں۔ فی پارہ ڈو روپے صرف پارہ اول چھپ پے جو تحریک حضور پر عمل ہے۔]

تفسیر القرآن اول و دوم [عمران اسیت را پوال علی مودودی کی تفسیر ایضاً
مقبول ہے نوجہ میں، الحدائقی چھپائی پستیہ۔ پانچ جلدیوں میں
اپ کو براہ راست تحریک قرآن نکل سکتا ہے۔ دلنشیں، مستند و روزہ ہیں
میں اُتر جانیوالی۔ ابھی پہلی اور دوسری صدیں فراہم کیجاں گی ہیں۔
جد اول میں محدث ماسٹھ اور دوسرے۔ جلد دوں نہیں پڑے۔ روپے

علوم فرمائیت

البيان في علوم القرآن [مشهور تفسیر حقائقی کے صنف

کی تلہیم اشان کتابی ہے جس کی توصیف ہے علام ابو شاه صاحب
بیہی علاحدہ تحریک الفاظ لکھکر "الرجاء" کی نظر میں ہے، لیکن اقمع نہیں
خدا کی ذات و صفات تساخ ملائکہ جزاء و سزا، قبراجنت، و فدخ

قرآن مترجم

(۱) شاہزادی الریح (۲) مولانا اشرف فعلی۔
قرآن بد و ترجمہ [متوسط سازیں مجذد کریج کا ہدایہ
ساٹھ بارہ روپے۔ بہت بڑے ماتریں مجلد کا پیشہ کیجئے
راس کی لحاظی ہبہ، جلی ہے]
مولانا اشت. فعلی کے مجلد کریج کا ہدایہ
قرآن بیک ترجمہ [ساعٹھے دس روپے

قرآن کی تفسیریں

احادیث کی تفسیریں، آیات کی تفہیم
تفسیر اذن کشیر [طاہر رئیس والی وہ تفسیر جو دنیا بھر میں شہرو
مقبول ہے نوجہ میں، الحدائقی چھپائی پستیہ۔ پانچ جلدیوں میں
ہریہ مجلد پیشہ رہے۔ کوئی بھی جلد علیہ نہ سلسلے کی۔

تفصیل موضع القرآن [اردو تفاسیر میں مبادی اہمیت رکھتی
شاید القادر مختار دہلوی کی تفسیر

ہے کیاں سائز۔ ہریہ مجلد اٹلی میں روپے۔ غیر مجلد سولہ روپے۔
تفسیر بیان القرآن [امولانا اشرف علی کی علیم تفسیر ایضاً حواب
بہت بڑا سائز۔ بارہ حصوں میں لکھتے ہیں، جو غیر مجلد ساٹھ روپے۔

بیوں ناتخ فسخ استعارة و کنایہ اور اخلاقات تراجمت کی جائیں۔
صفات مکمل کا فلکھانی چھپائی میماری۔ قیمت چڑھہ روپے۔
مجلد پختہ شولہ روپے

بخاری شریف (صرف اردو ترجمہ) [مکمل تین جلد و نہیں، مجلد]
مجلد پختہ شائیش روپے
[تین جلد و نہیں مکمل]

مشکوہ شریف (اردو مع عربی) [مکمل تین جلد و نہیں، مجلد]
پدری چرس روپے

مشکوہ شریف (صرف اردو) [دو جلد و نہیں مکمل] دو جلد
مشکوہ شریف (صرف اردو) شور بیرون (مجلد پختہ احصارہ روپے)

ترمذی شریف (خاص اردو) [دو جلد و نہیں مکمل جلد]
کامیاب سول روپے

(مجلد پختہ احصارہ روپے)
محاج شریف کی کتاب این ملجمہ کا مکمل اولین

این ماجستی [ترجمہ۔ شاقین حديث کے لئے نادر تخفف۔
صلحتات ۲۶۰ ہریں مجلد بارہ روپے۔

سنن داری (صرف اردو) [احادیث کی مشہور کتاب۔
پدری مجلد آٹھ روپے

مشارق الانوار (مترجم) [بخاری و سلم کی صرف قول احادیث
کافیں اختیاب۔ ترتیب فقہی

ابواب پر ہے جس سے یہ معلوم کرنا ہیئت آسان ہجاتا ہے کہ کوئی
مسئلہ کس حدیث سے نکلا ہے۔ ترجمہ کیسا تخلیٰ شریع بھی اور عربی تین
بھی۔ ہر یہ چڑھہ روپے۔ مجلد پندرہ روپے (مجلد اعلیٰ سول روپے)۔

بلوغ المرام [مشہور امام فیض حبیب کی کتاب بخاری
کئے ہیں دینی احکام کا بیش بہا بھوٹھے۔ ترجمہ مع عربی ستن
ہریں مجلد آٹھ روپے۔

صحیفہ ہماں بن منتبہ [بخاری و موطا امام الکتب سے بھجوں قریب دو
کتاب حدیث جوشوور صحابی ابو ہریرہ
نے اپنے شاگرد ایں منتبہ کے لئے مرتب کی۔ ہر یہ سالستین روپے
د مجلد سارے ہے چار روپے۔

ترجمان الشستہ [احادیث کی بہترین فہیم و مشریع پر مشتمل
انددوز بان میں اپنی قسم کی واحد کتاب۔
اشتہار میں اس کی خوبیوں کا جمالی تعارف بھی مشکل ہے۔ بس

قصص القرآن [قرآن کے بیان ان غریبہ قصص پر لا جواب کتاب
علمی معلومات کا خزانہ میں اور محققانہ تفصیل

سے ملام۔ حصہ اول آٹھ روپے۔ حصہ دوم چار روپے۔ حصہ سوم
سالارٹھے پانچ روپے۔ حصہ چہارم آٹھ روپے۔ مکمل سیٹ منگانے پر
توفیت پھریں روپے۔ — مجلد مطلوب ہوں تو ایک پختہ جلد پر بڑھوڑ

لغات القرآن [فرائی لغات کی شروع آسان زبان میں۔ جو لوگ
قرآن کو با انتہی سمجھنے کی خواہیں اور صدقہ پختہ ہیں
ان کے لئے یہ کتاب بڑی مدد فراہم کرتی ہے۔ مجلد چار روپے۔

ظیل لغات القرآن [چھٹیں جلد و نہیں۔
 حصہ اول حصہ دوم حصہ سوم حصہ چھٹیں

حصہ چھٹیں حصہ ششم حصہ ششم حصہ ششم حصہ ششم

علم الحدیث

سندا امام احمد [ادد مع عربی] [کیدہ ۵۶۳ احادیث کا جمع
و ائمۃ الحدیث، تعلیم کے بیش بہا، پڑھزادہ میسوط مقدمہ کیسا تھا]
ہر یہ مجلد آٹھ روپے

موطأ امام الکث [مترجم عربی مع اردو] [مجموعہ جو بخاری سے پیدا
کیا ہے باہر رکھے۔ مجلد کج تیرہ روپے (مجلد اعلیٰ چودہ روپے
کا دھمکی داشت کا وہ احادیث داشت کا جمع

موطأ امام محمد [اردو مع عربی] [اعمال۔ مجلد آٹھ روپے
کتاب میں ہزار احادیث نبوی سے منتخب فرمایا و مقدمہ مولانا عبدالرشید
حلقی، حدیبیہ مجلد آٹھ روپے۔

ترمذی [آثار کا جامع عربی جسے امام البصیر
کے چالیس ہزار احادیث نبوی سے منتخب فرمایا و مقدمہ مولانا عبدالرشید
حلقی، حدیبیہ مجلد آٹھ روپے۔ آئین فہیم جلد و نہیں مکمل۔
بخاری شریف (اردو مع عربی) [مجلد پندرہ روپے]

دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ جلد اول دش روپے (مجلد بارہ نشیپے)

جلد دوم نو روپے (مجلد گارہ روپے) جلد تیسرا صد من روپے (مجلد

بستان الحدیث شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی ایک اڑاؤ

کتاب کا اردو ترجمہ۔ بلندیاں محدثین کے

حالات اور خواصات و تایفات کا پائیکرہ تذکرہ۔ مجلد پانچ روپے

از رسول نام منظور نعمان عمدہ جلد

معارف الحدیث دش روپے بارہ آستے

بخاری کی عمدہ تصنیف احادیث کا

تجزیہ بخاری جمود۔ مجلد آٹھ روپے۔

انتساب صحاح حشمت بخاری مسلم ترمذی الوداود ابن الج

اور نسائی کا پسندیدہ انتساب۔

ہدیہ مجلد پانچ روپے۔

تاریخ تدوین حدیث اندوزیں ہر دویں ۱۵ سال میں مفصل

چوب معلومات کثیرہ کا خزینہ۔ ہدیہ ڈھیرہ روپے۔

علم الحدیث فلسفہ علم الحدیث کی عمدہ تحقیق۔ سوار و بیر

سوانح اومند کمرے

اصح السیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور تاریخی

واقعات پر مشتمل۔ بیوی فیض مفضل مستند اور کتب

علمی و تحقیقی کتاب "سیرۃ النبی" کی تحریم مجلدات کے سوا اُردو میں کئی

کتاب سیرہ اس کے پلے کی نہیں۔ مجلد دس روپے۔

حیات طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک محضرا جا

سیرت۔ صوری و معنوی خوبیوں سے مزین۔

تیکت سوا دو روپے۔

حضرت صدیق اکبر رضا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے

بڑے انسان حضرت ابو حکیم

حدیثی کی مسوط جامع اور ضمیم سوانح۔ از مریم نسا سعید احمد الکراہی

تیکت سات روپے۔ مجلد آٹھ روپے (محلد اعلیٰ سائنس فوتوسیپے)

الفاروق ائمہ ائمہ خلیفہ شافعیہ میں سب نامعروف قرضی رضی اللہ

غرض کے حالات دسوچھ پر علام شعبانی کی یہ کتاب

علماء اور اسلام۔ ۲۳۷ حقیقت کی تلاش۔ ۸۰ اسلامی نظام مجیشت۔ ۸۰ رہنمائی

دنیا بھر میں ہوئے۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

حضرت رسول اللہ کے بلند مرتبہ محابی حضرت ابوذر غفاری ایڈر غفاری کے
تلمیز۔ قیمت مجلد دو روپے۔

ستیع مردین عبد العزیز اسی جملہ العذر ہی کی مولع اور

علام سنبھالی خلافت راشدہ سے تعمیر کیا ہے۔ مجلد پانچ روپے۔

حیات امام ابوحنیفہ یعنی سیرۃ الفغان

حضرت ابوحنیفہ کے مفصل حالات زندگی اپنے پاہنچان افراد

تیکت تین روپے (محلد چار روپے)

حیات امام احمد بن حنبل مصر کے ایک ناز محقق ابو زہرہ کی

نفس اورہ ترجمہ۔ امام احمد پر ایسی توعیت کی واحد کتابی۔ دس روپے

الغزالی امام غزالی پر علام ابشنی تعالیٰ کی محققان تایفہ جو آج جل

کیا ہے دکان غذوف) غیر مجلد دو روپے۔

تذکرہ مجدد الف ثانی اسی ظہیر مردم من کے علاالت غنیمی

اتمیت سلسلہ امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے یاد کریں ہے۔ مجلد چار روپے

محمد بن عبد الوہاب صدی بھروسی کے مشہور صحیح الف سلام

محمد بن عبد الوہاب تجدی کی سیرت اور دعوت بر علی و تحقیقی تفییف۔

جزیہ شرق و غرب کے تمام آخذ و دری طرح کلھال کر غلط فہمیوں اور

فلطیبیا نیوں کی تحقیقت واضح کی گئی ہے۔ قیمت دھانی روپے

حیات ولی ارشاد ولی اللہ اور ان کے آبا احمد اراد اطداد اور

تیکت سات روپے۔ قیمت اساتذہ کا تذکرہ۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

سیرت اشرف تیکم الامت مولانا اشرف علی کی مفصل سیرت

تیکت سات روپے۔ قیمت اساتذہ بارہ روپے۔

تجییت اعتمانی شیخ الاسلام علام شیخ احمد اعتمانی کی طالی تندی

کلام، منطق، انسقہ، مناظر، تقریب اور رہ، فارسی، عربی ادب اور

عکس کے حالات دسوچھ پر علام شعبانی کی یہ کتاب

فیصلہ کن مناظرہ مجلد دو روپے۔

قصانیف شیخ الاسلام ابن تیمیہ

الوسیلہ افرین ہیں مولیٰ بن کوہن و سید کا حکم دیا گیا ہے وہ

کیا ہے؟ بے شمار علومات علمی در حقیقت کا خزینہ نہ

قیمت نہ لے تو روپے

تفسیر آریتیہ کرمیہ الحمد للہ عجیب غریب طائف۔ برکات

مفادات۔ دیکھنے کے قابل۔ ہدایت

تین روپے (مجلد چار روپے)

اصحول تفسیر شیخ الاسلام کے ایک قیمتی رسالہ کا اور دو

ترجیب۔ قیمت ایک روپے۔

مناسک حج حج اور مقام حج کے بارے میں تحقیقات مواد

قیمت مجلد تین روپے

قصانیف شاہ ولی اللہ رحمۃ الرّحیم

حجۃ اللہ ال بالغہ کامل کوئی بھی معلوم دینی میں شہر ہے جس کا

اور دو ترجمہ سچی قیمت ہر دو حصہ مجلد مکمل تین روپے۔

ازالت المخالفات کامل ای دشی شہرہ آفاق کتاب ہے جس کا لوار

ازالت المخالفات کامل ہم انسان الخلاف عن خلافۃ الخلفاء

ہے۔ دو جلد ہیں کامل۔ اور دو ترجمہ سایس۔ خلفاء راشدین کے

بانے میں بے نظر کتاب ہے۔ قیمت مجلد مکمل بیس روپے۔

تصوف کی حقیقت اور حضرت شاہ صاحبؒ کی معروف

اس کا فلسفہ سماجی کتاب ہمہ عات کا

سیہرت رسول ﷺ سلیمان اور دو ترجمہ۔ قیمت صرف دش آئے۔

(شاہ ولی اللہ کی مفصل سوانح جویں "حیات وفات"

کے نام پر طلب فراستے ہیں۔ مجلد چھوٹ روپے)

قصانیف مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ

بہشتی زیور روزمرہ کے تمام دینی مسائل کا معتبر خزانہ

سیاسیات پرسر مقال تصریف طبیبے ۱۲ صفحات، مجلد پر حسین سر زنگا
گرد پوشش۔ قیمت مجلد ساٹھ ہے دش روپے۔

ذکر اپنے اور آبا اور جد اسکے تکریں پر مشتمل ہے معلومات

سے بزرگ۔ قیمت مجلدات نہیں۔

ازادی کیہانی خود ازادی کی زبانی اولادنا ابوالکلام آزادی

ان کے قریبی معتقد مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی اٹاکی۔ قیمت چھ روپے

صحابت صحابی عبور توں کے ایمان افسوس و جلالات

مجلد چھ روپے

رد شرک و بدحث

الوسیلہ امام ابن تیمیہ کی مکتبہ الداراء کتاب، جسمیں والخ

کیا گیا ہے کہ "وسیلہ" کا کیا مطلب ہے اور اس کی

شرعی حدود کیا ہیں؟ عجیب ہے میں افزو۔ قیمت مجلد نو روپے۔

تفوییۃ الایمان (اردو) کتاب جس نے اہل بدعت میں بچل

ڈال دی۔ قیمت چار روپے۔ (مجلد پانچ روپے)۔

الشہاب لشاق (اردو) بدعات کے روپ میں ایک مفید کتاب

تیکت ایک روپے بارہ آئے

کتاب التوحید نجدی کی نفیس کتاب۔ قیمت مجلد تین روپے

مولانا عاصمہ عثمانی اور تینیں دیگر حضرات کے

بدعوت کیے ہیں انسانیں کا مجھ پر جو شرک کے بیعت اور توحید

سنن کے فرق و ایمان لاجزاً ساد پیش کرتے ہیں۔ مجلد تین روپے

روح عقا اندید عصیت خدا یا نہیں؟ اس پرفضل دو تل بحث

قیمت دو ترجمہ روپے (مجلد دو روپے)

شاہ اعلیٰ شہید اور معاذین حضرت مسیح شہید سر اہل بدحث کے

ہوائی الزمات کا کافی و شافعیہ د

اہل بدعت کے الزمات دو ترجمہ روپے (مجلد دو روپے)

تاریخ دیوبند۔ مجلد دو روپے پر مولانا تھانوی کی مختصر سوانح۔ مجلد دو روپے / رفیق سفر۔ چار آئے / کردار النبی ۸۸

فرمانے بھرمنشہور حکیم اور سبھوت قسم اول کمل و مدل۔ مجلد پندرہ روپے
قسم دوم مجلد آٹھ روپے بارہ آنے دردوں تھوں ہیں فرق یہ ہے
کہ اسی کی نامہ اول میں تو حاشیہ پر عربی کتب کے حوالے دیے گئے ہیں اور
قسم دوم میں حوالے نہیں ہیں۔ اصل مضمون دو فوں کا یکستہ)
اصلاح الرسوم [مولانا نہیں راجح شذریگ برلنی رسموں کی شرعی
اور زین کیا ہے] اس کا تحقیقی جائز۔ جمالی پندرہ روپے

تعلیم الدین [محلل] دریں کی تعلیم متعلق عمرہ تسبیبات معلومات پر
محلل۔ مجلد ایک روپے بارہ آنے۔

حیات المسلمين [محلل] مسلمانوں کی زندگی کے لئے لائچے عمل۔

دعوات عبادت [محلل] قیمت مجلد ایک روپے بارہ آنے
امولنا اشرف علیؒ کے موالع و خطبات

فی حقيقة پونے دریچی رائٹک گایارہ حصہ چھپ چکے ہیں)

النکشف [تصوف] تصوف کے طائف و اسرار ایک قلم کتاب۔

جس سے تصوف کے ماردا ماعلیہ کا پتہ چلا ہے۔

قیمت مجلد دس روپے بارہ آنے۔

لقاءیر کیسے ہے؟ [لطفگار نام سے ظاہر ہے قدریہ کے مشتمل]
لطفگار کی گئی ہے۔ مجلد سو اور روپے۔

مناجات مقبول [مقبول نام] مناجات کا مقام پرستہ
کون نہیں جانتا۔ مجلد دو روپے۔

مولانا آزاد کی چند کتابیں

تذکرہ	مجلد	مساٹ روپے
آزادگی کہانی خود آزادگی زبانی	»	چھ روپے
صحیح امید (خاص مضامین)	»	چھ روپے
نقش آزاد خطوط کا مجموعہ	»	چھ روپے
مسلمان محنت	»	چار روپے
مسئلہ خلافت	»	سلسلہ تین روپے
مقالات آزاد	»	دو روپے
مضامین آزاد	»	دو روپے

حکم اللغات

لیجے عربی کی سب سے بڑی اور مشہور دکشنری	المهندس
المهندس بھی اردو میں آگئی۔ ساٹھ ہزار عربی	الفاظ کی شرح۔ تین ہزار عربی محاورات کا محل۔ اہم اور

ترجمان القرآن۔ مولانا آزاد کی شہرہ آفاق تفسیر و جلدیوں میں۔ قیمت ہر دو جلد پندرہ روپے۔

ادیات

شانہنا مرسل مسلم حسن اول [اُنس]: مولانا عاصم عثمانی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال
مبارک اور اسکے بعد میں خلافت راشدہ کا قیام، خلیفہ اول کا
انتساب کیوں نکر عمل میں آیا۔ جنکی اصول، معمرک آرائیاں۔ تابعی کی روشن
حدائقیں زبان شعریں ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت مجلہ تین روپے
پیسیں ایڈیشن جوں جیں قاتل کی خیریکا نکس

دیوان غالب [ان] کی تصویر اور بعض لیے اشعار شامل ہیں جو
دوسری طبقہ شخص نہیں پائے جاتے۔ قیمت سائیٹ پانچ روپے۔
کلیات اقبال [ڈالکڑا] کے اور دو کلام کا انتساب۔
قیمت مجلہ پانچ روپے۔

شعایر طور [جمرواد آبادی] کا مجموعہ کلام۔ مجلہ پانچ روپے۔
آتش محل [شہنشاہ نغزل] جنگ مراد آبادی کا مجموعہ کلام
کیت پانچ روپے۔

زدوس [اہر قاری کی وجہ اگر نظموں کا دلپذیر مجموعہ۔
قیمت ساری ہے تین روپے۔
اُردو کے تفریجاتیں بالکل شاعروں کا
محلد ساری ہے تین روپے۔

نبض دوران [کلام]۔ قیمت مجلہ ساری ہے تین روپے۔

کیونز مردم کے خدوخال

پھر کے دلیوتا [دنیا کے چھ شہروں صنعت کیونز مردم کو خیر باد لئے
کے متعلق اپنی کہانی بیان کرتے ہیں۔
صفحات ۲۰۰ صفحہ ڈیڑھ روپیہ۔

ورکٹ [ایک بے حد دلچسپ اور حیرت انگریز آپ بیتی۔
جس سے دروس کے ساتھ بھری محنت کے ظالماں ناظم کا
بھائیک منتظر ہے آتھے۔ ڈیڑھ روپیہ۔

نادر اشیاء کی سیکٹوں نصادر بر صفحات ڈیڑھ ہزار سے بھی
زیادہ۔ تجھی سائز۔ کتابت، طباعت، کاغذ سب عین ری
جلد پختہ۔ قیمت تائیں روپے۔

معصباح اللغات [غیر مختلف کتب لغت کا پیغام۔ مجلہ سوار پے
ایسی قسم کی پہلی اردو عربی لغت۔
القاموس التجدید [اردو سے عربی بنائے، عربی سیکھنے
اور لکھنے والوں کے لئے تخفیف نادر۔ چھوٹے ۶۴۵ صفحات
قیمت مجلہ سات روپے۔

کریم اللغات [عربی و فارسی کے جو محاورات اور الفاظ
اردو میں رائج ہیں ان کی تشریح بے لغت ہے
اجھی اردو لکھنے اور لکھنے میں بہت مدد ہے۔ دو نیکے دھبلوں

ہمناسی راہ کے چند خاص منہج

قرآن نمبر [مولانا آزاد، علامہ رشید رضا، علامہ جعفر طباطبائی
علم رہنمائی جواہر اشیاء] جیسے شہرہ آفاق حضرت علی
حضرت مسیل ۱۱۹ سورتوں کا منظوم ترجیح بھی سہایا جائے گا
کے قلمبے شامل اثافت ہے۔ رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

اوییام اللہ تحریر [آقوال کے علم وہ لصوفت اور مشعر تحریث
کے طریقوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رعایتی قیمت پارہ آئے۔

حکمت نمبر [قرآن اور کیونز مردم، قرآن اور سائنس، قرآن
اور بہاد، قرآن میں جماعت کی اہمیت، قرآن
میں حقوق العباد اور قرآن میں ادب بھی جیسے اہم مضامین۔ ایک روز
پیغمبر دا

[رسول اللہ کے بائی میں جیسے ۶۶ غیر مسلم شاہزادے
قا ضمین کا اظہار عقیدت۔ ایک روپیہ
بشریت کا مقام بلند] محمد اجل خال، اہر محظی خال اور مولانا
مضامین۔ قیمت سوار و پیہ۔

گلدرستہ منعت [بڑے بڑے شاعروں کا منجھلے تغیر کلام
جن مقالات میں بھی بطور ضمیر شامل ہیں۔
قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

مشکاف علوم و فنون

حسن حصین (ترجمہ) [عاؤں، مناجاتوں، نظیقوں اور جامیع کتابات کا مشہور مجموعہ۔ مجلد اٹھ روپے
مقتدر ابن خلدون] [یہ شرعاً فاقہ کتاب اُردو ترجیح پر کر رفیق اُنگی سے۔ مجلد دشست۔ پندرہ روفے
(محمد اعلیٰ علیہ رحمۃ اللہ)۔

فتوق الغارب (ابوداؤد) [ایمان، اقویٰ، صبر، فخر، خروش، جروقدار، سنت و بدعت اور شریعت و طریقت غیرہ کے عنوانات پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے مشہور و معروف مقالات کا مجموعہ۔ جس میں مولانا عبدالمadjد دریابادی کا بسط تuar فی مغاربی شامل ہے۔ قیمت ڈھانی روفے۔
حکایات صحابہ (صحابی مکرروں اور عورتوں وغیرہ کے روایتی اور سینئ کشادہ ہوتا ہے۔ قسم اول مجلد تین روفے۔
(قسم دوم سوادور روفے)]

تحریک اخوان المسلمین [مصری مشہور اسلام پسند جماعت کوچانیاں دیدی گئیں۔ کیا ہے؟ اس سوال کا معترض و معقل جواب حاصل کرنے کے لئے مصر کے محمد سوتوی کی یہ قابل اعتماد کتاب ملاحظہ فرمائیے جس کا سلسیں اُردو ترجیح تسلیم کیا ہے۔ قیمت مجلد تین روفے۔

عہدِ بھوی کے میدانِ جنگ [مشہور محقق داکٹر محمد جو فرنج اور دیگر زبانوں میں بھی یہ شمار جھیلی۔ عجیب کتاب ہے متعلقہ نقشہ اور تبرخندق، احمد اور دیلی تاریخی مقامات کے چوتھیں فولو بھی سلاک ہیں۔ ڈیڑھ روپے (مجلد دو روپے)
اصحور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقاربہ پر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک بیضیں ایک بیضیں۔ سو اور روپے (مجلد سو ایک بیضیے)]

سرخ چین سے فرائد [عبرناک اور سنی خیز۔ ڈیڑھ روپے
ایک بیٹے روپی افریکی خود نوشتہ کوئی

ازادی کی طرف [جن نے امریکہ میں پناہ گئی۔ یہ بے حد دیکھ پس لیکن عبرناک کتاب روپی کے حقیقی حالات سے متفاہ کرتی ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد آپ کیونزم کی خیں نعروں اور مصنوعی دعوویٰ سے کبھی دھوکا نہیں کھا سکتے۔ مجلد تین روپے۔

سوہنہ روس کی حقیقت [بہت ضروری قابل مطالعہ کتاب۔ دو جصوص میں مکمل رسمی

کیونزم اور کسان [کیونزم کو ایشیا کی نقطہ نظر سے بھگت سمجھاتے کی کامیاب کوشش چینیاں دستاویزی ڈالوں سے مرتین ہے۔ قیمت مجلد دو روپے آٹھ آنے۔

سوہنہ نظام کی چھکنجان [خشش ایک تجدید اور عماری کتاب جو دیکھ پس بھی ہے اور حقیقت افزود بھی صفتی ملکت۔ ایک لینن روپی کے قلم سے جو مکمل غیر جانبداری سے ترتیب دیتے گئے ہیں۔ صفحات، ۲۵۰۔ قیمت ایک روپے۔

ازادی کا ادب [بعض منتخب مقالوں، افسانوں اور مخطوطات کا مجموعہ۔ جنہیں نیک تعبیری مقاصد کے تحت چھپا گیا ہے۔ قیمت مجلد تین روپے۔

ادب میں ترقی پسندی [ادب میں "ترقی پسندی" کے اس کی پورست کندہ حقیقت فی الاصل وہ کیونزم ہی کی ایک سازش ہے۔ قیمت مجلد ایک روپے۔

اشتراکیت روس کی تجربہ میں [اشتراکیت کی عملی نظر۔ قیمت مجلد تین روپے۔

تی دنیا کی جھلکیاں [بند (ہمالے) زور کا انقلاب، ملک (موجودہ اقتصادی نظام)، ملٹ (اقتصادی نظام)، ملڈ (اقتصادی سامراج) ان چاروں نیکی ہر ایک کی قیمت چار ایک بیضیں

نے ہدہ کے دروازہ پر۔ ۶۰ رما کیونزم تاریخ جس کو رد کر جیکی۔ ایک روپہ آٹھ آنے / سو شلنگر ایک غیر اسلامی نظریہ امر

خلافہ راشدین (از مولانا عبدالشکور رضا صاحب امیر طیار الحمد)
لکھنؤ، خلافاتے راشدین کی سیرت پر
بے نظیر کتاب ہے۔ قیمت ڈالائی روپے۔

اشاعت اسلام دنیا میں اتنی جگہ اسلام کس طرح حصیلا؟
لکھنؤ، اشاعت اسلام اس سلسلہ میں کیا کیا کئے
ہیں؟ اور اس کا جواب کیا ہے؟ یہ سب کچھ تجویز دلائی ہے
ساختہ اس میں لیجگا۔ کاغذ طباعت اکتوبر صرف علم، چھ پیسے
تاریخ علم **حضرت آدم** سے یہ کہ رسول اللہؐ تک تمام انسانوں
تاریخ علم کے عالات من تاریخ پیدائش و وفات اور مشکل
تاریخ اسلام و دیگر اقوام عالم کی تاریخ کے علاوہ دنیا کے مشہور
مالک اور راستوں کی تاریخ۔ مجلہ سالی ٹھیکار دیے۔

تفسیر الرحمٰن نبی اللہ الحمد اور عوذ بیں کی تفسیرتہ
ولی اللہؐ اور دیگر اکابرین کی آراء کا

خلاصہ بھی دیا گیا ہے۔ ہر یہ دو روپے مارکوں ایک قیمت الہم۔

تحفہ اشناع شریعت (اور دیگر از حضرت شاہ عبدالعزیز حیات دہلوی)
لکھنؤ، اس کا ترجمہ مولانا سید حسن خاں پوری سفی۔

پیدائش و تاریخ نہ ہیں شیعہ۔ ان کی مختلف شاخیں۔ ان کے
اصفاف علماء اور کتب کا بیان۔ الہمیت، بیوت، امامت اور
معاد کے باشے میں ان کے حقائق، ان کے تحقیقی مسائل فقہیہ، صحابیہ
کرام، ازواج، مطہرات اور اہل بیت کے حق میں ان کے اقوال
انعال اور مطاعن، مکاڑی شیعہ کی تفصیل، ان کے اوقاف، تعلیمات
اور معرفات کا بیان۔ مجلہ مع حسین ڈسٹ کو رابرہ روپے
ختم بیوت کامل ہے۔ حضرت مولانا عفتی

نصب العین نک پہنچنے میں کیا کیا کارکروں میں بیش اُمیں؟ اس پر
اویسی علمی انداز کا تبصرہ۔ قیمت مجلہ سالی ٹھیکار دیے۔

تجھی کا خاص (تفصیل محققہ تحریکت، نذر و نیاز، ناتدو
غرس اور مساعی موتے دغیرہ کا جائزہ۔ دراصل مولانا حسین احمد
دری) کی ایک کتاب پر تفصیلی تعریف اس غیر کاغذی حصہ ہے جو،
لکھنؤ، ایک طالب حق کے جو ایسیں لانا سید مسلمان نہیں،
مولانا اشرف علی خاں اور مولانا امداد حسن گیلانی، مولانا محمد نظیر علی
سے ایک شیپ بارہ آئئے تھے۔ دی پی طلب کریں تو وہ روپے دو آنے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہزاد عالم عرب حکمرانوں
کے مکتوبات و معاملات اکی سرداروں ور عالموں
خط و کتابت در معاملات، ضروری تشریفات اور اصل
خطوط کے فووجی شال ہیں۔ قیمت سو روپے۔

محکمات العادی کا عالمانہ تبصرہ و حاکم، در شبیہ بارہ آنے

اُردو کے باشے میں ادیبوں، شاعروں، سماجی
اکارکنوں، سماجی لیڈرز، اور اہل علم، فضیل
کی تہباد توں پرستی دلچسپ ڈرامہ، جو پڑھنے لطف ہو نیک ساختہ رسمی
اُردو کے حق میں دستاویزی جیشیت رکھتا ہے۔ قیمت ایک پیسے۔

حقیقت مولانا عامر عثمانی کی تفصیل تقدیر۔ دن آنے

سنت رسول مسیح بن ملک غلام علی، مقدمہ، مولانا
مسعود حالم ندوی۔ "سنت" کے موضوع
پر بے حد و قیع کتاب۔ مجلہ سو روپے۔

ایمنہ حقیقت نما اس حقیقت کتاب میں شہرو مورخ اسلام
اکبر شاہ خاں بیکب آبادی نے اُن
 تمام الزارات کی مدلل صفائی پیش کی ہے جو تھسب حضرت تاجیر
اسلام پر لگاتے ہے ہیں طرز تحریر بحد دلچسپ۔ اس تلاں حکم
تفصیل بسط۔ لکھائی چھپائی کاغذ سب سعیاری۔ مجلہ بارہ روپے
جمهوریت اور افریقی تحریکیں یورپ میں جمپوریت پر کیا
شی اور اس ایانت کے بلند
نصب العین نک پہنچنے میں کیا کیا کارکروں میں بیش اُمیں؟ اس پر

اویسی علمی انداز کا تبصرہ۔ قیمت مجلہ سالی ٹھیکار دیے۔

تلارش اہ حق ایک طالب حق کے جو ایسیں لانا سید مسلمان نہیں،
اکی زندگی ہی میں کلکی حمی (نوفٹ)، تھیا بھی نہ رہ کھانا ہو تو ہی اور دیگر
مولانا اشرف علی مودودی اور مولانا طاوس ایگیانی، مولانا محمد نظیر علی
سے ایک شیپ بارہ آئئے تھے۔ دی پی طلب کریں تو وہ روپے دو آنے

سَلَامٌ عَلَى حِجَاجِ بُنَيَّارِيِّ شَافِعِ مُعْتَدِلِ مَذَنِ

فِضْلُ الْقُرْآنِ دِيو بند کا دوسرہ ارشاد اکار نامہ

کتبہ ہذا

مکتبہ فضل القرآن دیوبند اپنے پہلے پرگرام کے تحت قرآن مجید کی شہر و آفاق تفسیر ابن کثیر اور دو کا ایک پارہ پوری یا بندی وقت کے ساتھ ہر ماہ شائع کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مکتبہ دوسرا پرگرام صحیح بخاری شریف کا اعلیٰ مکتبہ کی اشاعت ہے۔ اس کے نیٹ پارے مادہ بناہ ایک ایک پارہ کی شکل میں شائع ہوتے رہیں گے۔

غزوہ و عالم مر رکھنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارک کا وہ گرانقدر مجموعہ مجموعہ امام عالی مقام امیر المؤمنین فی الحیث ابو عبد اللہ محمد بن سعیل بخاریؒ نے چھ لاکھ احادیث نبوی میں سے منتخب فرمائیں سال میں مرتب فرمایا ہے۔

قرآن مجید کے بعد دنیا کی وہ مستند ترین اور لاثانی کتاب جس میں قطعی صحیح احادیث کا وہ جلیل القدر عظیم الشان علی خزانہ پوشیدہ ہے جو اسلام کی روایت روایت ہے۔

سابقہ تراجمی خامیوں کے پیش نظر ترجمہ اردو بھی تیارہ و قیمتی نظر صحت فکر کا محتاج تھا اور حواری و تشریع کا ایک پہنچنے خاصہ بھی ضروری تھا۔ مکتبہ نے متعدد علماء ایک خدمات حاصل کر کے اکابر علماء امّت کی نگرانی میں اس لیے کم خدمت کی تخلیل کا عزم کیا ہے، سفید کاغذ۔ تقریباً دیڑھ سو صفحات میں سارے کتابت طباعت معیاری۔

ہدیہ دو روپے فی پارہ۔ مخصوصہ اک ایک پیسے فی پارہ، یہ عایت صرف میزان کے لئے مخصوص ہے۔ عام پرہیز نہیں پیسے فی پارہ میں معمولی اس سلسلہ کی دائی شرکت کیلئے صرف ایک روپیہ کامنی آڑ را سال فرمائیں گے۔ میزان میزان میزان جائے تین روپے ارسال کیا جاتا رہے گا۔ لیکن اگر آپ پائیج دوست مل کر پرہیز کے پارے کے پہنچ پائیج فتحی کیجا مدنگاں گے تو عایتی وی پوپی میخ ڈاک خرچ تیرہ روپے (ع۱۰) کی ارسال ہو گی۔ اس شکل سے یہ ناز علی خزانہ بہت معمولی رقم میں رفتہ رفتہ شخص کے پاس پہنچ جائے گا۔

دیگر کلمہ تفصیلات میں مکتبہ فضل القرآن دیوبند صلح سہمازپور میزانیہ اور فوراً تیجے

دُرَرِ نَجَفِ شَهْرَةِ مُحَرَّفِ سُرِّي

جو تقریباً سو لے سال اپنی خدا بجا دے رہا
ایک لے پانچ روپیے ڈال خرچ
ڈیڑھ روپیے آٹھا تو لہتے میں پی

مضبوط ششی
دھات کے پاندہ
خول ہیں

لیکھ طینیں کیتے کیمیہ کیلئے کوئی کارکن نہ نہیں

بُجھی سیمیہ سے استعمال کرتے رہتے
کیونکہ آئی خرمی عمر تک ہو قائم رکھتا اور
معرض کے حملوں سے بچاتا ہے

SURYA

DURR E. NAJAF

- دھنے جالا تو نہ پڑ بال سرخی اور سمجھیں دکھنے میں مخفیہ ہے۔
- آنکھوں کے آگے تائے اڑتے ہوں، یا میانی گمزور ہوتی جا رہی ہو، یا سمجھیں تھکا وٹ محسوس کرتی ہوں تو اسے استعمال فرمائے۔
- صرہ رہی ہے ایات ساتھ بھی جانیں۔

جن حضرات نے تجربہ کے بعد تعریضی تجربہ میں محنت فرمائیں ان میں سے چند کی آیہاں گرامی

حضرت ولانا شیخ احمد صاحب مدفیں - حضرت ولانا شیخ احمد صاحب عثمانی - مولانا قاری محمد طیب صاحب مقدمہ دارالعلوم دیوبند - مولانا اشتیاق احمد صاحب اسٹاد دارالعلوم دیوبند - حضرت مولانا مطلوب لرحمٰن صاحب عثمانی مولانا غفری عقیق الرحمن صاحب (ندوۃ الشفیعین میں) - ڈاکٹر نظر فیریار فاروق صاحب مدرسی مصیون - حکیم کہنیا لال صاحب دیوبندی پور - ڈاکٹر انعام الحسن صاحب ایں ۱۴۵۰ ایس ہیو یونیورسٹیک - ساہبوجوالا سرمن صاحب تھیں عظیم مراد آباد جناب میا زبی ایڈریس اسلامی نیا دیوبند

ہندوستان کا پتہ دارالفیض رسمانی - دیوبند - صنیل عہدہ نیپور - (یو - پی) اندیب
پاکستان کا پتہ عثمان غنی - کراچی مریضت ۲۲۸۰ مینا بازار پیر الہی بخش کالوںی - کراچی پاکستان